حبیبِ اعظم

تصنیف

○ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری

ناشر

○ صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ
وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۰۰
سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غایتِ محبت میں ایمان کی تکمیل ہے

حبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

تصنیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری

ناشر

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

نام کتاب : حبیب اعظم
بار اول : ایک ہزار
ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ
اعظم آباد۔ فیصل آباد
کتابت : حکیم محمود الحسن خوشنویس
محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ فون نمبر: ۲۳۰۷
مطبع :
ھدیہ : ۱۵/- روپے

تحقیقاتِ عتیقیہ

شرح اردو مناظرہ رشیدیہ

تصنیف
علامہ مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب
جامعہ عثمانیہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ سید المرسلین و علیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین!

سب تعریفیں پروردگارِ عالم کے لئے ہیں جس نے ساری مخلوق سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا اور اپنی ذات کریمہ کا حضور کو مظہر بنایا۔ فرمایا: میں مخفیہ خزانہ تھا۔ میں نے اپنی معرفت کے لئے محمد مصطفیٰ "صلی اللہ علیہ وسلم" کو پیدا کیا"، اور نبیوں اور رسولوں کو آپ کی امت بنایا جبکہ اُن سے حضور پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا عہد لیا اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے روز حضور نے "بلیٰ" فرما کر ساری مخلوق کی رہنمائی کی؛ لہٰذا آپ ساری مخلوق کے نبی ہیں اور ساری مخلوق کے باپ بھی ہیں؛ کیونکہ جب خالقِ کائنات نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو حقیقت محمدیہ کو انوار صمدیہ سے اپنے حضور ظاہر کیا، پھر اپنی حکمت کے مطابق اس سے تمام جہان پیدا کئے اور حضور کو نبوت و رسالت کی خوشخبری دی جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم میں تھے، پھر آپ سے عیونِ ارواح جاری ہوئے تو حضور ملأ اعلیٰ میں ظاہر ہوئے لہٰذا آپ تمام مخلوق کا اصل بھی ہیں اور جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن نام کا زمانہ آپ کے جسم اور روح کے ارتباط تک پہنچا اور زمانہ کا حکم اسم ظاہر کی طرف منتقل ہوا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کلی طور پر جسم اور روح ظاہر ہوئے پس سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد عنصری اگرچہ

مؤخر ہے لیکن آپ کی حقیقت سب سے مقدم ہے لہٰذا آپ اسرار کا خزانہ اور نفوذِ امر کا مقام بھی ہیں ہر امر آپ سے نافذ ہوتا ہے اور آپ ہی سے اخبار نقل ہوتی ہیں۔

ابن عربی نے فرمایا: ؎ اَتٰی بِزَمَانِ السَّعْدِ فِیْ آخِرِ الْمُدٰی ÷ وَکَانَ لَہٗ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ مَوَاقِفٗ

حضور پر ایمان لانے کی تکمیل اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ پر ایمان لائے کہ اُس نے آپ کی آمد شریف سے قبل آپ کی مثل کوئی آدمی پیدا نہیں کیا۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ؎

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ ÷ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف پوچھی گئی تو اُنھوں نے کہا کہ میں اس کی تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہوں آپ کی اجمالی وصف یہ ہے کہ مُرسِل "اللہ" نے اپنی قدر کے مطابق رسُول پیدا کیا ہے۔

قرطبی نے کتاب الصلوٰۃ میں نقل کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پُورا حسن ہمارے لئے ظاہر نہیں ہُوا، ورنہ ہماری آنکھیں آپ کو نہ دیکھ سکتیں یہ صلی اللہ علیہ وسلم"

الحاصل خداوندِ قدوس جَلَّ مَجْدُہٗ الکریم نے حضور کو محبوب پیدا فرمایا اور مُحِب کو محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں حضور کے تمام اعضاء مبارکہ قلب مبارک، زبان شریف، چہرہ انور، دست مبارک، گردن، پشت اور سینہ مبارک پیارے انداز میں ذکر کئے ہیں۔ آئندہ اوراق میں ان کی تفصیل مذکور ہوگی اِن شاء اللہ!

چونکہ محبوب کے ذکر سے محب خوش ہوتا ہے اس لئے بندہ پُرتقصیر نے اس کتاب کا نام "حبیبِ اعظم" تجویز کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء ہے کہ آپ کے توسُّل سے یہ میرے لئے راہِ نجات کرے۔ اٰمین، ثم اٰمین۔

"غُلام رسُول رضوی"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

الحمد للہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی سیّد الانبیاء وامام المرسلین وعلٰی اٰلہ الطّیّبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین اجمعین!

خداوند قدوس نے فرمایا: "قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" اور فرمایا "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"، "تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نُور تشریف لایا" اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خُزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان" یہاں تک سب کا اتفاق ہے اس سے آگے آدم علیہ السلام تک شدید اختلاف ہے۔ اس میں کوئی شئ صحیح معتمد علیہ نہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زُہرہ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُؤی بن غالب ہیں۔ مشہور اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے فیل[1] کے سال تولّد فرمایا اور سب سے پہلے قدم میمنت زمین پر رکھا۔ نیز اس میں بھی اتفاق ہے کہ آپ ربیع الاوّل شریف میں دنیا میں تشریف لائے۔ مشہور یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا۔ آپ کی وفات بھی بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے روز تھی۔ حضور نے فرمایا: حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ، "میری حیات

[1] جس سال یمن کے بادشاہ ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ پر حملہ کیا تھا۔

اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے۔   آپ کی عمر شریف تریسٹھ[۶۳] برس تھی۔ پیر کا دن بابرکت دن ہے؛ چنانچہ اسی روز حضور کا تولّد ہُوا۔ اسی روز وحی کی ابتدا ہُوئی، اسی روز مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی، اسی روز مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہُوئے اسی روز دنیا کو داغِ مفارقت دیا۔ پیر کے دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے آپکا پیدائشی ختنہ تھا اور آپ مسرُور تھے۔ ولادت کے وقت ایک ہاتھ دونوں آنکھوں پر اور دوسرا ہاتھ ناف پر تھا۔ حضور کی پیدائش کی شب ایوانِ کِسریٰ حرکت کرنے میں بے قرار ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس کا آتش کدہ سرد پڑ گیا، حالانکہ وہ ایک ہزار سال سے گرم تھا اور کبھی سرد نہ ہُوا تھا اور بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تولّد کے بعد

فرشِ زمین پر قدمِ میمنت رکھنے کے بعد حلیمہ بنت ابی ذویب ہذلیہ نے حضور کو دودھ پلانے کی ذمہ داری سنبھالی اور انہی کے پاس کمسنی میں حضور کا شقِ صدر ہُوا اور حظِّ شیطان باہر نکالا تاکہ بشری طبع کے مقتضیٰ کے مطابق شیطان اثر انداز نہ ہو پھر سینہ مبارک ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ اسلمیہ نے بھی آپ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا۔ اُمّ ایمن برکت حبشیّہ نے پرورش کرنے کی سعادت حاصل کی جو آپ کے والد ماجد کی جانب سے ورثہ میں ملی تھی جسے بعد میں آزاد کر کے زید بن حارثہ سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ تولّد کے دو ماہ بعد والد ماجد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سات ماہ اور اٹھائیس ماہ بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ حضور شکم مادر میں ہی جلوہ افروز تھے کہ والد ماجد نے اجل کو لبیک

لہ ناڑو کٹا ہُوا تھا۔

کہا۔ چار یا چھ برس کی عمر شریف میں آپکی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں اور آپ کے جدِّ امجد عبدالمطلب نے آپ کی کفالت کی۔ جب آٹھ سال دو ماہ اور دس روز کو پہنچے تو جدِّ امجد کا سایہ بھی اُٹھ گیا اور آپ کے غمخوار چچا ابو طالب نے حفاظت کا ذمّہ اٹھایا۔

شام کا سفر اور حیاتِ طیّبہ کا اجمالی بیان

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم بارہ سال دو ماہ   دس دن کی عمر شریف میں اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کے عازمِ سفر ہُوئے۔ جب مقامِ بصریٰ پہنچے تو بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر تورات میں آپ کی مذکورہ صفات کے سبب پہچان لیا اور قریب ہو کر دستِ مبارک تھام کر کہنا شروع کیا "یہ رب العالمین کے رسول ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کی رحمت بھیجا ہے پھر قافلہ سے مخاطب ہو کر کہا جب تم فلاں گھاٹی سے باہر آئے تھے تو تمام درخت اور پتھر سجدہ میں گر گئے تھے جبکہ وہ صرف نبی ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہم تورات میں تذکرہ پاتے ہیں۔ پھر ابو طالب سے کہا اگر تم انہیں شام میں لے گئے تو وہ انہیں قتل کر دیں گے اس لئے ابو طالب نے حضور کو وہیں سے واپس کر دیا۔ پھر دوسری بار خدیجۃ الکبریٰ کا مالِ تجارت لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ شام کی طرف نکلے۔ یہ خدیجہ سے نکاح سے پہلے کا واقعہ ہے جب شام پہنچے تو ایک راہب کے عبادت خانہ کے قریب سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہرے تو راہب نے کہا اس درخت کے سایہ تلے صرف نبی ہی بیٹھ سکتا ہے۔ میسرہ کا کہنا ہے کہ جب سخت گرمی ہوتی تھی تو دو فرشتے آکر آپ پر سایہ کیا کرتے تھے پچیس[۲۵] برس دو ماہ اور دس دن کی عمر شریف میں خدیجہ سے نکاح کیا۔ پینتیس[۳۵] برس کی عمر شریف میں کعبہ مکرمہ کی تعمیر میں شرکت کی اور اپنے دستِ اقدس سے حجرِ اسود کعبہ کی دیوار میں نصب کیا۔ چالیس[۴۰] سال اور

ایک دن کی عمر شریف میں غارِ حرا میں جبرائیل آپ کے پاس وحی لے کر آیا تو آپ دنیا کے لئے بشیر و نذیر مبعوث ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

آٹھ ربیع الاوّل کو پیر کے روز نبوّت کی ابتداء ہوئی۔ پھر مکہ والوں نے شعب میں آپ کا اور آپ کے خاندان کا تین سال محاصرہ کیا۔ اُنچاس (۴۹) برس کی عمر شریف میں مشرکوں کے حصار سے نکلنے کے آٹھ ماہ اکیس دن بعد آپ کے چچا ابوطالب فوت ہو گئے اور اُن کی وفات کے تین روز بعد ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ بھی وفات پا گئیں۔ پچاس سال تین ماہ عمر ہوئی تو نصیبین کے جنوں نے حاضرِ خدمت ہو کر اسلام قبول کیا۔ اکاون سال نو ماہ کی عمر شریف ہوئی تو زمزم، مقام ابراہیم سے بیت المقدس کی طرف سیر کی پھر وہیں سے براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے اور نماز فرض ہوئی۔ ترپن سال عمر ہوئی تو مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف پیر کے دن ہجرت کا آغاز کیا جبکہ ربیع الاوّل کے آٹھ روز گذر چکے تھے۔ پیر کے روز ہی مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دس سال اقامت کے بعد مدینہ منورہ میں ہی دنیا کو داغِ مفارقت دے کر ملأ اعلیٰ سے جا ملے (نووی) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ حضور کی حیاتِ طیّبہ کا اجمالی نقشہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم!

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور ابولہب

ابولہب حضور کا چچا تھا آگ کے شعلہ کی طرح اس کا چہرہ چمکدار خوبصورت تھا، اسی لئے اس کو ابولہب کہا جاتا تھا۔ نیز آگ کا شعلہ دوزخی کو لازم ہے! اس اعتبار سے بھی یہ اس کی کنیت ذکر کی جاتی ہے۔ بہرحال نصِ قطعی سے اس کا دوزخی

ہونا ثابت ہے، جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تولّد ہُوا تو اس کی لونڈی نے اسے خوشخبری دی تو اُس نے انگلی سے اشارہ کر کے کہا تو آزاد ہے یہ وہی لونڈی ہے جس نے حضور کو دودھ پلایا تھا اس کا نام ثویبہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رضاعت کے باب میں صحیح میں ذکر کیا کہ جب ابولہب مر گیا تو حضرت عباس نے اس کو بُری حالت میں دیکھا تو کہا تجھے کیا ملا اس قدر بدتر حال ہے۔ اُس نے کہا تم سے جُدا ہونے کے بعد بُرا حال رہا ہے، البتہ بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کرنے کے عمل نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ابولہب کو نفع دیا اور دوسرے اعمال باطل ہونے کی طرح یہ نیک عمل باطل نہ ہُوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول خوش ہوتے ہیں اور جس کا کفر نصِ قطعی سے ثابت ہو۔ حضور کی ولادت پر خوشی کرنے سے اس کے لئے بھی عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔

محفل میلاد اور حضور کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک طریقہ محفل میلاد کا انعقاد ہے جبکہ اس میں کوئی منکر شئی نہ ہو۔ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے لئے مستحب ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کریں۔ امام تقی الدین کے زمانہ میں علماء کا جمِ غفیر "بہت بڑی جماعت" ان کے پاس جمع ہوئے تو حضور کی ثنا کرنے والے نے ناصر صری کا یہ شعر پڑھا ؎

قَلِیْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰے الْخَطُّ بِالذَّهَبِ ⁂ عَلٰی وَرِقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنَ مَنْ کَتَبْ
وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ ⁂ قِیَامًا صُفُوْفًا اَوْ جُثِیًّا عَلَی الرُّکَبِ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے خوبصورت اوراق پر سونے کا خط ہو تو وہ بھی کم ہے۔ اگر اس کی سماعت کے وقت تمام علما صفوں میں کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں۔ تو یہ ادب کا مقتضی ہے۔

اس وقت امام سبکی اور تمام حاضرینِ مجلس کھڑے ہو گئے اور اس محفل میں عظیم انس حاصل ہُوا اقتدا کے لئے یہی کافی ہے۔ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بدعتِ حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلِ میلاد اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بدعتِ حسنہ ہے۔ امام سخاوی نے کہا پہلے تین قرون میں یہ کسی نے نہیں کیا۔ اس کے بعد شروع ہُوا، پھر اطراف و اکناف کے مسلمان بڑے بڑے شہروں میں محافلِ میلاد قائم کرتے ہیں اور ان راتوں میں خوب صدقات و خیرات کرتے ہیں اور محفلِ میلاد شریف کے قیام کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ سلسلہ سال بھر رہتا ہے۔ ان پر اس کی برکات ظاہر ہوتی ہیں۔

ابن جوزی نے کہا محفلِ میلاد قائم کرنے کا خاصہ یہ ہے کہ سارا سال امن سے گزرتا ہے۔ یہ حصولِ مقاصد کا بہترین ذریعہ ہے۔ بادشاہوں میں سے سب سے پہلے اربل کے بادشاہ نے شروع کیا اور ابن دحیہ نے اس پر کتاب لکھی اس کا نام "التنویر بمولد البشیر النذیر" رکھا تو بادشاہ نے ایک ہزار دینار انعام دیا۔ حافظ ابن حجر نے اس کا اصل اور ماخذ بھی حدیث شریف سے ذکر کیا ہے۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی میلاد شریف کی سند کا اصل ذکر کرنے میں اتفاق کیا ہے۔ (روح البیان)

"امام سبکی نے ۷۵۶ ہجری میں وفات پائی تھی"

یعنی آج سے تقریباً ساڑھے چھ سو برس پہلے علما محافلِ میلاد منعقد کرتے تھے اور اُن میں سیرتِ طیبہ ذکر کی جاتی تھیں پھر علما حضور کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے یا گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے تھے۔ اب ہم میلادِ مقدس مفصل تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ"

اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مبعوث فرمایا، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ سے انسان کے منصب کی حقیقت بیان فرماتے ہیں۔ خالقِ کائنات نے اپنی ذاتِ کریمہ کو نور فرمایا، چنانچہ ارشاد ہے "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کیونکہ زمین و آسمان عدم کی ظلمت میں مخفی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موجود کر کے ظاہر فرمایا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے نور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے نور کے ساتھ عدم کی ظلمت سے جس کو سب سے پہلے ظاہر فرمایا وہ نورِ مصطفےٰ تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ" اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال قبل اپنے رب کے حضور نور تھا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا اُن کی تسبیح کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو مجھے ان کی پشت میں زمین پر اُتارا اور سفینۂ نوح میں مجھے نوح کی صلب میں کیا اور ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں پہنچایا پھر ہر زمانہ میں مجھے پاک اصلاب سے مقدس ارحام کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے اپنے والدین سے ظاہر کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام نے خطاءِ ظاہری کا اعتراف کیا تو کہا اے میرے پروردگار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! میں نے تو ان کو پیدا نہیں کیا "تخلیقِ عنصری" تم انہیں کیسے پہچانتے ہو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ تو نے مجھے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح ڈالی۔ میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہُوا پایا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تو میں نے

سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ساری مخلوق میں سے زیادہ محبوب کا نام ملایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے وہ مجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے میں نے تجھے بخش دیا اگر محمد موجود نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا (بیہقی نے دلائل نبوت میں اسے ذکر کیا ہے)

نورِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صدفِ آمنہ رضی اللہ عنہا میں

کتب احادیث میں ہے کہ جب نطفہ زکیہ دُرّہ محمدیہ صدفِ آمنہ قرشیہ میں مستقر ہُوا تو ملکوت اور عالمِ جبروت میں اعلان کیا گیا کہ نورانی جوامع قدس کو معطر کردو اور اعلیٰ جہات شرف کے راستوں کو خوشبودار بنادو اور عبادتوں کے مصلّے صاف میں اہلِ صدق وصفا مقرب فرشتوں کے لئے بچھادو، کیونکہ نورِ مکنون خوش نصیب آمنہ کے رحم کی طرف منتقل ہو چکا ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رجب کی جمعرات آمنہ کے مقدس شکم میں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس رات جنت کے خازن کو حکم دیا کہ فردوس کے دروازے کھول دے اور منادی نے زمین و آسمان میں اعلان کیا کہ نورِ مخزون جن سے نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن شریف میں مستقر ہو چکا ہے۔ جس میں حضور کی خلقت مکمل ہو گی۔ ایک روایت کے مطابق قریش سخت قحط سالی کا شکار تھے اور بہت تنگدست تھے تو زمین سرسبز ہو گئی اور درخت پھلدار ہو گئے اس سال کو سالِ فتح اور سرور و ابتہاج کا سال کہا گیا، کیونکہ حضور کی برکت سے ہر طرف ولادت سے پہلے ہی مکہ مکرمہ میں غلّہ اور طعام آنے شروع ہو گئے تھے۔ اس روز دُنیا کے تمام بُت اوندھے بل گر گئے اور اللہ کے

دشمن ابلیس کا تخت الٹ گیا اور چالیس روز اس کو فرشتے نے سمندروں میں ڈبوئے رکھا پھر اس سے بھاگ کر جبل ابی قُبَیس پہنچا اور زور سے چلایا تو تمام شیاطین جمع ہو گئے پھر ان سے کہا تم اس بار ایسے ہلاک ہُوئے ہو کہ اس طرح کبھی نہ ہلاک ہُوئے تھے۔ انھوں نے کہا بات کیا ہے؟ شیطان نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب قاطع تلوار کے ساتھ مبعوث ہو گئے ہیں جن کے بعد کوئی حیلہ نہیں جو لات وعزیٰ اور دیگر بتوں کی عبادت باطل کرے گا اور ہم ہر جگہ علانیہ وحدانیت کا ذکر پائیں گے۔ یہ ایسی امت ہے کہ ان کے سبب اللہ نے مجھے ملعون اور شیطان رجیم کیا یہ نبی مجھے غمناک کرے گا اور میری آنکھیں گرم کرے گا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم آمنہ کے وقت میں واقعات کا ظہور"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی سید عالم محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حمل کے علامات میں سے یہ ہے کہ جس رات آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں قریش کے تمام جانور بولنے لگے اور کہتے تھے۔ ربّ کعبہ کی قسم آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمنہ کے شکم میں تشریف لے آئے ہیں اور قریش کے تمام کاہن اور عرب کے سب قبائل اپنے کاموں سے رُک گئے اور کاہنوں کا علم چھن گیا اور دُنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹ گئے اور بادشاہ گونگے ہو گئے اور مشرق کے وحشی مغرب کی طرف اور مغرب کے وحشی مشرق کی طرف ایک دُوسرے کو خوشخبری دینے کے لئے دوڑے زمین اور آسمانوں میں آوازیں بلند ہوئیں کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا

وقت قریب آگیا ہے کہ رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ طیب، طاہر بہترین امت کی طرف تشریف لانے والے ہیں جو اچھا حکم کریں گے، برائی سے منع کریں گے وہ کیسے خوش قسمت ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے حاملہ ہونے کے چھ ماہ بعد مجھے خواب آیا کہ اے آمنہ تیرا حمل سارے جہانوں سے بہتر ہے۔ جب جنم دیں تو اس کا نام محمد رکھیں اور اسے صیغۂ راز میں رکھنا ہوگا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چھ ماہ پورے ہو جانے کے بعد مجھے عورتوں کا سا حال معلوم ہوا جو میری قوم میں سے کسی کو معلوم نہ تھا اور میں گھر میں تنہا تھی عبدالمطلب طواف میں تھے اور حضرت عبداللہ حضور کی ولادت سے چار ماہ قبل وفات پا چکے تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضور کی ولادت کے چار ماہ بعد وفات پائی۔ آمنہ نے کہا میں نے ایک سخت آواز سنی جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ یہ بارہ ربیع الاول کے پیر کے روز کا واقعہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ سفید پرندے کا پَر ہے جس نے میرے دل کو مسح کیا ہے تو مجھ سے خوف و ہراس اور رعب جاتا رہا اور جو درد محسوس کرتی تھی وہ بھی زائل ہو گئی۔ پھر میری توجہ پھری تو میں نے سفید پینے کی چیز دیکھی جسے میں نے دودھ خیال کیا تھا میں بہت پیاسی تھی تو میں نے اسے تناول کر لیا پھر میں نے چند عورتیں دیکھیں گویا کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہیں جنہوں نے مجھے گھیر لیا پھر میں نے سفید ریشمی کپڑا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان لمبا ہے۔ اچانک دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے انہیں لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔ پھر میں نے پرندوں کی قطار آتی دیکھی جن کی چونچیں زمرد کی اور پَر یاقوت کے تھے پھر میری نظر کھلی تو میں نے ساری زمین کے مشرق اور مغرب دیکھ لئے پھر میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جھنڈا کعبہ کی چھت پہ نصب تھا۔ پھر میرے پاس مزید عورتیں جمع ہو گئیں۔ جب میرے بطن سے چمکتا ہوا موتی نکلا اور میں نے اس کو دیکھا تو وہ سجدہ

کرتے ہوئے آسمان کی طرف انگلی اٹھائے ہوئے تھا پھر میں نے بادل دیکھا جو میرے پاس آیا اور اسے مجھ سے غائب کر دیا۔ میں نے منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم "کو زمین کے شرق و غرب اور تمام سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ لوگ آپ کی شکل و صورت اور نام و وصف سے آپ کو پہچانیں پھر آنکھ جھپکنے کی مقدار میں یہ کھل گیا اور دودھ سے سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار صوف میں حضور کو لپیٹ کر لایا گیا پھر ایک اور بادل آیا جو پہلے بادل سے عظیم تر تھا میں نے اس سے گھوڑوں کی آوازیں اور لوگوں کی باتیں سنیں اور کسی منادی کو سنا کہ وہ پکار رہا ہے کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم "کو جنوں، انسانوں اور درندوں پرندوں پر پھراؤ اور انہیں صفاءِ آدم، رقتِ نوح، خُلتِ ابراہیم، زبانِ اسماعیل، جمالِ یوسف بشریٰ یعقوب، آوازِ داؤد، حکومتِ سلیمان، حکمتِ لقمان، قوتِ موسیٰ، صبرِ ایوب، زہدِ یحییٰ اور کرمِ عیسیٰ علیہم الصلوات والتسلیمات عطا کرو۔ یہ بادل چشم زدن میں زائل ہو گیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب نے کہا جب حضور پیدا ہوئے تو میں حضور کی دایہ تھی میں نے آپ کا نور دیکھا جو چراغ کی روشنی پر غالب تھا میں نے حضور میں چھ علامات دیکھیں جب آپ زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو سربسجود تھے اور جب سرِ مبارک اٹھایا تو فصاحتِ لسان اور بلاغتِ بیان سے فرمایا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" صلی اللہ علیہ وسلم" اور آپ کے نور سے سارا گھر روشن ہو گیا جو چراغ کی روشنی پہ غالب تھا میں نے حضور کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غائبانہ آواز آئی۔ اے صفیہ تکلیف نہ کرو ہم نے آپ کو غسل دے کر دنیا میں ظاہر کیا ہے آپ طیب، طاہر اور پاکیزہ ہیں۔ صفیہ نے کہا میں نے دیکھنا چاہا کہ مولود لڑکا ہے یا لڑکی ہے تو میں نے آپ کو ختنہ کیا ہوا مسرور پایا۔ میں نے حضور کو کپڑے میں لپیٹنا چاہا تو آپ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان "لَآ اِلٰہَ اِلَّا

اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله .. لکھا ہُوا دیکھا۔

امام بوصیری نے قصیدہ بردہ میں فرمایا :۔

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهِ ۔۔۔ يَا طِيْبَ مُبْتَدَءٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ

آپ کے مَولد نے آپ کے عُنصر کی خوشبو کو ظاہر کر دیا۔ اے عقلمندو! سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی اور انتہائی خوشبو دیکھو!

اہلِ فارس کا شدّتِ عقوبت سے خائف ہونا

جس رات کی فجر سے تھوڑا سا پہلے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تولّد فرمایا۔ فارس کے بادشاہ نوشیرواں نے خواب دیکھا جس سے وہ حیرت زدہ ہوگیا اس کی تعبیر و تاویل کے لئے اپنی مملکت کے معبّر، کاہن، نجومی، جادوگر اور علماءِ یہود کو جمع کر کے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا ہے مجھے اس کی خبر دو انھوں نے کہا خواب بیان کیا جائے ہم اس کی تعبیر کریں گے نوشیرواں نے کہا میں تمہاری تعبیر سے مطمئن نہیں میں تم سے خواب بیان نہیں کروں گا تم خود ہی خواب بیان کر کے اس کی تعبیر کرو اس طرح مجھے اطمینان ہوگا وہ تمام عاجز ہوگئے اور خواب کی تعبیر پہ قادر نہ ہُوئے۔ اُن میں سے ایک آدمی نے کہا اگر اس طرح خواب کی تعبیر کرانا چاہتے ہو تو سطیح کے پاس کسی کو بھیجو وہ تمہیں صحیح تعبیر سے مطمئن کرے گا۔ نوشیرواں نے اس کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا وہ بحرین گیا، جہاں سطیح رہتا تھا۔ سطیح سال میں ایک بار باہر نکلتا تھا لوگ اس کو سونے کے صحیفہ پہ رکھتے تھے تو وہ آئندہ سال کی ساری خبریں اور سال میں ہونے والے واقعات بتا دیتا تھا لوگ اس کی بیان کردہ خبریں لکھ لیتے تھے۔ عبدالمسیح نے

سطیح کے باہر آنے کا انتظار کیا جب وہ باہر آیا تو نوشیرواں کے خواب کے متعلق کلام شروع کیا اور کہا بادشاہ نے خوف زدہ خواب دیکھا ہے جس کو بیان کرنے سے پہلے اس کی تعبیر چاہتا ہے اس کا خواب یہ ہے کہ اس نے عربوں کے گھوڑے دیکھے ہیں جن سے فارس کے تمام شہر بھر گئے ہیں، وہ عراقی اونٹوں کو ہانکتے ہیں اور ان کو وہاں سے نکالتے ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ نبی آخرالزمان عربی ہاشمی کی ولادت کی علامت ہے جن کا اسم گرامی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی اولاد سے افضل ہیں، تورات و انجیل میں ان کی صفات مذکور ہیں۔ اس خواب کی تاویل یہ ہے کہ نبی امّی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام فارس کے شہروں میں داخل ہوں گے اور انہیں فتح کریں گے اور مدائن کو ساسان کی اولاد سے چھین لیں گے۔ پھر سطیح رو پڑا اس سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کیوں نہ روؤں! حالانکہ میری تھوڑی زندگی رہ گئی ہے اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نہ پاسکوں گا۔ عبدالمسیح خواب اور اس کی تعبیر سُن کر واپس چلا گیا اور قوم ساسان کو خبر دی تو انھوں نے سطیح کو قتل کر دینے کا حکم دیا تو اس کو قتل کر دیا گیا اور اس کا سر چھوڑ دیا۔ امام بوصیری فرماتے ہیں۔

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيْهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمُ ۔۔۔ قَدْ أُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

"اِس دن کو اہلِ فارس نے فراست سے جانا کہ وہ شدّتِ عقوبت کے نازل ہونے سے ڈرائے گئے ہیں۔"

کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے

بنی ساسان نے نوّے سال میں محل تیار کیا تھا اس پر سونے کا پانی چڑھایا تھا زبرجد، موتیوں اور قیمتی جواہرات سے اس پر نقاشی کی گئی تھی۔ جس رات سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے تولّد فرمایا اس محل میں زلزلہ آگیا اور اُس کے چودہ کنگرے گر گئے صرف آٹھ کنگرے باقی رہ گئے اس میں یہ اشارہ تھا کہ اس کے بعد صرف آٹھ بادشاہ حکمران ہوں گے پھر ان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ پھر پہلے کی طرح وہ محل تعمیر نہ ہو سکا اور خراب ہی رہا جیسے کسریٰ کے ساتھ منتشر رہے اور اکٹھے نہ ہو سکے۔

فارس کے بادشاہ کا نام یزدجرد تھا۔ کسریٰ اس کا لقب تھا جیسے مصر کا بادشاہ فرعون، حبشہ کا نجاشی، روم کا قیصر، ترک کا خاقان اور یمن کا بادشاہ تُبّع کہلاتا ہے یزدجرد بن شہریار آخری کسریٰ تھا جو سارے فارس کا مالک ہو گیا تھا۔ اُس نے ارمنی رستم[ع] کو عظیم لشکر دیا اور بے بہا خزانے عطا کئے اور اسے کہا جس قدر سونا، چاندی اور اسلحہ چاہتے ہو لے لو اور عرب کے مسلمانوں کا مقابلہ کرو، چنانچہ رستم بلاد خراسان سے دو لاکھ کا لشکر لے کر عراق کی طرف چلا جبکہ یہود و نصاریٰ کے عساکر بھی اس کے ساتھ مل گئے اور اُنھوں نے عقد ذمہ توڑ دیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اُنھوں نے رستم کے مقابلہ میں بہت بڑا لشکر بھیجا اور حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ کو اس کا سربراہ مقرر کیا جبکہ عراق کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ پہلے سعد بن ابی وقاص کی بیعت کریں۔ حضرت سعد بن ابی وقّاص اسلامی عساکر کے ساتھ رستم کے عساکر کے مقابلہ میں گئے۔ جب آمنے سامنے ہوئے تو حلال بن علقمہ ہیثمی نے رستم کو دیکھا تو اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو قتل کر دیا۔ سعد نے رستم کا سارا سامان ہلال کو دے دیا، جس کی قیمت ستر ہزار درہم تک پہنچی۔ رستم کی ایک ٹوپی بھی تھی جو اس سامان کے علاوہ تھی۔ حضرت سعد نے وہ بھی بلال کو دے دی، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ع یہ ہندوستان کا مشہور رستم نہیں جو عجمی رستم ہے بلکہ یہ کوئی اور رستم ہے۔

کا ارشاد ہے" جو کسی کافر عسکری مقابل کو قتل کرے، اس کا سارا سامان قاتل کے لئے ہے"۔ رستم کی ٹوپی ایک لاکھ درہم میں فروخت ہوئی۔ اس کے مرنے سے فارسی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حضرت سعد نے اُن کا تعاقب کر کے اُن کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد وہ کبھی اکٹھے نہ ہوئے اور مسلمانوں نے کثیر غنائم حاصل کیں مسلمانوں نے کافر کا جھنڈا بھی غنیمت میں شامل کر لیا جس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجاہدین اسلام میں تقسیم کر دیا اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک بالشت ٹکڑا ملا اُس کو حضرت علی نے دس ہزار دینار سے فروخت کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ایوانِ کسریٰ گر پڑا اور عساکر کسریٰ بھی تتر بتر ہو گئے جو پھر کبھی جمع نہ ہوئے۔

امام بوصیری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں :

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْریٰ وَھُوَ مُنْصَدِعٌ ۔۔۔ کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْریٰ غَیْرَ مُلْتَئِمٖ

"کسریٰ کے لشکر منتشر ہونے کی طرح جو پھر جمع نہ ہو سکے۔ اس رات کسریٰ کا محل گر گیا۔ جو پھر درست نہ ہو سکا"

فارس کا آتش کدہ بُجھ گیا

مجوسیوں نے آتش کدہ بنایا تھا جس کی وہ پُوجا کیا کرتے تھے۔ وہ ایک ہزار سال سے گرم تھا کبھی ٹھنڈا نہ ہُوا تھا اور کوفہ کے قریب دریائے فُرات جس پر نوشیرواں نے عالی شان عمارتیں بنائی تھیں اور اس کے گرداگرد کنیسے بنائے تھے۔ میلاد کی رات فارس کا آتشکدہ بُجھ گیا وہ کافروں میں باقی رہنے اور ان کا معبود ہونے پر افسوس کرنے لگا یا مجوس کی آگ جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حضور کے جمال کی مشتاق تھی اس نے حضور کے فراق اور آپ تک نہ پہنچنے کے سبب افسوس کیا، جس سے آگ کے شعلے بُجھ گئے یا آتشکدہ بُجھنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ

فارسیوں نے آتشکدہ ہزار سال سے بجھنے نہ دیا تھا وہ یہ افسوس کرتے ہوئے بجھ گیا کہ وہ اب ان کی مدد نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ متفرق و منتشر ہو چکے ہیں جو کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ادھر کوفہ کے قریب دریائے فرات میلاد کے روز اپنی چال سے غافل ہو گیا اور پانی کا اخراج زیادہ کر دیا اور اپنے منبع سے تجاوز کر گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہونے کے باعث افسوس کرتے ہوئے خشک ہو گیا۔ دریائے فرات کے خشک ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حضور کے جمال کا مشتاق تھا۔ اُس نے میلاد کے روز حضور تک نہ پہنچنے کے سبب افسوس کیا اور رو پڑا اور روتے روتے اس کا پانی خشک ہو گیا اور اپنی پہلی چال سے غافل ہو گیا۔ نیز فارس دریائے فرات کے پانی کے محافظ تھے، کیونکہ اس کا منبع فارس میں تھا فرات اپنی خدمت اور مدد سے غافل ہو کر اپنے چلنے کا مقام بھول گیا اور اس کا نکاس زیادہ ہو گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد فارسی متفرق ہو چکے تھے اس لئے فرات اُن کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔

امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

وَالنَّارُ خَامِدَۃُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ عَلَیْہِ وَالنَّھْرُ سَاھِیْ الْعَیْنِ مِنْ سَدَمِ

آتش کدہ اپنے پر افسوس کے سبب بجھ گیا اور دریائے فرات غم و اندوہ کے سبب اپنا منبع بھول گیا۔

بُحیرۂ طبریہ کا خشک ہو جانا

بُحیرہ طبریہ مملکتِ عراق میں ہمدان اور قُم کے درمیان ہے اس کا پانی بہترین میٹھا ہے۔ دوسرے سمندروں کی طرح کڑوا نہیں۔ اس کے گرد و نواح میں بہت کنیسے اور بے شمار بازار ہیں۔ اس کے پاس کافر کفر کو رواج دیا کرتے تھے اور طبریہ کے پانی کی

عبادت کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تولّد شریف ہوا جو کفر کے سب طریقوں کو مٹانے والے ہیں تو اس سمندر کا پانی خشک ہو گیا اور پیاس کے وقت پانی لینے جو وہاں جایا کرتے تھے وہ پانی نہ ہونے کے باعث غصّہ کی حالت میں واپس ہوئے

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ؎

وَسَاءَ سَاوَۃَ اَنْ غَاضَتْ بُحَیْرَتُھَا وَرُدَّ وَارِدُھَا بِالْغَیْظِ حِیْنَ ظَمِ

"ساوہ کے رہنے والوں کو طبریہ کے خشک ہو جانے نے غمناک کر دیا اور تشنگی کے وقت وہاں جانے والے غضبناک واپس لوٹے۔"

یعنی مجوسیوں کا آتش کدہ جو ہزار سال سے گرم تھا اور اس کی آگ بجھی نہ تھی اس کے پجاری غمناک ہو گئے اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ ان کی آگ کی جگہ پانی بھر آیا۔

جنّات کا خوش ہونا اور انوار کا بلند ہونا

جس روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تولّد ہوا مکہ مکرمہ کے راستوں میں جنّوں نے آوازیں بلند کیں اور ایک نے دوسرے کو حضور کی ولادت کی بشارت دی۔ مواہب میں ذکر کیا کہ مشرق کے جنّ مغرب کے جنّوں کو اور مغرب کے جنّ مشرق کے جنّوں کو حضور کی ولادت کی خوشخبری دینے گئے۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔

وَالْجِنُّ تَھْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَۃٌ وَالْحَقُّ یَظْھَرُ مِنْ مَعْنًی وَّمِنْ کَلِمِ

"جنّوں نے آوازیں بلند کیں اور نور بلند ہو کر چمکنے لگے اور قرآن کے الفاظ اور معانی سے حق ظاہر ہونے لگا۔"

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور قیامت تک باقی ہے اور اس نور کو وہی دیکھتا ہے جس کے دل میں نور ہے۔ اس جملہ میں مواہب اور شفاء کی حدیث کی طرف اشارہ ہے

کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا تو اُن کے رحم سے نُور نکلا جس نے شام کے محلات روشن کردیئے۔ قرآن کریم میں ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ، بایں ہمہ کفار ایمان نہ لائے، حالانکہ وہ کاہنوں پر اعتماد کرتے ہیں، لیکن کافروں نے جنّوں کا کلام اور ان کا خوشخبری دینا نہ سُنا؛ کیونکہ ان کے کان عناد کے سبب حق سُننے سے بہرے ہوگئے تھے اور آنکھیں انوار ساطعہ دیکھنے سے اندھی ہوگئی تھیں۔ ان کا اندھا اور بہرہ ہونا عناد کے طور پر تھا جہالت کے سبب نہ تھا، کیونکہ ان کے نزدیک ان کا کاہن سچا اور معتمد علیہ تھا۔ البتہ عناد نے ان کو بہرہ اور اندھا کر دیا تھا۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طینت کعبہ مکرمہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی مٹی جس سے حضور کی بشریت ہے، ساری زمین کی ناف ہے۔ وہ مکہ مکرمہ میں کعبہ کی جگہ ہے۔ اسی سے ساری زمین بچھائی گئی ہے۔ وہ اصلِ تکوین ہے اور ساری کائنات اس کے تابع ہے۔ جب نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا تھا تو طوفان نے حضور کی طینت (مٹی) مدینہ منورہ میں حضور کے دفن کی جگہ پہنچا دی تھی۔ درحقیقت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن کعبہ مکرمہ ہی ہے۔ جس سے آپ کی تخلیق ہے، شہاب الدین خفاجی نے کہا یہی ثقہ ہے اور یہ نقل سے ہی معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کی تائید اس طرح ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ کی زیارت کی تو فرمایا یہاں آپ کا مقبرہ شریف ہوگا پھر بنی اسرائیل کے چار سو علماء حضور کی بعثت اور ہجرت کا انتظار کرتے رہے جب آپ تشریف لائے تو آپ کی پہچان کا انکار کر دیا۔

صاحبِ رُوح البیان نے کہا انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلۂ ترتیب سے اللہ تعالیٰ کا مقصود صرف سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باسعود ہے اور پہلے نبیوں کا وجود حضور کے وجود شریف کے مقدمہ کی طرح ہیں۔ حضور کا وجود ہی خلاصۂ کائنات اور نتیجہ ہیں اور پہلی کتاب الٰہیہ سے مقصود صرف قرآن ہی ہے جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا ہے۔ یہ تمام کتبِ الٰہیہ کا خلاصہ ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے؛ کیونکہ قرآن نے بابانگِ دُہل تمام بلغاء کو اس کی مثل لانے سے عاجز کر دیا۔ اسی طرح تمام امتوں سے حضور کی امت افضل ہے۔ قرآن میں ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ شیخ افتادہ قدس سرہ نے فرمایا: کائنات کا سارا انتظام سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کی برکت سے ہے۔

نُورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

عارف باللہ صاحبِ روح البیان نے نقل کیا کہ اہل ظواہر اور اہلِ شہود کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق نُورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا کی ہے اور حضور کے نُور سے کچھ کم نہیں ہوا، جیسے موسیٰ علیہ السّلام نے کہا اے میرے پروردگار میں تیرے خزانے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے خیمہ کے سامنے آگ روشن کرو جس سے ہر انسان اپنا اپنا سراج روشن کرے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے ایسا ہی کیا، خداوند قدوس نے فرمایا کیا تمہاری آگ سے کچھ کم ہُوا ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا اسی طرح میرے خزانے ہیں۔ امام بوصیری فرماتے ہیں ؎

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا　　يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

شیخ عبدالرزاق نے حسن سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے

روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرا باپ اور
میں آپ پر قربان ہوں مجھے پہلی شئی کی خبر دیں جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا
کیا فرمایا: اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا
کیا پھر یہ نور اللہ کی قدرت سے اس کی مشیت کے مطابق پھرتا رہا اُس وقت لوح
قلم، جنت و دوزخ، زمین و آسمان، شمس و قمر، جن اور انسان نہ تھے۔ جب اللہ تعالیٰ
نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کے چار حصے کئے۔ پہلے جزو سے قلم کو
پیدا کیا پھر چوتھے جزو کے چار اجزاء کئے۔ پہلے جزو سے حاملین عرش پیدا کئے دوسرے
سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتے پیدا کئے۔ پھر چوتھے جزو کے چار اجزاء کئے پہلے
جزو سے سات آسمان، دوسرے سے سات زمینیں، تیسرے سے جنت و دوزخ
کو پیدا کیا، پھر چوتھے جزو کے چار جزو کئے۔ پہلے سے مومنوں کی آنکھوں کا نُور
پیدا کیا۔ دُوسرے سے ان کے دلوں کا نُور اور یہ اللہ کی معرفت ہے۔ تیسرے
سے ان کی جانوں کا نُور پیدا کیا وہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے
پس عرش و کرسی میرے نُور سے ہیں۔ کروبی اور روحانی فرشتے میرے نُور سے ہیں۔
ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نُور سے ہیں۔ جنت و دوزخ اور جو کچھ ان میں ہے
میرے نُور سے ہے۔ سُورج چاند اور ستارے میرے نُور سے ہیں۔ عقل، قلم اور توحید
میرے نُور سے ہیں۔ نبیوں، رسُولوں کی رُوحیں میرے نُور سے ہیں۔ شہداء اور نیک
لوگوں کی روحیں میرے نُور سے ہیں۔ پھر یہ نُور اور وہ چوتھا جزو ہر حجاب میں ہزار سال
رہا وہ مقامِ عبودیت ہے اور وہ کرامت، سعادت، ہیبت، رحمت، رأفت، علم،
حلم، وقار، سکینت، صبر و صدق اور یقین ہیں۔ جب یہ نُور حجابات سے نکلا تو اس کی
زمین میں ترکیب دی۔ تورات کے چراغ کی طرح مشرق و مغرب چمکنے لگے پھر جب اللہ تعالیٰ
نے زمین سے آدم کو پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نُور رکھا پھر یہ نُور منتقل ہوتا رہا، چنانچہ

آدم سے شیث کی طرف منتقل ہُوا اور طاہر سے طیب کی طرف طیب سے طاہر
کی طرف منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی صلب طرف منتقل
ہُوا اور وہاں سے اُمنہ کے رحم کی طرف پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دُنیا میں ظاہر کیا اور
مجھے تمام رسُولوں کا سردار اور نبیوں کا خاتم سب جہانوں کی رحمت اور قائد الغرالمحجلین
بنایا یعنی پانچ کلیان امت کا قائد بنایا۔ اے جابر تیرے نبی کی خلقت اس طرح ہے۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ساری کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کے فیض
سے ظاہر ہُوئی ہے جو فیض اول سے مستفیض ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات
اور تمام معجزات جو وہ لائے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور سے مستفاد ہیں۔
امام بوصیری رحمہ اللہ نے فرمایا ؎

كُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا   فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ

لہذا آپ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم"
یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اہل کتاب جنگوں میں سیدالمرسلین کی تشریف سے پہلے کہا کرتے
تھے کہ اللہ نبی آخر زمان کے واسطہ ہمیں اس جنگ میں فتح و نصرت عطاء فرما۔ انسانیت
کے اصل آدم علیہ السلام نے حضور کے وسیلہ سے مغفرت حاصل کی جبکہ پائے عرش پر
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہُوا دیکھ کر حضور کی عظمت کا
اندازہ کیا اور عرض کیا اے خداوند قدوس اس عظیم رسُول کا واسطہ مجھے بخش دے
اس سے واضح ہے کہ حضور کی نبوت و رسالت تخلیق آدم سے قبل ہے۔ خالق کائنات
کی طرف سے یہ آواز آئی یَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذْ سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ
فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُکَ، یعنی اے آدم وہ ساری مخلوق
سے مجھے زیادہ محبوب ہے اور اگر تُو نے ان کے وسیلہ سے مجھ سے سوال عرض کیا ہے
تو میں نے تمہیں بخش دیا۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا

نسائی، ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

اس حدیث کو امام ہمام محی الدین محمد بن مصطفیٰ شیخ زادہ اور فاضل کامل عمر بن احمد خرپوتی نے قصیدہ بردہ کی شرح میں ذکر کیا ہے اور عارف باللہ شیخ ددہ نے محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر میں صفحہ ۲۶ پر ذکر کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

سید احمد عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ جمہور علماء محدثین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ علماء دیوبند کے قائد مولوی محمد اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں اس حدیث کو تسلیم کیا ہے۔

پہلے ملوک و سلاطین کا محفل میلاد منعقد کرنا

ماہ ربیع الاول جن میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ پہلی دفعہ اربل کے حاکم ملک مظفر نے عید میلاد النبی کا اہتمام کیا اور حکومتی سطح پر محافل میلاد قائم کیں۔ ملک مظفر بہت بہادر، عاقل عادل تھا فوت ہونے تک اس کی حکومت قائم رہی۔ ۶۲۷ ہجری میں فرنگیوں کا عکہ شہر میں محاصرہ کیا۔ (ابن کثیر)

ابن جوزی نے "مرءۃ الزمان" میں ذکر کیا کہ مظفر کی مجلس میں حاضر ہونے والے شخص نے مجھے بیان دیا کہ اُس نے عید میلاد کے موقعہ پر پانچ ہزار بکریوں کے بریاں سر شمار کئے۔ دس ہزار مرغ ایک لاکھ پیالے اور تیس لاکھ حلوہ کے بڑے پیالے شمار کئے، مقتدر علماء اور صوفیہ مشائخ محفل میلاد میں حاضر ہوتے۔ ملک مظفر ان کا بے حد احترام کرتے اور انہیں بہترین لباس پہنایا کرتے تھے اور ہر سال میلاد شریف کے موقع پر تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے (شرح مواہب لزرقانی)۔

علامہ ابراہیم حلبی حنفی روح سیر میں ذکر کیا کہ ابن دحیہ نے ۶۰۴ ہجری میں مولد شریف میں کتاب لکھ کر ملک مظفر کو پیش کی تو اُنھوں نے اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔

ابن حجر ہیثمی نے "النعمۃ الکبریٰ" میں ذکر کیا کہ مصر اور شام کے لوگ اس کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ اُنھوں نے ۷۸۵ ہجری میں مصر کے بادشاہ اور اس کی بیوی کو میلاد کی شب مصر کے قلعہ میں دیکھا کہ کھانا بکثرت کھلایا جاتا تھا۔ قرآن کی تلاوت ہوتی اور فقراء، قراء اور مداحین پر خوب انعام کیا جاتا تھا۔ محفل میلاد کی شب دس ہزار مثقال سونا خرچ کرتے تھے۔

سلطان ظاہر ابوسعید کے زمانہ میں اس سے بھی زیادہ خرچ کیا جاتا تھا اندلس اور ہندستان کے سلاطین اتنا یا اس سے زیادہ خرچ کرتے تھے۔ امام نووی کے شیخ امام ابوشامہ نے ملک مظفر کا میلاد شریف کی محفل پر زر کثیر خرچ کرنے میں ان کی بہت تعریف کی ہے۔ اس اچھے فعل میں ایسے جلیل القدر امام کا مدح وثناء کرنا محفل میلاد قائم کرنے کی بہت مضبوط دلیل ہے۔ خصوصاً ابوشامہ نے اپنی کتاب میں محفل میلاد پر ثناء کی۔ اُنھوں نے ذکر کیا، ہمارے زمانہ میں ہر سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کے موافق دن میں جو صدقات وخیرات اور فرح وسرور کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس میں فقراء اور غرباء پر احسان کے علاوہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ظاہر ہوتی ہے اور محفل میلاد قائم کرنے والے کے دل میں حضور کی تعظیم وتکریم کا ولولہ ہوتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا ہوتا ہے۔ اس طرح کافروں اور منافقوں کے قلوب کو عناد اور حسد کی آگ سے جلایا جاتا ہے۔ امام زرقانی نے کہا مالکی مذہب کے بہت بڑے عالم ابوالطیب السبتی نے جو قوص میں مقیم تھے۔ محفل میلاد کو بہت پسند کیا اور حافظ ابوالخیر شمس الدین ابن جزری نے کہا۔ قرآن کریم نے ابولہب کی سخت مذمت کی ہے۔ اس کو دوزخ میں

انگلی کے پورے سے ہر پیر کے روز پانی پلایا جاتا ہے، کیونکہ اُس نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ لونڈی آزاد کی تھی۔ اس خوشی کے باعث حضور کی برکت
سے پیر کے روز اس کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے تو حضور کا امتی جو آپ کی ولادت
پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا حال کیسا ہوگا۔ بخدا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیدائش کے موافق میں خوشی کرنے والا مسلمان اور حتی الوسع اس روز غربا اور فقراء
کو کھانا کھلانے والے مسلمان کے لئے یہ امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و
کرم سے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

اللہ کے فضل و احسان سے ہر زمانہ میں اہل اسلام اس کا التزام کرتے ہیں
اور اس روز بہت فرح و سرور کا اظہار کرتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت کا ذریعہ ہے۔ اہل محبت ان راتوں میں مختلف انواع کے صدقات و خیرات
کرتے ہیں اور ان میں خوب حظ عظیم حاصل کرتے ہیں۔ خصوصاً دولت علیہ عثمانیہ کے
بادشاہ اور امراء محافل میلاد جوش و خروش سے منعقد کرتے ہیں۔

عمدۃ المحققین نور الدین علی حلبی نے اپنی کتاب "انسان العیون فی سیرۃ الامین
المامون صلی اللہ علیہ وسلم میں اور برہان ابراہیم حلبی نے روح السیر میں ذکر کیا کہ
شب میلاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت قیام مستحسن ہے۔ امام احمد
عابدین نے ذکر کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و ممات رحمت ہے؛ چنانچہ
حضور نے فرمایا: حیاتی خیر لکم، ومماتی خیر لکم، حضرات صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کی حیات ہمارے لئے خیر
ہے یہ تو ہم جانتے ہیں آپ کی ممات کیسے بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا ہر پیر اور جمعرات کی
شب تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں جو اچھا عمل ہوتا ہے اس کی میں
مدح کرتا ہوں اور جو بُرا ہوتا ہے اللہ سے تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

کیا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستحب ہے؟

ہر فعل جس کا اصل کتاب و سنت سے ثابت ہو وہ مستحب ہے۔ ابن حجر نے
ذکر کیا کہ عید میلاد کا اصل حدیث سے ثابت ہے؛ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے
دیکھا، حضور نے دریافت فرمایا تو انھوں نے کہا اس روز اللہ تعالیٰ نے فرعون کو
غرق کیا اور موسیٰ کو نجات دی تھی۔ ہم بطور شکر روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم
ہُوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی نعمت کا نزول ہو تو اس
روز اللہ کا شکر کرنا مستحب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین سے بڑھ
کر کونسی نعمت ہے؛ لہذا اس عظیم نعمت کا شکر مختلف انواع کی عبادات، نماز
روزہ، صدقہ، تلاوت وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سے پہلے حافظ ابن رجب
حنبلی نے بھی یہ اصل ذکر کیا ہے۔ ابن حجر ہیثمی نے "النعمۃ الکبریٰ" میں ذکر کیا
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانے سے سعادتِ دارین کی نعمت
حاصل ہوگئی ہے اور جس دن اللہ کی نعمت ظاہر ہو اس دن روزہ رکھنا حسن عمل
ہے۔ اور نعمت کے تجدد کے اوقات میں شکر کرنا حسن ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام
ہر عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی روز غرق سے
نجات دی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون اور اس کے
لشکر سے اسی روز نجات دی اور فرعون کو لشکر سمیت غرق کیا تھا۔ اس لئے نوح
اور موسیٰ علیہما السلام ہمیشہ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت
کا شکر ادا کرتے تھے، پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی متابعت میں عاشوراء
کا روزہ رکھا اور یہودیوں سے فرمایا تمہاری نسبت ہم موسیٰ کے زیادہ حق دار ہیں

اور صحابہ کرام کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اقول صحیح بخاری میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُن سے کہا قرآن میں یہ آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ، اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن مناتے حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا یہ درست ہے لیکن یہ جمعہ کے روز عرفہ میں نازل ہوئی اور وہ عید کا دن تھا۔ یعنی اس آیت کریمہ کے نزول کے دن کی تعظیم ہمارا معمول ہوتا اور اس دن ہر سال عید مناتے کیونکہ اس روز کمالِ دین ایسی بہت بڑی نعمت کا نزول ہے جو قابلِ صد تعظیم ہے۔ حضرت امیر المؤمنین نے یہودی کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تصدیق کی۔ الحاصل یہودی کا کلام اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے جواب سے واضح ہوتا ہے کہ جس دن اللہ کی نعمت کا نزول وظہور ہو۔ اس دن عید منانا مستحب اور مستحسن ہے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودی کے کلام کی تائید کی تھی۔

دُنیائے اسلام کے لئے عظیم ترین نعمت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا ہے اور حضور کی تشریف آوری بہت بڑی نعمت ہے لہٰذا حضور کی ولادت کے روز عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا مستحب اور مستحسن ہے۔ جس روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اہل مدینہ حضور کی تشریف آوری کے روز جلوس کی شکل میں مدینہ منورہ کے بازاروں میں گھومتے ہوئے یا محمد یا رسول اللہ پکار رہے تھے (مسلم شریف)

برہان حلبی نے روح السیر میں امام حافظ ابن حجر سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موافق دن میں فرح و سرور کا اظہار کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ اہل خیر صلاح ، فقراء اور مساکین جمع ہوں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ان کو کھانا کھلائیں اور ان پر صدقات و خیرات کریں۔ اس سے زیادہ کرنا چاہیں تو اُن لوگوں

کو جو مدائح نبویہ پڑھتے ہیں یعنی نعت خواناں حضرات کو بلائیں کہ وہ حضور کی مدح ثناء کے قصیدے پڑھیں اور آپ کے اخلاق کریمہ کے متعلق اشعار پڑھیں جو قلوب کو خیرات پر اُبھارے ، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اُبھارنے والے قوی تر اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرنے والی خوبصورت آوازیں ہیں۔ شیخ احمد عابدین نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد شریف کا قصہ سننے کے لئے جمع ہونا بہت بڑی عبادت ہے اور علماء کرام نے وضاحت کی ہے عید میلاد شریف منعقد کرنے سے سارا سال خیر و عافیت میں گذرتا ہے۔ ایک شخص شدید ترمصائب میں مبتلا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ میرے دل میں محفلِ میلاد قائم کرنے کا خیال ہی آیا تھا کہ مصائب سے نجات حاصل ہوگئی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سچے لوگوں کو چاہیئے کہ حضور کی ولادت شریف کے مہینہ میں محافلِ میلاد قائم کرکے فرح و سرور کا اظہار کریں تاکہ ایمان کی تکمیل ہو۔ امام تقی الدین سبکی محفل میلاد کے اختتام پر جبکہ جلیل القدر مشائخ آپ کے سامنے ہوتے تھے اور ثناخوانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر ''وان تنحص الاشراف عند سماعہ : قیاما صفوفا اُجثیا علی الرکب'' پڑھتا تو اسی وقت دونوں قدموں پر کھڑے ہو جاتے اور تمام حاضرینِ مجلس علماء و مشائخ بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر اس پر حضرات علماء کرام اور مشائخ کا بدستور عمل رہا یہ ابو نصر عبدالوہاب نے طبقات کبریٰ میں ذکر کیا ہے۔

شیخ احمد دردیری مالکی نے ایک حدیث ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے حضور آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے نور تھا ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی۔ فرمایا جبکہ آدم روح اور جسم میں تھے ۔ترمذی'' صحیح روایت کے مطابق نور محمدی کے بعد پہلی مخلوق پانی، پھر عرش پھر قلم تھا۔ جب آدم

کو مٹی سے پیدا کیا اور اس میں روح پھونکی تو یہ نورِ مقدس آدم کی صلب میں چلا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکنے لگا اور تمام انوار پر غالب آیا جعفر بن محمد نے کہا روح سو سال آدم کے سر میں رہی، سو سال ان کے سینہ میں سو سال پنڈلیوں میں اور سو سال دونوں قدموں میں رہی پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کے نام سکھائے پھر ان کی تعظیم و تکریم کے لئے فرشتوں سے سجدہ کرایا، لیکن ابلیس نے تکبّر کرتے ہُوئے انکار کر دیا اور سب سے پہلے اللہ کی نافرمانی کی اور سب سے پہلے اس شخص پر حسد کیا جسے اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطاء کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ملعون کر کے جنّت سے باہر نکال دیا پھر اس کے بعد آدم کی بائیں پسلی سے حوا پیدا کی جبکہ وہ سو رہے تھے اور انہیں شعور بھی نہ ہُوا جب بیدار ہُوئے اور حوا کو دیکھا تو انہیں سکون ملا اور اپنا ہاتھ حوا کی طرف بڑھایا۔ فرشتوں نے کہا اے آدم ٹھہرئیے کہا کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے یہ میرے لئے پیدا کی ہے۔ فرشتوں نے کہا پہلے اس کا مہر ادا کرو کہا اس کا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بیس بار درود پڑھیں اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کے لئے گندم کے درخت کے سوا جنّت کی تمام نعمتیں مباح کر دیں اور گندم کھانے سے منع کر دیا۔ ابلیس لعین چلایا اور جنّت کے دروازے پر کھڑے ہو کر سخت آواز سے رونے لگا جس سے وہ دونوں غمناک ہو گئے اور اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ ابلیس نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور جنّت کی دائمی نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے اور قسمیں کھائیں کہ وہ ان کے لئے بہت مخلص ہے پھر کہا میں شجرۂ خُلد اور ملک پائیدار کی طرف تمہاری راہ نمائی کرتا ہوں۔ اس شجرۂ ممنوعہ سے تناول کر لو اور دونوں کو دامِ تزویر میں پھنسا دیا، کیونکہ اُنھوں نے یہ سمجھا تھا کہ کوئی بھی شخص اللہ کے نام سے جھوٹی قسم نہیں کھاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جنّت سے زمین پر بھیج دیا۔ وہب بن مُنبّہ نے کہا جس وقت آدم کو زمین پر اُتارا گیا وہ تین سو سال

روتے رہے ان کے آنسو نہ رُکتے تھے پھر حوا نے بیس حملوں میں چالیس بچوں کو جنم دیا اور حضرت شیث علیہ السلام تنہا کو جنم دیا؛ کیونکہ آفتابِ نبوّت اُن میں درخشاں تھا جب آدم علیہ السلام وفات پا گئے تو شیث اُن کے وصی تھے پھر شیث علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وہ وصیت کی جو آدم نے شیث کو وصیت کی تھی کہ یہ نور پاک پاک عورتوں اور پاک مردوں میں رہے؛ چنانچہ ہر قرن میں یہ وصیت منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ یہ نُور عبداللہ بن عبدالمطلب تک پہنچا اور اس عظیم نسب شریف کو اللہ تعالیٰ نے سفاحِ جاہلیت سے محفوظ رکھا حضور نے فرمایا میں نکاح کے سبب ہوں پس آپ طیّب طاہر ہیں اور مکرم موحدین کا نتیجہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس محفوظ راز جو اصلاب میں بطون میں سرایت کئے ہُوئے تھا کو ظاہر فرمایا تاکہ اس کے باعث کمالِ صفاء اور مزید سرور حاصل ہو تو عبدالمطلب کو الہام کیا کہ وہ وہب بن عبد مناف بن زُہرہ کے پاس جائیں۔ اس وقت وہ نسب و شرف کے اعتبار سے بنی زُہرہ کے سردار تھے اور اُن سے ان کی صاحبزادی اُمنہ کا عبداللہ سے نکاح کر دیا اور شعب ابی طالب میں رخصتی ہُوئی تو سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم اُمنہ کے شکم مقدس میں تشریف لے آئے پھر حالتِ حمل و وضع میں بہت عجائب و غرائب کا ظہور ہُوا۔

اُمنہ کے حمل کے وقت عجائب کا ظہور

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اس رات تمام آسمانوں اور زمینوں میں اعلان کیا گیا کہ وہ نورِ مکنون جس سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ظہور ہے آج رات اُمنہ کے بطن شریف میں مستقر ہو گیا ہے۔ سبحان اللہ کیا خوش نصیب اُمنہ ہے۔ اس رات ساری دنیا کے بُت اوندھے گر گئے۔ قریش جو شدید قحط سالی کا شکار

تھے اور سخت تنگ حال تھے۔ حضور کے باعث زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور درخت پھلدار ہوگئے اور ہر طرف سے خوشحالی نظر آنے لگی۔ اس زمانہ کو جس میں حضور آمنہ کے بطن شریف میں تھے۔ فتح و ابتہاج کا زمانہ کہا جائے گا۔ جب سیدہ آمنہ حاملہ ہوئیں تو ان کے پاس کوئی آیا اور کہا آپ کا حمل اس اُمّت کا سردار ہے۔ آمنہ نے کہا تمہیں کیا معلوم کہ میرے پیٹ میں سید المرسلین ہیں، حالانکہ مجھے حمل کا بوجھ قطعاً محسوس نہیں، جیسے حوامل عورتیں محسوس کرتی ہیں مگر یہ بات ضرور تھی کہ میرا حیض منقطع ہوگیا تھا۔ میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھی کہ مجھے کسی نے کہا آپ جانتی ہیں کہ آپ کا حمل کائنات کا سردار ہے پھر مجھے چھوڑے رکھا حتیٰ کہ وقت ولادت قریب تر آگیا تو مجھے کہا جب حمل وضع کرے تو کہو میں اس کو اللہ واحد کی ہر حاسد سے پناہ دیتی ہوں۔ نیز مجھے کہا گیا تھا جب وضع حمل ہو تو کہنا: "اُعِیْذُهٗ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ" پھر اس کا نام محمد رکھنا "صلی اللہ علیہ وسلم" اس رات قریش کے تمام جانوروں نے کہا رب کعبہ کی قسم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ آمنہ کے بطن شریف میں تشریف لے آئے وہ دُنیا کے امام اور چراغ ہیں۔ اس رات ساری دُنیا کے بادشاہوں کے تخت اوندھے پڑ گئے اور مشرق میں رہنے والے وحوش مغرب کی طرف بھاگے۔ ایسے ہی سمندروں کی مچھلیاں ایک دوسری کو خوشخبری دینے لگیں۔ ہر مہینہ میں ارض و سماء میں ندائیں دی جانے لگیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور قریب آگیا ہے۔ جب حمل شریف کو دو ماہ گزرے تو حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا جبکہ وہ تاجروں کے قافلہ میں شام سے واپس تشریف لا رہے تھے اور مدینہ منورہ سے گزرنے والے تھے کہ اچانک بیمار ہوگئے اور اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس ٹھہر گئے اور ایک مہینہ بیمار رہنے کے بعد انتقال فرماگئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا جنت کے سارے دروازے کھول دو اور سورج کو عظیم نور پہنایا

گیا۔ حضور کے اعزاز و اکرام کے لئے اس سال اللہ تعالیٰ نے ساری دُنیا کی عورتوں کے حمل لڑکے کر دیئے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب مجھے دردِ زہ ہُوا تو کسی مرد و عورت کو پتہ نہ تھا اور میں گھر تنہا تھی؛ جبکہ عبدالمطلب مطاف میں تھے مجھے ایک سخت آواز سنائی دی جس سے میں خائف ہُوئی؛ پھر میں نے محسوس کیا کہ سفید پرندے کے پَر نے میرے دل کو مس کیا ہے جس سے خوف و ہراس اور رعب جاتا رہا اور درد بھی نہ رہی۔ ولادت کے وقت میں نے لمبی لمبی عورتیں دیکھیں، گویا کہ وہ عبد مناف کی لڑکیاں ہیں۔ اُنھوں نے مجھے گھیر لیا میں تعجب کرتی تھی کہ اُنھوں نے مجھے کیسے معلوم کر لیا تو اُنھوں نے کہا ہم آسیہ فرعون کی بیوی، مریم عمران کی بیٹی اور یہ جنت کی حوریں ہیں اتنے میں سفید ریشم زمین و آسمان کے درمیان بچھایا گیا اور کسی نے کہا انہیں (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کی نگاہوں سے چھپا دو۔ سیدہ آمنہ نے کہا پھر میں نے ہوا میں آدمی دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے برتن تھے پھر میں نے پرندوں کا ہجوم دیکھا جو میری طرف آیا ان کی چونچیں زمرّد کی اور پر یاقوت کے تھے اُنھوں نے میرے حجرے کو ڈھانپ لیا پھر اللہ تعالیٰ نے میری بصارت کھول دی تو میں نے زمین کے تمام مشرق اور مغرب دیکھ لئے اور تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔ اسی اثناء میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا جبکہ وہ آسمانوں کی طرف انگلی اُٹھائے سربسجود تھے جیسے کوئی عاجزی سے دعا کرتا ہے۔ پھر میں نے سفید بادل آتا دیکھا اُس نے حضور کو ڈھانپ کر مجھ سے غائب کر دیا میں نے کسی کی آواز سُنی کہ ان کو زمین کے مشارق و مغارب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ تاکہ وہ آپ کو نام اور صورت سے پہچان لیں اور یقین کر لیں کہ یہ دُنیا سے شرک مٹائیں گے پھر تھوڑی دیر بعد حال واضح ہوگیا۔ ایک روایت کے مطابق سیدہ آمنہ نے کہا جب حضور مجھ سے علیحدہ ہُوئے تو ایک نُور ظاہر ہُوا جس سے مشرق و

مغرب روشن ہوگیا پھر آپ دونوں ہاتھوں پر اعتماد کرتے ہوئے زمین پر جلوہ افروز ہوئے مشہور یہ ہے کہ آپ ربیع الاوّل شریف کی بارہ تاریخ کو پیر کے روز فجر کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ پر کوئی قذر وغیرہ نہ تھی اور بالکل نظیف اور صاف ستھرے پیدا ہوئے

حلیہ شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم سر مبارک تھا، پیشانی کشادہ، ابروؤں کے دونوں کنارے بہت لمبے تھے، ان میں کچھ قدرے فاصلہ تھا۔ ان کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت اُبھر جاتی، دونوں آنکھیں سیاہ تھیں پلکوں کے بال لمبے تھے آنکھیں سرمہ کئے بغیر سرگیں تھیں اور ان کی سفیدی سرخی آمیز تھی، رخسارے صاف ستھرے ناک شریف طویل تھی جو درمیان میں قدرے اُونچی تھی۔ اس پر نور چمکتا تھا منہ کشادہ، دانتوں میں ایک دوسرے سے قدرے فاصلہ تھا جب تبسّم فرماتے تو موتی ظاہر ہوتے تھے جو بہت خوبصورت تھے۔ عطر سے بڑھ کر آپ سے خوشبو مہکتی تھی چہرۂ انور بدر منیر کی طرح چمکتا تھا۔ جس میں قدرے تدویر تھی۔ داڑھی شریف بھاری تھی۔ ایک غریب روائت میں ہے کہ حضور داڑھی شریف کے بال طول و عرض سے اتار دیتے تھے اور وہ ایک مشت کی مقدار باقی رہتے تھے۔ حضور کے سر کے بال شریف کبھی کانوں کی لو تک ہوتے جب کبھی کنگھی کرتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے اور کبھی کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان تک ہوتے تھے۔ آپ کے بال شریف نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی سخت گھنگھریالے تھے۔ بلکہ خوبصورت شکن دار تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف جُمّہ اور وفرہ کے درمیان تھے یعنی کندھوں سے اُوپر اور کانوں کی لو سے نیچے تھے۔ پہلے بال پیشانی پر

چھوڑتے تھے پھر سر مبارک کے وسط سے دائیں بائیں دو حصّے کیا کرتے تھے ان کے درمیان فرق ہوتی تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف صاف چاندی کی طرح سفید اور لمبی تھی۔ حضور کے دونوں کندھوں (مونڈھوں) کے درمیان فراخی تھی جو سینہ مبارک کی فراخی ظاہر کرتی تھی۔ آپ کے کندھے موٹے اور مضبوط تھے سینہ مبارک پر بال نہ تھے صرف بالوں کی باریک دھاری تھی جو حلق سے ناف تک تھی اور خوب چمکتی تھی۔ آپ کا سینہ مبارک اور پیٹ برابر تھے یعنی پیٹ بڑھا ہوا نہ تھا اور سینہ مبارک خوب وسیع تھا۔ کندھوں اور بازوؤں پر بہت بال تھے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں کشادہ اور دونوں قدم بہت مضبوط اور سخت تھے، انگلیاں لمبی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کوئی ریشم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم نہیں دیکھا۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطح وادی تشریف لے گئے اور آگے سُترہ گاڑ کر نماز پڑھی اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور کا دست اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر گذارتے تھے۔ میں نے بھی دست اقدس پکڑ کر اپنے چہرے پر پھیرا وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حضور کے جوڑ فربہ اور کلائیاں طویل تھیں۔

آپ کی پنڈلیاں باریک اور سپید تھیں اور ایڑیاں باریک تھیں۔ آپ کے قدموں میں گوشت زیادہ نہ تھا۔ وہ باریک اور نیچے زمین سے پیوست نہ ہوتے تھے بلکہ درمیان میں اونچے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء کی خلقت اکمل تھی اور جسمانی گوشت ڈھیلا نہ تھا اور نہ ہی زیادہ بھارے تھے بلکہ معتدل خلقت اور اعضاء مضبوط تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قد شریف نہ درمیانہ نہ زیادہ طویل اور نہ ہی قصیر تھا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب کوئی لمبا قد والا شخص چلتا تو آپ اُس سے لمبے نظر آتے تھے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ دو لمبے قد والوں کے درمیان چلتے تو اُن سے لمبے ہوتے تھے جب وہ آپ سے جُدا ہوتے تو وہ لوگوں میں لمبے شمار ہوتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد والے نظر آتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بشرہ مبارک نرم تھا۔ آپ نہ زیادہ سفید تھے اور نہ ہی زیادہ گندمی رنگ تھا۔ آپ کا سپید رنگ سرخی آمیز تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت کوئی شئی نہ تھی۔ آپ کا چہرۂ مبارک منوّر تھا گویا کہ اس میں سورج چمکتا تھا۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُرخ لکیردار چادر پہنے ہوئے دیکھا، پھر میں نے چاند دیکھا تو آپ میری آنکھ میں چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ براء نے کہا میں نے سُرخ چادر میں کنگھی کئے ہوئے بالوں والا کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ کے بال شریف کندھوں تک پہنچتے تھے (بخاری مسلم)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چاند کی طرح تھا۔ ربیع بنت معوّذ نے کہا اگر تم حضور کا منوّر چہرہ دیکھو تو یوں نظر آئے گا کہ سُورج طلوع ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اگر سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ کا نُور سورج کی روشنی پر غالب ہوتا اسی طرح سراج کے پاس آپ کا نور اُس کی روشنی پر غالب ہوتا"۔۔۔۔۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و بارک وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و سلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے بستر پر آرام فرماتے جبکہ وہ گھر نہ ہوتیں (ام سلیم حضور کے محارم سے ہے)

چنانچہ ایک روز آپ تشریف لائے اور ان کے بستر پر سو گئے۔ جب وہ آئیں تو اُن سے کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بستر پر آرام فرما رہے ہیں۔ جب آپکے قریب آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ بستر پر آپ کا پسینہ ہے۔ ام سلیم نے کپڑوں کی صندوقچی کھولی اور پسینہ خشک کرنا شروع کیا اور اسے بوتل میں جمع کرنے لگیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ام سلیم" "کیا کرتی ہو؟" عرض کیا اپنے بچوں کے لئے اس کی برکت چاہتی ہوں۔ فرمایا اچھا کرتی ہو (مسلم) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر روشن موتیوں کی طرح پسینہ ہوتا تھا جو خوشبودار کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔ آپ میری مدد کریں فرمایا میرے پاس تو کوئی شئی نہیں لیکن کل آؤ اور اپنے ساتھ فراخ منہ والی شیشی اور درخت کی چھوٹی سی لکڑی لیتے آؤ۔ حسب ارشاد وہ آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلائیوں سے پسینہ اُتارنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ بوتل بھر گئی پھر فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنے گھر والوں سے کہو کہ جب خوشبو لگانے کا خیال ہو یہ لکڑی بوتل میں ڈبو کر خوشبو استعمال کر لیا کریں؛ چنانچہ وہ لڑکی جب خوشبو استعمال کرتی تو مدینہ منورہ کے لوگ وہ خوشبو سونگھا کرتے تھے تو ان کا نام ہی خوشبودار لوگ ہو گیا، لیکن دارقطنی نے اس حدیث کو متروک لکھا ہے واللہ ورسولہ اعلم!

خاتم نبوّت

صائب بن یزید نے کہا میری خالہ مجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ بھانجا بیمار رہتا ہے حضور نے

میرے سر کو دستِ اقدس سے مس کیا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی۔ میں نے حضور کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور آپ کی پُشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان خاتم نبوت دیکھی جو ڈولی کے بٹن کی شکل تھی (بخاری) ایک روایت کے مطابق پرندے کے انڈے کی طرح مذکور ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلق کو عظیم فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو طلحہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حضور کے پاس لے گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس ذہین بچہ ہے۔ یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ میں نے سفر و حضر میں حضور کی خدمت کی بخدا! میں نے جو شئے کی ہو آپ نے مجھے کبھی نہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا ہے اور نہ ہی جو شئے میں نے نہ کی ہو۔ یہ تم نے کیوں کی ہے (بخاری مسلم)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ خلیق تھے۔ طبعی طور پر آپ نے کبھی بدگوئی نہیں کی اور نہ ہی اس میں تکلف کرتے تھے۔ بازاروں میں آواز بلند نہ کرتے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے۔ لیکن درگزر کرتے ہوئے معاف کر دیتے تھے۔ اگر کسی کو عتاب کرنا ہوتا تو فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ زیادہ تر آپ خاموش رہتے اور ہنستے کم تھے۔ جب آپ کے پاس صحابہ کرام کسی بات پر ہنستے تو آپ صرف تبسم ہی فرماتے تھے۔ زید بن ثابت نے کہا جب ہم دنیا کی بات ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ اسے ذکر کرتے اگر

ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس طرح گفتگو فرماتے۔

جب آپ کسی صحابی سے ملاقات کرتے تو اس کے ساتھ کھڑے رہتے یہاں تک کہ وہ شخص آپ سے جُدا ہو جاتا۔ بچوں سے ملاقات کرتے تو ان کو سلام کہتے حضرت انس کہتے ہیں ایک دفعہ ہم کھیلتے تھے۔ ہمارے پاس سے آپ گزرے تو فرمایا: بچو السلام علیکم! صلی اللہ علیہ وسلم!

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم اور بُردباری

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت حلیم طبع اور بردبار تھے ایک دفعہ طفیل دوسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوس کے لوگ نافرمان ہیں اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں آپ اُن کے حق میں بد دعا کریں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رُو ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھائے لوگوں نے سمجھا آپ ان کے لئے بد دعاء فرمائیں گے اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ حضور نے فرمایا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو ایمان کی دولت سے مالامال کر کے میرے پاس لا۔

بدر کے واقعہ سے پہلے سعد بن عبادہ بیمار ہو گئے تو آپ گدھے پر سوار ہوئے اور اُسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا اور سعد کی عیادت کرنے تشریف لے گئے راستہ میں مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں کی مجلس قائم تھی اُن میں حضور کا ثناء خوان عبداللہ ابن رواحہ بھی بیٹھے تھے، جبکہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بھی وہاں موجود تھا گدھے کے چلنے سے غبار مجلس تک پہنچا تو عبداللہ بن ابی نے کپڑے سے اپنی ناک ڈھانپ لی اور کہا ہم پر غبار نہ ڈالیں۔ حضور سلام کہنے کے بعد وہاں ٹھہر گئے اور ان کو دعوتِ اسلام دی اور قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں تو عبداللہ نے کہا اس سے کوئی شئ اچھی نہیں۔ اگر آپ کی بات حق ہے تو اس مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچائیں

اپنے گھر جائیں جو کوئی آپ کے پاس آئے۔ اس پر بیان کریں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا حضور! آپ ضرور تشریف رکھیں اور بیان فرمائیں ہم محبت سے سنیں گے۔ اس دوران مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں سب و شتم ہونے لگی۔ قریب تھا کہ لڑائی تک نوبت پہنچ جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے، پھر آپ سوار ہو کر سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے اور سارا واقعہ سعد سے ذکر کیا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم منصب عطا کیا ہے اُن لوگوں نے اسے اپنا سردار بنانا چاہا تھا اور اُس کے سر پر سرداری کا عمامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو مسترد کر دیا تو وہ غصہ سے حسد کرنے لگا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا۔

جب عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین فوت ہُوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ کے لئے عرض کیا گیا۔ حضور نماز جنازہ پڑھنے کھڑے ہُوئے تو حضرت عمر فاروق نے حضور کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اللہ کے دشمن کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ اُس نے فلاں روز یہ کہا تھا فلاں روز یہ کہا تھا فلاں روز یہ کہا تھا۔ عبداللہ کی جملہ لغویات ذکر کیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہُوئے فرمایا اے عمر ایک طرف ہو جاؤ مجھے ابھی تک منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنے سے میرے رب نے منع نہیں کیا اور مجھے نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار دیا گیا ہے اور فرمایا اگر ستر بار بھی نماز پڑھیں گے تو ہم انہیں معاف نہیں کریں گے۔ اگر میں یہ جانتا کہ ستر بار سے زیادہ نماز پڑھنے سے یہ بخشا جائے گا تو میں ضرور زیادہ کرتا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اس کی قبر تک تشریف لے گئے، یہاں تک اس کے دفن سے فارغ ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق نے اس واقعہ کے بعد کہا تعجب ہے کہ مجھ میں اتنی جرأت کہاں سے آگئی کہ میں نے

حضور سے یہ کلمات کہنے کی جسارت کی اس کے تھوڑی دیر بعد یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم "آئندہ کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی کسی منافق کی قبر پہ کھڑے ہوں۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ ہی اس کی قبر پہ کھڑے ہُوئے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو کبھی نہیں پیٹا۔ اگر آپ کو دو مشکل امور کا سامنا کرنا پڑا، تو آپ نے اُن میں سے آسان کو ترجیح دی۔ بشرطیکہ اس میں شرعی حرج نہ ہو۔ ایک دفعہ آپ قریش کے مظالم سے دل برداشتہ ہو کر مغموم ہُوئے تو فرشتہ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ لوگوں کا معاملہ دیکھا ہے۔ یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت و امداد کے لئے بھیجا ہے جو چاہیں اسے حکم دیں پھر فرشتہ نے آواز دی اور سلام عرض کرتے ہُوئے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے آپ مجھے حکم دیں تو میں ان لوگوں پہ پہاڑ گرا کر انہیں تہس نہس کر دوں۔ یہ سُن کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ ان کی نسلوں میں وہ لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ وحدہٗ کی عبادت کریں گے اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا مشرکوں پہ بد دُعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت کرنے نہیں بھیجا مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

○

فتح مکہ میں قریش سے سلوک

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور مشرک کعبہ میں جمع

تو آپ نے بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر کعبہ کے پاس تشریف لائے اور دروازے کے دونوں کناروں پر ہاتھ مبارک رکھتے ہوئے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ انھوں نے کہا آپ ہمارے بھائی ہیں اور چچا کے بردبار رحیم بیٹے ہیں۔ انھوں نے بار بار یہ کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا" آج تم پر کوئی ملامت اور سختی نہیں" وہ کعبہ سے باہر نکلے جیسے قبروں سے باہر آتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہوئے حضور کے غلام بن گئے۔

○

غلیظ طبع اعرابی سے حسنِ سلوک

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جبکہ حضور نجرانی چادر جس کے کنارے سخت تھے اوڑھے ہوئے تھے ایک اعرابی آیا اور آپ کی چادر پکڑ کر زور سے جھٹکا دے کر کھینچا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف کا کنارہ دیکھا کہ اعرابی کے چادر کھینچنے کے سبب گردن شریف متاثر ہوئی ہے پھر اُس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے مجھے عطاء کریں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس کر فرمایا اسے کچھ عطیہ دیا جائے (بخاری مسلم)

غزوۂ حنین کے موقع پر جب مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو چند مخصوص اشخاص میں مال تقسیم کیا، چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے۔ عیینہ بن محصن کو بھی سو اونٹ دیئے اور دیگر عرب کے سرداروں میں مال تقسیم کیا۔ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور نہ ہی اللہ کی رضا کا خیال کیا گیا ہے۔ انس

نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کی تو حضور نے فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کریں گے تو اور کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ "علیہ السلام" پر رحم کرے کہ انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی۔ انھوں نے صبر کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اگر اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن زنی کر دوں۔ حضور نے فرمایا "معاذ اللہ" ایسا مت کرو۔ لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے پاس رہنے والوں کو قتل کر دیتا ہوں۔

○

"ایک یہودی کا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بردباری کا تجزیہ کرنا"

زہری نے ذکر کیا کہ ایک یہودی نے کہا میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں مذکور صفات آپ میں دیکھ لی ہیں۔ صرف آپ کی بردباری اور حلیم طبع دیکھنا باقی رہ گیا ہے میں نے اس کا تجربہ کرنے کے لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدت مقررہ تک تیس دینار قرض دیئے پھر آپ سے مطالبہ نہ کیا یہاں تک کہ صرف ایک دن باقی رہ گیا میں حضور کے پاس گیا اور اپنے حق کا سختی سے مطالبہ کیا۔ میں نے کہا اے بنی عبد المطلب تم قرض کی ادائیگی میں بہت سست ہو اور ٹال مٹول کرنے کے عادی ہو۔ وہاں عمر فاروق بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا اے یہودی! تو پاگل ہوگیا ہے بخدا! اگر حضور یہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا حفص اللہ تمہیں بخشے ہم

اس کے علاوہ تجھ سے زیادہ محتاج ہیں وہ یہ کہ تم مجھے کہتے کہ میں قرضہ ادا کروں جو میرے ذمہ ہے اور وہ اس بات میں تمہارا محتاج ہے کہ اس کے حق کی ادائگی میں اس کی مدد کرتے۔

یہودی نے کہا میری جہالت نے حضور کی بردباری کو اور زیادہ کیا اور یہودی سے کہا کل تمہارا حق ادا کیا جائے گا۔ پھر عمر فاروق سے فرمایا اس باغ میں جاؤ جس کا اس نے پہلے روز سوال کیا تھا اگر یہ راضی ہو جائے تو اسے اتنے صاع دے دو اور جو تم نے اسے سخت کلمات کہے ہیں اس کی تلافی کے لئے اتنے صاع کا اضافہ کر دو اور اگر اس سے راضی نہ ہو تو اس باغ سے اتنے صاع اور ادا کر دو۔ عمر فاروق یہودی کو باغ میں لائے اور جو حضور نے حکم دیا تھا اسے ادا کیا اور حسبِ ارشاد اضافہ بھی کیا۔ جب یہودی نے کھجوریں قبضہ میں کر لیں تو کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انہ رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اے عمر جو کچھ میں نے حضور کے ساتھ سخت کلامی کی ہے اور آپ نے دیکھا ہے یہ صرف اس لئے کیا ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات تورات میں دیکھی ہیں جو آپ میں پائی جاتی ہیں۔ صرف حلم و بردباری دیکھنا باقی رہ گئی تھی اس لئے میں نے یہ منصوبہ تیار کیا اور آج حضور کا امتحان لیا ہے تو میں نے وہ تمام صفات پائی ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میرا نصف مال فقراء مسلمانوں کے لئے ہے اور یہودی سمیت اس کا سارا کنبہ ایک بوڑھے کے سوا مشرف باسلام ہُوا اور وہ بوڑھا کافر مرا۔

شفیق پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرد و زن پر شفقت فرماتے تھے، چنانچہ انس بن

مالک نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز ادا کرنا شروع کرتا ہوں اور میری خواہش ہوتی تھی کہ نماز ادا کرنے میں خوب تاخیر کروں گا لیکن بچے کا رونا سن کر نماز میں تخفیف کرتا ہوں؛ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی والدہ جو نماز میں شریک ہے غمزدہ ہو گی اور اس طرح اسے مشقت کا سامنا کرنا ہو گا (بخاری)

نیز انس بن مالک نے ذکر کیا کہ ایک روز ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد شریف میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے روکا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پیشاب نہ روکو اسے پیشاب کر لینے دو جب وہ پیشاب کرنے سے فارغ ہُوا تو اسے اپنے پاس بُلا کر فرمایا: مسجدیں پیشاب کرنے کی جگہیں نہیں ان میں غلاظت اچھی نہیں یہ صرف اللہ کے ذکر کے لئے نماز ادا کرنے اور قرآن خوانی کے لئے ہیں پھر ایک شخص کو حکم دیا وہ پانی کا ڈول لایا اور پیشاب کے مقام پر ڈال دیا (بخاری)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک شخص نے حضور کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا یہ شخص اچھا نہیں اسے آنے کی اجازت دو جب وہ حاضر ہُوا تو اس سے بہت نرم کلام فرمایا۔ جب وہ چلا گیا تو ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس شخص کے متعلق کچھ فرمایا تھا پھر اس سے بہت نرم کلام کیا فرمایا: اے عائشہ لوگوں میں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شریر وہ شخص ہے جس کو لوگ اس کے فحش اور بدزبانی کے باعث اس سے دُور رہیں (بخاری) — امام بخاری نے مالک بن حویرث سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم دل اور نرم تھے جب ہم آپ کے پاس آئے تو تقریباً بیس روز آپ کی خدمت میں رہے آپ کو خیال آیا کہ یہ اپنے گھروں کو جانا چاہتے

ہیں۔ آپ نے ہم سے گھر والوں سے متعلق پوچھا ہم نے بیان کیا تو فرمایا واپس چلے جاؤ اور وہاں رہو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والوں میں سے اگر کوئی تین دن حاضر نہ ہوتا تو اس کے متعلق دریافت فرماتے اگر وہ کہیں گیا ہوتا تو اس کے لئے دعا کرتے اگر غائب نہ ہوتا تو اس کی ملاقات کو تشریف لے جاتے۔ اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرنے جاتے صلی اللہ علیہ علی آلہ وبارک وسلم

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کے حالات دریافت فرماتے، اموات کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے جاتے، غلاموں کی دعوت قبول کرتے، گدھے پر سوار بھی ہو جاتے تھے۔ انس بن مالک نے کہا میں نے ایک روز آپ کو گدھے پر سوار دیکھا جس کی مہار کھجور کے بالوں کی تھی۔

ایک یہودی لڑکا حضور کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو حضور اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ دورانِ عیادت اسے فرمایا کیا تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے؟ لڑکے نے اپنے والد کی طرف نظر کی تو اُس نے کہا جو تجھے حضور فرماتے ہیں اس کی تعمیل کر لڑکے نے کلمہ شہادت پڑھا اور فوت ہو گیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو اور اسے دفن کرو۔ (بخاری)

○

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس قدر مدح و ثنا میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدح و ثناء میں مبالغہ کیا تھا میں اللہ کا بندہ ہوں (خدا نہیں ہوں) تم مجھے اللہ کا عبد اور رسول کہو"۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے لائق ہیں۔ آپ کو خدا کہنا یا خدا

کا بیٹا کہنا جیسے نصاریٰ نے اپنے پیغمبر کے متعلق کہا تھا نبی کی حمد نہیں بلکہ سراسر بے ادبی اور کفر ہے۔ علامہ بوصیری فرماتے ہیں :-

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ

وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمِ

شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے کہا ہر کمال جو بشر کے لئے ممکن تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں گھریلو کاموں میں مصروف رہتے تھے؛ چنانچہ اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے، جوتا درست کرتے، بکری دوہتے اور اپنی خود خدمت کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تو مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔

براء بن عازب نے کہا میں نے احزاب کے روز حضور کو دیکھا کہ خندق کھودنے والوں کے ساتھ مٹی اُٹھا کر لاتے تھے۔ غبار نے آپ کے پیٹ مبارک کی سفیدی چھپا رکھی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

○

عوام سے میل جول

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر عام و خاص سے ملاقات فرماتے تھے کسی کو ملاقات سے روکا نہ جاتا تھا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کرتے ہوئے کہا بخدا! لوگوں کے سامنے حضور کا دروازہ بند نہ کیا جاتا تھا اور نہ ہی آپ کے سامنے چوکیدار ہوتے تھے۔ آپ علانیہ بیٹھتے تھے جو کوئی آپ سے ملاقات کرنا چاہتا بے خوف ملاقات کرتا۔ حضور زمین پہ بیٹھتے اور زمین پر ہی آپ کے لئے کھانا رکھا جاتا تھا۔ موٹا لباس پہنتے، گدھے کی سواری کرتے، کسی کو اپنے پیچھے بھی بٹھا لیتے

تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ کی انگلیاں چاٹتے تھے۔ قیس بن ابی حازم نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب آپ کے سامنے کھڑا ہُوا تو کانپنے لگا۔ حضور نے فرمایا آرام کرو مت ڈرو غم نہ کرو میں بادشاہ نہیں ہوں میں قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک کم عقل عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے فرمایا اے فلاں کی ماں جہاں چاہتی ہو کھڑی ہو میں تمہارے ساتھ کھڑا رہوں گا۔ مدینہ منورہ کی لڑکیوں سے اگر کوئی بچی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑتی تو آپ اس سے ہاتھ جُدا نہ کرتے یہاں تک کہ وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ ابن ابی اوفیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے نفرت نہ کرتے اور نہ ہی تکبر کرتے تھے بیواؤں اور مساکین کے ساتھ چلنے میں عار نہ سمجھتے تھے اور ان کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ قدامہ بن عبداللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اونٹنی پر رمی جمرہ کرتے اور ہجوم کے باعث لوگوں کو آگے سے دُور نہ کیا جاتا تھا اور نہ ہی کسی کو مارا جاتا تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بیٹھتے اگر کوئی مسافر آتا تو وہ معلوم نہ کر سکتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے حتیٰ کہ اسے دریافت کرنا پڑتا تھا۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے کی جگہ مخصوص کر دیں تاکہ ناآشنا لوگ آپ کو پہچان سکیں ہم نے آپ کے لئے مٹی کا چھوٹا سا چبوترہ بنایا جس پر آپ بیٹھتے اور ہم آپ کے گردو نواح بیٹھتے تھے۔ آپ غرباء کی مجلس کے وسط میں بیٹھتے تاکہ بیٹھنے میں ہر ایک کے ساتھ برابری ہو پھر فرماتے اے غرباء مہاجرو تمہیں قیامت میں مکمل نُور میں چلنے کی خوشخبری دیتا ہوں تم غنی اور مال دار لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ آپ ان لوگوں میں بیٹھنے میں فخر محسوس کرتے

اور فرماتے اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے میری امت میں وہ لوگ پیدا کئے ہیں جن کے ساتھ رہنے سہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔

○

سخاوت

امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان مبارک میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ بہت سخاوت کیا کرتے تھے۔ وہ رمضان مبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کے دوران قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلی ہوا سے زیادہ سخی تھے " یعنی کھلی ہوا سے ہر ایک نفع اُٹھاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت سے کوئی محروم نہ تھا " حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے بھی حضور سے سوال کیا اس کو ضرور عطاء فرمایا ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تو فرمایا دو پہاڑوں کے درمیان صدقہ کی بکریاں ہیں وہ ساری لے جاؤ۔ وہ بکریاں لے کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا لوگو سب مسلمان ہو جاؤ " محمد " صلی اللہ علیہ وسلم بہت عطاء کرتے ہیں اور فاقہ سے قطعاً نہیں ڈرتے۔ غزوۂ حنین سے واپسی پر اعراب نے آپ کو گھیرے میں لے کر مال و دولت مانگنا شروع کیا حتیٰ کہ آپ کو دھکیل کر کیکر کے درخت تلے لے گئے جس کے کانٹوں سے آپ کی چادر مبارک چمٹ گئی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا میری چادر مجھے واپس کرو کیا تم مجھے بخیل جانتے ہو؟ اگر میرے پاس ان کانٹوں کے برابر سونا ہو تو تم مجھے بخیل اور غلط بیانی کرنے والا اور بزدل نہ پاؤ گے۔ حضرت انس نے کہا آپ نے کل کے لئے کبھی

ذخیرہ نہیں کیا۔ ہارون بن وثاب نے بیان کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستر ہزار درہم کا خطیر مال آیا اور چٹائی پر رکھ دیا گیا آپ نے کسی سائل کو محروم واپس نہ کیا، ہر ایک کو اس مال سے عطا فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نبی کی شان نہیں کہ وہ رات بسر کرے اور اس کے گھر دنیا کا مال پڑا ہو۔

○

شجاعت

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس بن مالک سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت، بہادر اور جواد تھے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوف طاری ہوا تو لوگ خوفناک آواز کی طرف گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آگے سے آتے ہوئے ملے؛ جبکہ آپ لوگوں سے پہلے خوفناک آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور ننگے گھوڑے پر سوار ہو کر ڈراؤنی آواز کی خبر لائے۔ یہ گھوڑا ابوطلحہ کا تھا جس پر پالان وغیرہ نہ تھا اور وہ نہایت ہی سست گھوڑا تھا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا مت گھبراؤ اور گھوڑے سے متعلق فرمایا ہم نے اسے سمندر پایا ہے یہ تو سمندر ہے۔ اس کے بعد وہ گھوڑا کبھی کسی کے پیچھے نہیں رہا تھا۔ (بخاری)

براء بن عازب سے کسی نے پوچھا کیا تم غزوہ حنین میں حضور کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ براء نے کہا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے ہوازن قبیلہ کے لوگوں سے ہمارا مقابلہ تھا۔ وہ سخت تیر انداز تھے جب ہم نے اُن پر حملہ کیا تو وہ بھاگ نکلے ہم مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے تو ہم پر آگے سے تیر اندازی شروع کر دی۔ اُنھوں نے اس قدر سخت تیر اندازی کی کہ ہمارے گھوڑے پیچھے کی طرف

منہ کر گئے تھے۔ اس وقت میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید خچر پر سوار دیکھا اور ابوسفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضور آگے بڑھتے ہوئے فرماتے تھے۔ میں اللہ کا نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جنگ بدر میں دیکھا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پناہ لیتے تھے اور آپ دشمن کی طرف ہم سے زیادہ قریب تھے۔ اس روز آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخت تھے۔ براء بن عازب نے کہا ہم میں سے زیادہ بہادر وہ تھا جو جنگ میں آپ کے محاذی ہوتا تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔

○

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش طبعی کرنا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار خوش طبعی بھی فرماتے تھے، لیکن آپکا ہر کلام حق و صداقت پر مبنی تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوش طبعی صرف حق بات میں کرتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے دو کانوں والے ابو اسامہ نے کہا یہ حضور نے مزاح کے طور فرمایا۔ ایک شخص نے کہا مجھے سواری دیں حضور نے فرمایا ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اُس نے کہا میں اسے کیا کروں گا۔ فرمایا اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی۔ اس اثناء میں نماز کا وقت ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ عورت رونے لگی۔ حضور واپس تشریف لائے تو ام المؤمنین عائشہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت سے آپ نے جو فرمایا تھا اس وجہ سے یہ رو رہی ہے۔ یہ سُن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے

اور فرمایا درست ہے جنّت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ان کو جوان کر دیں گے اور ان کو کنواریاں ہم عمر کریں گے۔ لہٰذا جنّت میں بوڑھی عورتیں نوجوان ہو کر داخل ہوں گی"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص جسے زاہر کہا جاتا تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہدیہ بھیجا کرتا تھا جب وہ جانے کا ارادہ کرتا تھا تو حضور اسے الوداع کرنے جاتے تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا زاہر ہمارا دیہاتی ہے ہم اس کے شہری ہیں اس کے چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس گئے جبکہ وہ اپنا سامان فروخت کر رہا تھا، آپ نے اس کو پیچھے سے کلائیوں میں پکڑ لیا اور وہ حضور کو نہ دیکھتا تھا اس نے کہا مجھے چھوڑ یہ کون ہے پھر جب متوجہ ہُوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا تو اپنی پشت حضور کے سینہ سے ملانے لگا۔ حضور نے فرمایا یہ غلام مجھ سے کون خریدے گا؟ زاہر نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! بخدا اس وقت آپ مجھے کھوٹا پائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لیکن تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو یا حضور نے فرمایا تو اللہ کے نزدیک بہت مہنگا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ گئی جبکہ میں بہت چھوٹی تھی اور بھاری وزن نہ تھی اور نہ ہی میرا بدن بھارا تھا۔ حضور نے لوگوں سے فرمایا تم آگے چلے جاؤ لوگ آگے چلے گئے پھر مجھے فرمایا آؤ میں تمہارے ساتھ دوڑتا ہوں میں آپ کے ساتھ دوڑی اور آپ سے آگے نکل گئی۔ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ جب میں بھاری وزن ہو گئی اور میرا بدن بھارا ہو گیا اور وہ واقعہ بھُول چکی تھی۔ پھر کسی اور سفر میں آپ کے ہمراہ نکلی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا تم آگے چلے جاؤ وہ آگے چلے گئے پھر مجھے فرمایا آؤ میں تمہارے ساتھ دوڑتا

ہوں۔ میں آپ کے ساتھ دوڑی تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے پھر حضور نے ہنستے ہوئے فرمایا۔ پہلے تم آگے بڑھ گئی تھی اب میں آگے بڑھ گیا ہوں "ھٰذہٖ بتلک" یہ اس کا بدلہ ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا جو شئی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنتا اسے لکھ لیا کرتا تا کہ وہ یاد کروں۔ قریش نے مجھے لکھنے سے منع کیا اُنھوں نے کہا بعض اوقات حضور غصّہ کی حالت میں کلام فرماتے ہیں تم ہر کلام لکھ لیتے ہو ایسا مت کرو۔ میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میرا ہر کلام لکھتے رہو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ صلی اللہ علیہ علی آلہ وبارک وسلّم!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا معمول یہ تھا کہ دائیں جانب کو بائیں پر ترجیح دیتے تھے چنانچہ فرمایا دایاں ہاتھ طہور اور طعام کے لئے ہے اور بایاں استنجاء وغیرہ کے لئے ہے۔ جب آپ چھینک لیتے تو آواز پست کرتے اور چہرۂ انور کپڑے سے ڈھانپ لیتے جب کسی کو کوئی شئی دیتے تو دائیں ہاتھ سے دیتے۔ ہر شئی کی ابتداء دائیں جانب سے کرتے۔ بعض اوقات خشوع وخضوع کی حالت میں بیٹھے ہوتے تو دیکھنے والا خوف کے باعث لرزہ باندام ہو جاتا تھا۔ کبھی مسجد شریف میں چت لیٹ جاتے اور ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھ لیتے۔

کلام شریف

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تیز کلام نہ کرتے تھے جیسے تم کلام کرتے ہو۔ آپ واضح الفاظ میں کلام کرتے سُننے والا انکو شمار کر سکتا تھا۔

امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا میں نے اپنے ماموں ہند سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کلام شریف کی وصف بیان کریں۔ اُنھوں نے کہا سیدِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے بغیر کلام نہ کرتے تھے۔ آپ کے کلمات جامع ہوتے تھے، بے مقصد بات نہ کرتے تھے۔ آپ کی خاموشی باوقار تھی۔ جب کلام فرماتے تو الفاظ کی روانگی ایسی ہوتی جیسے منظم موتی گرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نورانی شعاع دیکھی جاتی تھی (شمائل)

حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ماموں ہند سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اشارہ فرماتے تو پورے کفِ دست سے اشارہ کرتے تھے۔ جب کسی بات پر تعجب کرتے تو اسے الٹ لیتے تھے جب کلام کرتے تو داہیں ہتھیلی بائیں انگوٹھے پر مارتے جب غصہ میں آتے تو چہرۂ انور پھیر لیتے تھے۔

فصیح کلام

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سارے عرب سے فصیح تر تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت اچھا ادب سکھایا میں نے بنی سعد کے قبیلہ میں پرورش پائی اور جامع کلمات کے ساتھ دُنیا میں تشریف لایا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سے باہر نہیں نکلے۔ بایں ہمہ آپ ہم سے فصیح تر ہیں۔ حضور نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کی لغت مٹ چکی تھی جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس ذکر کی تو میں نے اسے یاد کر لیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات حکمت سے معمور تھے۔ کبھی فارسی میں بھی کلام فرماتے تھے ایک دفعہ صحابہ کرام سے فرمایا اٹھو! جابر نے تمہارے لئے "سور" تیار کیا ہے۔ سور فارسی لفظ ہے۔ اس کے معنی طعام کے ہیں۔ یعنی جابر نے کھانا تیار کیا ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ آگے کی طرف مائل ہیں۔ گویا کہ اونچی زمین سے نچلی زمین میں گر رہے ہیں۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے کسی کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیز چلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کے پاؤں میں زمین لپٹی جاتی تھی۔ جب ہم آپ کے ساتھ چلتے تھے تو پوری طاقت سے چلنے کے باوجود دیکھتے کہ حضور آرام سے چل رہے ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا اور تبسّم

امام بخاری نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھُل کر ہنستے نہیں دیکھا۔ آپ صرف تبسّم فرماتے تھے۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنے ماموں ہند سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف کے متعلق استفسار کیا تو اُنھوں نے کہا حضور کا بہت زیادہ ہنسنا صرف تبسّم تھا۔ تبسّم کے وقت آپ کے منہ شریف سے بارش کے قطرے نکلتے معلوم ہوتے تھے۔ جریر بن عبداللہ سب سے آخر مسلمان ہُوئے۔ اُنھوں نے کہا جب بھی مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ہنس پڑتے آپ کا ہنسنا تبسّم تک محدود تھا۔

فال اور اچھی بات سے محبّت کرنا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ایک شخص سے دوسرے کو مرض

متعدی نہیں ہوتا اور نہ ہی پرندے کے اڑنے کو مقصد میں دخل ہے۔ مجھے فال پسند ہے۔ لوگوں نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فال کیا شئی ہے فرمایا اچھی بات سُننا فال ہے۔ اسی لئے حضور نے عاصیہ نامی عورت کا نام جمیلہ رکھا تھا (مسلم شریف) جب حضور باہر تشریف لے جاتے تو کسی طرف سے اچھے کلمہ کی سماعت کو پسند کرتے جیسے کسی کو یہ کہتے سُنیں "یاراشد" اس کا مطلب یہ ہے کہ سفر میں کوئی زحمت نہ ہوگی اسی لئے آپ اچھا نام پسند کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کلمہ سُنا جس سے آپ بہت خوش ہوئے تو فرمایا ہم نے تیرے منہ سے تیری فال حاصل کی ہے۔ اس کے برعکس قبیح نام پسند نہ فرماتے تھے اور اچھے نام سے تبدیل کر دیتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

○

ہدیہ قبول کرنے کے بعد عوض دینا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایا قبول فرماتے پھر نذرانہ دینے والے کو اس کا بدل عنایت فرماتے۔ ام المؤمنین نے فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں مہینہ مہینہ دو دو مہینے روٹی نہ پکتی تھی اُن سے پوچھا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے بکری کے پائے ہدیہ دیئے جائیں تو میں انھیں قبول کرلیتا ہوں اور اگر مجھے پائے کھانے کی دعوت دی جائے تو میں دعوت قبول کرلیتا ہوں۔

○

تہمت کے مقام سے اجتناب

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے روایت ذکر کی کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد شریف میں معتکف تھے میں آپ کی زیارت کرنے آئی گفتگو طویل ہونے کے باعث شام ہوگئی۔ میں گھر جانے کے لئے اُٹھی تو آپ بھی میرے ساتھ اُٹھے تاکہ مجھے گھر پہنچائیں، جبکہ ان کا گھر اسامہ بن زید کی حویلی میں تھا۔ ہم مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے کہ قبیلہ انصار کے دو شخص عبادہ بن بشر اور اُسید بن حُضیر گزرے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے گزرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے حال پر چلتے رہو۔ یہ عورت صفیہ بنت حیی ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا سبحان اللہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی کیا ہم کوئی اجنبیہ عورت گمان کرسکتے ہیں) فرمایا شیطان انسان کے رگ وریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بُری شئی نہ ڈال دے (بخاری و مسلم)

○

معمولاتِ مجلس شریف

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بے مقصد کلام نہ کرتے تھے۔ لوگوں کی تالیف کرتے نفرت نہ دلاتے تھے۔ ہر قوم کے سردار کا اکرام کرتے اور اسے اُن کا منتظم مقرر کرتے تھے۔ لوگوں کے کوائف دریافت فرماتے اور اچھے کی تحسین کرتے، بُرے کی قباحت ظاہر فرماتے۔ حق سے تقصیر نہ کرتے اور نہ ہی اس سے تجاوز کرتے تھے۔ نیک اور سنجیدہ لوگ آپ کے قریب ہوتے اُن میں سے زیادہ بھلائی کرنے والے افضل شمار کئے جاتے، آپ کے نزدیک عظیم تر شخص وہ ہوتا جو اچھی موافقت کرتا۔ آپ کا مجلس میں بیٹھنا، اٹھنا اللہ کے ذکر سے تھا۔ جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں جگہ میسر ہوتی وہاں بیٹھ جاتے اور لوگوں کو بھی یہی حکم فرماتے۔ جُلساء مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصّہ دیتے، آپ کے پاس بیٹھنے والا یہی گمان کرتا کہ حضور کے نزدیک

اس سے زیادہ مکرم کوئی نہیں، جو کوئی آپ کے پاس بیٹھتا اُس کے ساتھ بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ خود مجلس سے اُٹھ جاتا، اگر کوئی حاجتمند کچھ مانگتا تو اس کو عطا کرتے یا حسنِ کلام سے معذرت فرماتے، آپ کی مجلس حلم و حیاء اور صبر و امانت کی مجلس تھی اس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں کسی پر عیب نہیں لگایا جاتا تھا، اہلِ مجلس ایک دوسرے سے مہربانی کرتے تواضع و انکساری کرتے بڑے کی تعظیم کرتے اور چھوٹے پر رحم کرتے، صاحبِ حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے اور مسافر کی حفاظت کرتے تھے۔"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی اور با اُخلق تھے۔ ہر ایک سے نرمی کرتے کسی پر عیب نہ لگاتے اور نہ کسی کی زیادہ مدح کرتے اور کسی امیدوار کو ناامید نہ کرتے تھے۔ جھگڑا، زیادہ باتیں اور غیر مقصودی امور ترک کرتے تھے، جب آپ گفتگو فرماتے تو اہلِ مجلس سر جھکا کر خاموش ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ کے خاموش ہونے کے بعد گفتگو کرتے تھے، آپ کے پاس کسی بات میں منازعت نہ کرتے تھے، اگر کوئی بات کرتا تو خاموشی سے اس کی گفتگو سُنتے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو جاتا، جس پر آپ تبسم فرماتے اہلِ مجلس بھی اس پر ہنستے اور جس سے حضور تعجب کرتے وہ بھی تعجب کرتے تھے، مسافر کی گفتگو اور مسئلہ غور سے سُنتے اور فرماتے اگر کوئی حاجتمند ہو تو اس سے مواسات کرو"۔

صاحبِ فضل کو اس کی قدر کے مطابق مقام دیتے، حاجتمندوں کی حاجات پوری کرنے میں مشغول رہتے اور حاجات میں ان کی اصلاح کرتے اور فرماتے جو صاحبِ حاجت مجھ تک نہ پہنچ سکے اس کی حاجت مجھے پہنچاؤ؛ کیونکہ جو بادشاہ تک اپنی حاجت نہ پہنچا سکے اس کی حاجت بادشاہ تک پہنچانے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت میں ثابت قدم رکھے گا جو کوئی آپ کو اچانک دیکھتا۔ اس پر ہیبت طاری ہو جاتی

اور جو کوئی عموماً حاضرِ خدمت ہوتا وہ آپ کا محب ہو جاتا آپ کی وصف بیان کرنے والا کہتا میں نے آپ جیسا کوئی شخص آپ سے پہلے اور بعد نہیں دیکھا۔ جب مجلس سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، پڑھتے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ کس لئے پڑھتے ہیں؟ فرمایا مجلس میں کمی بیشی باتوں کا یہ کفارہ ہے۔" صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم (شمائل)

دُنیا سے بے رغبتی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو جاتے جس سے آپ کے پہلوؤں پر نشان لگ جاتے۔ اگر آپ سے بستر بچھانے کی التجا کی جاتی تو فرماتے میرا دُنیا سے کیا تعلق ہے۔ میری اور دنیا کی مثال سوار جیسی ہے جو گرمی میں درخت تلے قیلولہ کرے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔ فرمایا میرے رب نے مجھ پر مکہ مکرمہ کے بطحا وادی سونے کی پیش کی تو میں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار مجھے اس کی ضرورت نہیں میں چاہتا ہوں، ایک دن بھوکا رہوں اور دوسرے دن کھانا کھاؤں، جب سیر ہو جاؤں تو تیرا شکر ادا کروں، جب بھوکا ہوں تو تیرے حضور عاجزی و انکساری کرتے ہوئے تجھ سے مانگوں" اور فرماتے تھے اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو اتنا رزق عطا کر جس سے وہ صرف زندہ رہ سکیں" آپ نے کسی چیز کا ذخیرہ نہ کیا تھا؛ البتہ اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے مال سے جو آپ کو فئی کا مال دیا تھا جو لڑائی کے بغیر حاصل ہوا تھا اور وہ صرف جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص تھا۔ اس میں سے اہلِ خانہ کے لئے ایک سال کا خرچہ نکال کر باقی مال جنگی ضروریات میں صرف کرتے تھے (بخاری) اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے ذخیرہ نہ کرتے تھے،، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ نے مسلسل تین دن گندم کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ دُنیا سے مفارقت فرما گئے (مسلم شریف) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن بھوکے دیکھا۔ ردّی کھجور بھی میسّر نہ ہوتی جس سے پیٹ بھرتے (ابوداؤد) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مہینہ بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جَو کی روٹی اور متغیر چربی لے کر حاضر ہُوا تو فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے صبح وشام صرف چار سیر ہوتے ، حالانکہ وہ نو گھر تھے۔

خالی ہاتھ ہونے کے باوجود لوگوں پر خرچ کرنا

ابو عامر نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بلال سے پوچھا : جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفقہ کیسے تھا؟ بلال نے کہا آپ کے وفات پانے تک اس کا میں انتظام کرتا تھا جب آپ کے پاس کوئی مسلمان آتا جس کے پاس پہننے کا کپڑا نہ ہوتا تو مجھے فرماتے میں قرض لے کر کپڑا خرید کر اسے دیتا اور کھانا کھلاتا۔ میرا معمول یہی تھا۔ ایک دن میرے پاس ایک مشرک آیا اور کہا میرے پاس بہت مال ہے۔ میرے سوا اور کسی سے قرض نہ لیا کرو۔ ایک دن میں نے نماز ادا کرنے کے لئے وضو کیا پھر آذان کہنے کھڑا ہُوا تو وہ مشرک چند تاجروں کی معیّت میں آیا اور کہا ارے حبشی! مجھے سخت الفاظ سے خطاب کرتے ہوئے کہا جانتے ہو قرض ادا کرنے میں کتنے دن رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا تھوڑے روز باقی ہیں۔ اُس نے کہا صرف چار دن باقی رہ گئے ہیں۔ میں قرض کے عوض تجھے اپنا غلام بنا لوں گا۔ میں نے تیرے اور تیرے صاحب کے اکرام کے لئے قرضہ نہ دیا تھا میں نے تو قرضہ کے عوض تجھے غلام بنانا چاہا تھا۔ اب تو پھر غلام ہو جائے گا۔ اور پہلے کی طرح بکریاں چرایا کرے گا۔ یہ سُن کر مجھے بہت غم لاحق ہُوا۔ میں نے

نے اذان کہی اور جب عشاء کی نماز اداء کی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے تو میں نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں اور باپ قربان ہو! جس مشرک سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے اس طرح کہا ہے اور قرض ادا کرنے کے لئے آپ کے پاس رقم نہیں اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ،، اور مشرک مجھے رسوا کرنے پر آمادہ ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں کسی مسلمان قبیلہ میں چلا جاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مال عطاء کر دے۔

یہ عرض کر کے میں اپنے گھر گیا اپنی تلوار ، نیزہ اور جوتی اپنے سر کے پاس رکھے اور چہرہ افق کی طرف کیا۔ جب نیند آتی تو فوراً بیدار ہو جاتا حتیٰ کہ صبح کاذب ہوگئی۔ میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو کوئی دوڑتا ہُوا میرے پاس آیا کہ تجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہُوا تو دیکھا کہ چار اونٹ بوجھ سے لدے ہوئے ہیں فرمایا اے بلال تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا قرض ادا کرنے کے لئے یہ اونٹ بھیجے ہیں ——— میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضور نے فرمایا کیا تم بیٹھے ہوئے چار اونٹوں کے پاس سے نہیں گزرے ہو؟ وہ بوجھ سمیت تیرے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اُن پر کپڑے اور غلّہ تھا جو فدک کے حاکم نے ہدیہ بھیجے تھے۔ فرمایا اٹھو اور اپنا قرض ادا کرو۔ بلال نے کہا میں نے بعض سے بوجھ اُتارا اور انہیں ایک طرف باندھ دیا ، پھر صبح کی اذان کا قصد کیا۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تو میں بقیع کی طرف گیا اور اپنے کانوں میں انگلیاں کر کے بلند آواز سے پکارا کہ جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض طلب کرتا ہے وہ آجائے میں وہ سامان فروخت کر کے قرض ادا کرتا رہا حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرضہ اُتر گیا اور ایک دو اوقیہ بچ گئیں۔ پھر میں مسجد میں گیا جبکہ کافی دن گزر چکا تھا اور تنہا حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام

عرض کیا تو فرمایا جو معاملہ درپیش تھا اس کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا قرض تھا سب اُتار دیا ہے اب کوئی شئی باقی نہیں رہی"۔

فرمایا: کچھ بچا بھی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں دو دینار بچے ہیں۔ فرمایا اُن سے بھی مجھے آرام پہنچاؤ۔ میں اپنے اہلِ خانہ کے پاس ہرگز نہیں جاؤں گا، جب تک یہ کسی کو نہ دو گے کوئی شخص لینے والا نہ آیا تو حضور صبح تک مسجد میں رہے پھر دوسرے روز بھی مسجد میں رہے۔ حتیٰ کہ شام کے وقت دو سوار آئے میں ان کو ساتھ لے گیا اور ان کو دونوں دینار دے دیئے۔ جب عشاء کی نماز پڑھی تو مجھے بُلا کر فرمایا جو تمہارے پاس تھا اسے کیا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو آرام پہنچا دیا ہے وہ میں نے کسی حاجتمند کو دے دیئے ہیں۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس خوف کے پیشِ نظر کہ کہیں موت کے وقت وہ پاس موجود ہوں، پھر اس کے بعد گھر تشریف لے گئے اور ہر ایک بی بی کو سلام کہا۔ پھر اپنے سونے کے مقام میں تشریف فرما ہوئے" (ابوداؤد)

؎ دونوں جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
ایسے شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضوء فرماتے تھے۔ فتح مکہ کے روز ایک وضوء سے متعدد نمازیں پڑھیں۔ عمر فاروق کے استفسار پہ فرمایا میں نے عمداً ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھی ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنے مصلیٰ پر تشریف رکھتے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ کبھی اس پر اضافہ بھی کرتے تھے۔ نیز انھوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب عمل وہ تھا جو ہمیشہ کیا جائے۔ رات مرغ کی آواز سے بیدار ہو کر تہجد پڑھتے تھے۔ اس میں طویل قیام فرماتے؛ چنانچہ حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ، آلِ عمران، نساء ترتیل سے پڑھیں جس آیت میں تسبیح ہوتی وہاں تسبیح کہتے۔ اگر سوال کی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے۔ تعوذ کے مقام سے گزرتے تو تعوذ فرماتے۔ پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے جو قیام کی مقدار تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے اور رکوع کی مقدار لمبا قیام کرتے پھر سجدہ فرماتے اس میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتے۔ یہ سجدہ قیام کی مقدار کے قریب تھا۔ اس طرح آٹھ رکعت ادا فرماتے تھے۔

مغیرہ بن شعبہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات اس قدر عبادت کرتے کہ قیام کے سبب آپ کے قدم زخمی ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ تو مغفور ہیں اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ ہوں؟ ابوذر نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز میں صبح تک "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" پڑھتے رہے۔ جب آپ سے استفسار کیا گیا تو فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جو کوئی اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گا اس کی شفاعت ہو گی۔ آپ کی آواز بہت خوبصورت تھی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرتے

تھے۔ ابوہریرہ نے کہا جب قرآن ختم کرتے تو کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے۔ اگر نیند کے غلبہ یا مرض کے سبب رات نماز نہ پڑھتے تو دوسرے دن بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے۔ ایک روزہ ماہ کی ابتدا میں پہلے پیر کے روز اور اس کے بعد آنے والی جمعرات کو دو روزے رکھتے تھے۔

ایک اور روایت کے مطابق پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اللہ کے حضور پیش ہو جبکہ میں روزہ سے ہوں۔ آپ شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے۔ حضرت انس نے کہا حضور روزوں میں وصال کرتے تھے اور لوگوں کو وصال کے روزوں سے منع فرماتے ہوئے فرمایا تم میرے جیسے نہیں ہو۔ میں اپنے رب کے پاس کھاتا پیتا ہوں۔ آپ تازہ کھجور سے روزہ افطار کرتے اگر تازہ کھجور نہ ہوتیں تو خشک کھجور سے افطار کرتے، ورنہ پانی کے گھونٹ سے افطار کرتے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ میں رات بھر بیدار رہتے اور اہل خانہ کو بھی بیدار کرتے آپ اسی عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔

حضرت انس نے کہا عید کے روز چند کھجور کھانے کے بعد عیدگاہ تشریف لے جاتے اور آپ کے آگے عصا اٹھایا جاتا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا واپسی میں راستہ تبدیل کر لیتے تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں کئی حج کئے اور ہجرت کے بعد صرف حج الوداع کیا۔ اس حج میں ایک سو اونٹ نحر کئے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے۔ حضرت انس نے کہا حضور سینگوں والے خصی دو مینڈھے ذبح کرتے تھے۔ ایک اپنی ذات کریمہ

کی طرف سے دوسرا امت کے مسلمانوں کی طرف سے ذبح کرتے تھے۔ ابن عباس نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور حجر اسود کا چھڑی کے ساتھ استلام کیا، پھر چاہ زمزم پر تشریف لائے اور آب زمزم پیا پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی،،

فضل بن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ پہ سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر فرماتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا جناب رسول اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال، عثمان بن ابی طلحہ بھی بیت اللہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال، عثمان بن ابی طلحہ بھی بیت اللہ میں داخل ہوئے اور دیر تک دروازہ بند رکھنے کے بعد کھولا تو سب سے پہلے میں نے داخل ہو کر بلال سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی ہے۔ بلال نے کہا اگلے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی لیکن میں رکعات کی تعداد پوچھنا بھول گیا، صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم! (بخاری)

خُطبۂ حجۃ الوداع

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! یقین کرو تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، عربی کو عجمی پر کچھ فضیلت نہیں اور نہ کالے کو سرخ پر فضیلت ہے۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے کیا تم یقین کرتے ہو کہ میں نے تمہیں اللہ کا حکم پہنچا دیا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں! فرمایا یہ باتیں حاضر غائب تک پہنچا دے

ابو امامہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کا خطبہ

سُنا جبکہ آپ فرماتے تھے۔ اللہ سے ڈرو۔ یومیہ پانچ نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، حاکم کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! تمہارے مال و دماء اور آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس مہینے میں اس شہر میں تمہارا یہ دن حرام اور معزز ہے۔ یہ بار بار فرمانے کے بعد سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور تین بار فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا حکم پہنچا دیا ہے۔ اے لوگو! تم میں جو موجود ہیں وہ غائبین کو یہ حکم پہنچا دیں اور یاد رکھو میرے بعد کافروں کی طرح ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا (بخاری)

ابو شریح عدوی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا اس کو لوگوں نے حرام نہیں کیا کسی شخص کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں جنگ کرنے سے استدلال کرے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے دن کے کچھ وقت میں مجھے مکہ میں جنگ کی اجازت دی پھر اس کی حرمت آج کے دن ایسے لوٹ آئی ہے جیسے کل تھی۔ یہ حکم حاضر غائب کو پہنچا دے (بخاری مسلم)

عرفہ کے روز خطبہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی وادی میں لوگوں کو ان الفاظ سے خطاب کیا۔ تمہارے دماء، تمہارے اموال تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے شہر میں اس مہینہ میں تمہارا یہ دن حرام اور مکرم ہے۔ یقین کرو جاہلیت کے امور کی ہر شئے میرے قدموں کے نیچے ہے۔ جاہلیت میں قتل کے انتقام ختم ہیں۔ سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث کے قتل کا انتقام ختم کرتا ہوں۔ ربیعہ بن حارث بنی سعد میں شیر خوار تھے انھوں نے اسے قتل

کر دیا تھا اور سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اپنے پاس مقید رکھا ہے اور اللہ کے نام سے وہ تم پر حلال ہوئی ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی اجنبی کو نہ آنے دیں جنہیں تم اچھا نہیں جانتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں زجر و تشدید کرو زیادہ زخمی نہ کرو۔ ان کے اخراجات تمہارے ذمہ ہیں۔ ان کا نان نفقہ اور کپڑے حسب استطاعت دو۔ میں نے تم میں اللہ کی کتاب چھوڑی ہے۔ اگر اسے مضبوط پکڑو گے تو راہ سے ٹیڑھے نہ ہو گے۔ میرے متعلق تم سے پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے کہا ہم یہ گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا حکم پہنچا دیا ہے۔ پھر آپ نے انگوٹھے سے قریب والی انگلی آسمان کی طرف اُٹھاتے ہوئے نکتہ لگایا اور تین بار فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہے کہ میں نے تبلیغ کر دی ہے۔

حج اور عمروں کی تعداد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صرف ایک حج اور چار عمرے کئے ہیں چھ ہجری کے ذوالقعدہ میں پہلا عمرہ کیا اسے عمرہ حُدیبیہ کہا جاتا ہے۔ دوسرا عمرہ سات ہجری کے ذوالقعدہ میں کیا اسے عمرہ قضاء کہا جاتا ہے تیسرا عمرہ جعرانہ یہ بھی ذوالقعدہ میں کیا تھا، چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ دس ہجری میں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے چاروں ذوالقعدہ میں تھے۔

خوفِ الٰہی اور عاجزی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عنقریب تجھے تیرا ربّ

مقام محمود میں جلوہ افروز کرے گا،، اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا ہے اور عنقریب آپ راضی ہو جائیں گے۔ الغرض قرآن کریم آپ کی مدح و ثنا میں ناطق ہے۔ بایں ہمہ حضور کے قلب شریف پر خوف الٰہی طاری رہتا تھا، کیونکہ جس قدر قرب ہو خوف بھی زیادہ ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا،، اللہ کے بندوں میں سے علماء اللہ سے ڈرتے ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سب میں سے اللہ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور تم سب میں سے میں اللہ کو زیادہ جانتا ہوں (بخاری) اس کے باوجود آپ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا پکنے جیسی رونے کی آواز نکلتی تھی۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل یا سخت تیز ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرۂ انور پر اس کا اثر دیکھا جاتا اور بہت خوفزدہ ہو جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو یہ امید لئے خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہو گی۔ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ کے چہرۂ انور پر خوف کے آثار پائے جاتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہ میں اس سے بے خوف نہیں کہ اس میں عذاب ہو۔ پہلی امتوں میں ایک امت کو سخت ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا تھا اور ایک قوم نے سیاہ بادل دیکھا اور خوشی سے کہنے لگے یہ بادل بارش برسائے گا لیکن وہ اللہ کے عذاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ (بخاری و مسلم) جب آپ آسمانی بجلی کی ہولناک آواز سنتے تو فرماتے اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت دے۔

امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ماموں ہند سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غم زدہ اور فکر مند رہتے تھے،، آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔



سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اور دیگر صحابہ کی وفات پر رونا

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی زینب رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا موت کی حالت میں ہے۔ آپ تشریف لائیں۔ حضور نے فرمایا وہ اللہ ہی کا تھا جسے اس نے لے لیا ہے اور جو اس نے دیا ہے وہ اسی کا ہے۔ اس کے نزدیک ہر شئی کا وقت مقرر ہے۔ شہزادی نے پھر پیغام بھیجا اور آپ کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور بچہ آپ کے پاس لایا گیا، جبکہ اس کی روح مضطرب تھی اور وہ آخری سانس لے رہا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو سعد بن عبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے (بخاری)

جب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضور ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب اُن کے گھر پہنچے تو ان کو اہلِ خانہ کے جھرمٹ میں پایا فرمایا کیا فوت ہو گئے ہیں؟ اُنھوں نے کہا جی نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے،، جب عثمان ابن مظعون فوت ہوئے تو حضور نے ان کے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر رو پڑے پھر انہیں چارپائی پر رکھا گیا تو فرمایا اے عثمان تجھے خوشخبری ہے کہ تجھے دنیا نے کچھ نہ دیا اور نہ ہی تو نے دُنیا کو کچھ دیا۔

میسرہ بن معبد نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت کے زمانہ میں بت پرست تھے اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ میری ایک لڑکی تھی جب میں اسے بلاتا تو بہت

تھی۔ ایک روز میں نے اسے بلایا وہ میرے پاس آئی تو میں اسے ایک کنوئیں پر لے آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں میں چھپا دیا۔ اُس نے آخری بات مجھ سے یہ کی اے میرے ابا جان اے میرے ابا جان یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے حتیٰ کہ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے "صلی اللہ علیہ وسلم"

○

سادگی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت بہت سادہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا؛ جبکہ آپ برہنہ چارپائی پر لیٹے ہُوئے تھے جو رسیوں سے بنی ہُوئی تھی اور آپ کے سرِ مبارک کے تحت چمڑے کا سرہانہ تھا جس میں کھجور کے بال تھے۔ اس اثناء میں حضرت عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام بھی آ گئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروٹ بدلی تو عمر فاروق نے آپ کے پہلو اور رسیوں کے درمیان کپڑا نہ دیکھا جبکہ رسیوں سے حضور کے پہلو میں نشان پڑے ہُوئے تھے یہ دیکھ کر عمر فاروق رو پڑے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا حال دیکھ کر کیوں نہ روئیں جبکہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کا اللہ کے نزدیک وہ عظیم مقام ہے جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ یہ قیصر و کسریٰ ہیں، سرور کی زندگی بسر کرتے ہیں انہیں دُنیاوی وسعت و آرام حاصل ہے اور آپ اللہ کے رسُول ایسے مقام میں ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا اے عمر! کیا تو خوش نہیں کہ ان کے لئے دُنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے۔ عمرو بن مہاجر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان عمر بن عبدالعزیز کے گھر میں تھا جسے وہ ہر روز دیکھا کرتے تھے۔ جب اُن کے پاس قریش جمع ہوتے تو ان کو اس

کمرہ میں داخل کرتے اور انہیں وہ سامان دکھاتے اور کہتے یہ اس ذات ستودہ صفات کا ترکہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت و سرفرازی عطا کی ہے۔ وہ سامان کھجور کی رسیوں سے بُنی ہُوئی چارپائی، چمڑے کا سرہانہ جس میں کھجور کے بال بھرے تھے۔ پیالہ، ایک کپڑا، چکی، ترکش جس میں تیر تھے اور کمبل میں پسینہ مبارک کے قطرات کے نشان تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے بال بھرے ہوئے تھے۔ اس پر رات آرام فرمایا کرتے تھے۔ ایک انصاریہ خاتون نے بہترین نرم بچھونا بھیجا تو حضور نے ام المؤمنین سے فرمایا یہ واپس کر دو میں نے واپس کرنے میں کچھ تاخیر کی تو فرمایا اے عائشہ اسے واپس کر و خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے لئے پہاڑ سونے کے کر دے۔

حضرت جعفر صادق بن محمد باقر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا کیسا تھا ام المؤمنین نے کہا آپ کا بچھونا کمبل تھا جس کی دو تہہ تھیں اس پر آپ رات آرام فرمایا کرتے تھے۔ ایک رات میں نے اس کی چار تہہ کر دیں تاکہ نرم ہو جائے جب صبح ہُوئی تو فرمایا آج رات تم نے کیا بچھایا تھا میں نے عرض کیا وہی آپ کا بچھونا تھا میں نے اس کی چار تہہ کر دی تھیں تاکہ نرم ہو جائے فرمایا اسے اسی حالت میں کر دو جیسے پہلے تھا اس کی نرمی نے مجھے رات کی نماز سے روک رکھا ہے۔

○

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس شریف

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص بہت پسند تھی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما

کی روایت کے مطابق گھٹنوں سے بہت نیچے تک تھی اور آستینیں انگلیوں کے کناروں تک تھیں۔ حضرت انس نے کہا لکیر دار سوتی چادر آپ کو بہت پسند تھی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ سہل بن سعد نے کہا حضور کے لئے صوف کا جبہ سلایا گیا۔ آپ نے اس کو پہنا تو بہت خوش ہوئے اس سے زیادہ کسی اور کپڑے سے خوش نہ ہوئے تھے۔ اس کو ہاتھ سے مَس کرتے اور فرماتے دیکھو یہ کیسا اچھا جبہ ہے۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مجھے ہبہ کر دیں۔ حضور نے اسی وقت اُتار کر اس کو عطا کر دیا۔

ابو بردہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے موٹا کمبل اور موٹی چادر نکالی اور کہا ان دو کپڑوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا آپ کبھی کالے بالوں سے بنی ہوئی چادر جس پر کجاوہ کی صورتیں تھیں اوڑھ کر مسجد میں نماز پڑھنے جاتے تھے کبھی سُرخ لکیر دار بڑی چادر اوڑھتے تھے۔ جابر بن عبد اللہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں میں سرخ لکیر دار سوتی چادر پہنتے تھے۔ ابو رمثہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ دو سبز چادریں دیکھی تھی۔ فتح مکہ کے روز آپ کا عمامہ شریف سیاہ تھا جب سر مبارک پہ عمامہ باندھتے تو اس کا ذوابہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ آپ سفید ٹوپی پہنتے تھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں شامی ٹوپی رکھتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ٹوپیاں تھیں۔ ایک ٹوپی مصری یہ، دوسری کانوں والی یہ سفر میں پہنا کرتے تھے اور تیسری لکیر دار سوتی تھی۔ صلی اللہ علیہ و بارک وسلم۔

انس بن مالک نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیل بہت استعمال فرماتے تھے جس کے سبب آپ کا کپڑا تیل سے متاثر تھا حضور نے شلوار کے لئے کپڑا خرید فرمایا۔ مگر شلوار نہیں پہنی آپ صرف تہبند استعمال فرماتے تھے آپ کا لباس صاف ستھرا اور پاکیزہ تھا۔

انس نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صوف پہنتے، پیوند شدہ جوتا پہنتے اور جو کی روٹی کھاتے جو پانی کے گھونٹ کے ساتھ حلق سے اُترتی تھی۔ جب حضور نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے روز پہنتے تھے۔ اگر وہ قمیص یا عمامہ ہوتا تو اس کا نام لے کر یہ دعاء فرماتے تھے۔ "اے اللہ تیری حمد و ثنا اور شکر ہے کہ تُو نے مجھے لباس دیا ہے۔ میں تجھ سے اس کی خیر چاہتا ہوں اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کی شر سے اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی نے آپکو کالے موزے ہدیہ بھیجے۔ آپ نے انہیں پہنا اور وضو کرتے وقت اُن پہ مسح کیا اور اُن میں نماز ادا کی۔ آپ کے جوڑے پاک کے دو تسمے تھے۔ حضور دباغت شدہ چمڑے کا جوتا پہنتے تھے جس پر بال نہ تھے جب جوتا پہنتے تو دائیں جانب سے شروع کرتے جب اُتارتے تو بایاں پاؤں پہلے نکالتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے کی سواری بہت پسند تھی۔ آپ نے سب سے پہلے سکب گھوڑا خریدا جو بہت دوڑتا تھا۔ آپ کے ایک گھوڑے کا نام یعسوب تھا ایک وہ گھوڑا تھا جس کے متعلق خذیمہ نے گواہی دی تھی اس کو مُرتجز کہا جاتا تھا کیونکہ اُس کی آواز بہت اچھی تھی۔ ایک گھوڑے کا نام طرف تھا اور ایک کا نام ورد تھا اور ایک کا نحیف نام تھا اس کو لحیف بھی کہا جاتا تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اس کے تین نام تھے "قصواء، عضباء اور جدعاء" آپ فتح مکہ کے روز قصواء پہ سوار داخل ہوئے تھے۔ وہ دوڑ میں کبھی کسی کے

پیچھے نہ رہی تھی بلکہ سب سے آگے جاتی تھی۔ ایک دفعہ ایک اعرابی آیا اور وہ عضباء
سے آگے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا عضباء عاجز ہو گئی۔ اس سے انہیں بہت صدمہ ہوا
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی کو دُنیا میں رفعت عطا فرماتا ہے
تو کبھی اس کو پستی کا منہ بھی دکھاتا ہے۔

حضور سرخ اونٹ پر بھی سواری کرتے تھے۔ حضرت معاذ نے کہا میں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سرخ اونٹ پر سوار تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید خچر تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں غزوہ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف میں
اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تھے ہم آپ سے لحظہ بھر جُدا نہ ہوئے تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ نے آپ کو نذرانہ
بھیجا تھا۔ حضور کا ایک خچر شہباء تھا اس کو دُلدُل کہا جاتا تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گدھا تھا۔ حضرت معاذ نے کہا اس گدھے کا
نام عُفیر تھا۔ میں اس پر حضور کے پیچھے بیٹھا تھا۔ حضور برہنہ پالان کے بغیر گدھے پر سوار
ہو جاتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب سواری کے لئے کوئی جانور لایا جاتا تو
جب رکاب میں قدم رکھتے تو فرماتے "بِسْمِ اللہ" جب اُس پر سوار ہو جاتے تو فرماتے
"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" سب تعریفیں اس ذات کی ہیں جس نے اس کو ہمارے تابع کیا حالانکہ
ہم اس کو تابع نہیں کر سکتے اور ہم اپنے رب کی طرف منتقل ہونے والے ہیں، پھر تین
بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" فرماتے، تین بار "اَللہُ اَکْبَرُ"، پھر فرماتے اے اللہ تو ہر عیب سے
پاک ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے مجھے بخش، پھر آپ

ہنس پڑے۔ علی بن ربیعہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!
آپ کا ہنسنا کیسا ہے فرمایا جب اللہ کا بندہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے بخش تو اللہ تعالیٰ
بہت خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا اس کے گناہ کوئی نہیں بخشے گا۔
(ترمذی) آپ سواری کو بہت تیز نہ دوڑاتے تھے بلکہ آرام سے چلاتے تھے۔ اگر ہجوم نہ ہوتا
اور راستہ فراخ ہوتا تو تیز چلاتے تھے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور انگوٹھا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی خادم تھا جو حضور کی خدمت کرتا تھا
وہ بیمار ہو گیا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا:
"اَسْلِمْ"، مسلمان ہو جا اس نے اپنے والد کو دیکھا تو اس نے کہا ابوالقاسم کی اطاعت
کر وہ مسلمان ہو گیا۔ (بخاری)

قاسم بن عبدالرحمٰن نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی حضور کے خادم تھے وہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوڑا پاک پہنایا کرتے تھے پھر آپ کے آگے آگے چلتے حتیٰ کہ
جب آپ اپنی مجلس میں آتے تو وہ حضور کا جوڑا اُتارتے اور حضور کو عصا شریف دیتے
اور جب آپ اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آپ کو جوڑا پہناتے پھر عصا شریف لے کر آپ کے
آگے آگے چلتے تھے حتیٰ کہ حضور حجرۂ شریفہ میں تشریف فرما ہوتے۔

حضرت بلال بھی آپ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ وہ اپنے مال وغیرہ کے محافظ
تھے اور مہمانوں کی رہائش اور خورد و نوش کا اہتمام کرتے تھے۔ ان کے علاوہ کثیر صحابہ کرام
آپ کی خدمت کرتے تھے۔ انس بن مالک تو آپ کے خصوصی خادم تھے۔ انھوں نے دس
سال حضور کی خدمت کی بعض یہودی بھی آپ کے خادم تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی انگوٹھی تھی جس پر "محمد رسول اللہ" نقش کیا گیا تھا۔ حضرت انس بن مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہے۔ جس پر "محمد رسول اللہ" منقوش ہے تم میں سے کوئی شخص انگوٹھی پر یہ نقش نہ کرے۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا یہ انگوٹھی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رہی پھر آپ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اُن کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر عثمان غنی ذوالنورین کے ہاتھ میں رہی۔

حتیٰ کہ بیرِ اریس میں گر پڑی (بخاری، مسلم) انس بن مالک کی روایت میں اس کا نگینہ حبشی تھا۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد محمد باقر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حسن و حسین انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

○

معمولاتِ زندگی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب رات بستر پر تشریف لاتے تو مسواک، پانی اور کنگھی آپ کے پاس رکھی جاتی تھی۔ رات بیدار رہتے تو مسواک اور وضوء کرنے کے بعد سر اور داڑھی مبارک کو کنگھی کرتے یہ معمول بکثرت تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اہلِ کتاب کے مطابق اپنے بال پیشانی پر لٹکاتے تھے پھر اس کے بعد فرق نکالتے تھے اور بالوں کے دائیں بائیں دو حصے کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چہرۂ انور آئینہ میں دیکھتے تو فرماتے "اللہ کا شکر ہے جس نے میری خلقت اور خُلق کو اچھا کیا اور مجھے مسلمان پیدا کیا۔ آپ داڑھی شریف کے طول و عرض سے بال چھانٹتے تھے (ترمذی

نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ ابوعبداللہ اغر نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مونچھیں کاٹتے تھے اور جمعہ پڑھنے سے پہلے ناخن ترشواتے تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو بہت پسند کرتے تھے۔ انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خوشبو بہت پسند ہے اور نماز میں میری آنکھ کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ اگر خوشبو نذرانہ کی جاتی، تو اسے مسترد نہ فرماتے تھے۔ انس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خوشبو سے اچھی کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ ایک روایت میں ہے حضور جس راہ تشریف لے جاتے وہ خوشبو سے معطر ہو جاتا تھا۔ جابر بن سمرہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو مس کیا وہ اس قدر خوشبو دار تھا گویا کہ وہ عطار کی صندوقچی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب خوشبو عُود تھی۔

○

کھانا پینا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ آپ نے باریک روٹی کبھی نہ کھائی تھی۔ چمڑے کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ سہل بن سعد سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کی باریک روٹی کھائی ہے؟ انھوں نے کہا وفات تک حضور نے اسے دیکھا تک نہیں پھر اُن سے پوچھا گیا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھلنیاں تھیں اس نے کہا ہمارے پاس چھلنیاں نہ تھیں کہا گیا تم جَو کا آٹا کیسے صاف کرتے تھے کہا پھونکوں سے باریک چھلکے اُڑا دیتے تھے پھر آٹا گوندھ لیتے تھے۔ حضور کو سبزی بہت پسند تھی۔ آپ کا محبوب سالن سرکہ تھا۔ ام ہانی نے کہا میرے گھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کوئی کھانے کی شئی ہے۔ میں نے عرض کیا صرف خشک روٹی اور سرکہ ہے فرمایا جس گھر میں سرکہ ہو وہ

گھر سالن کا محتاج نہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو بہت پسند تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک درزی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تو میں بھی حضور کے ساتھ دعوت پہ چلا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا پیش کیا گیا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پیالہ سے کدو اٹھا کر کھاتے ہیں اس دن سے مجھے کدو سے محبت ہو گئی حضرت انس کہا کرتے تھے۔ اے کدو کے درخت تجھ پہ حیرت ہے کہ تو مجھے کس قدر محبوب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت کرتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ثرید بہت پسند تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب طعام تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تربوز تر کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور تربوز اور تر کھجور کو اکٹھا کھاتے تھے اور ککڑی کو نمک لگا کر کھاتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شانہ کا گوشت بہت پسند تھا۔ عبد اللہ بن جعفر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔ بایں ہمہ آپ خشک کردہ گوشت اور بھنا ہوا گوشت بھی کھاتے تھے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا تھا۔ کبھی حباری کا گوشت بھی کھا لیتے تھے۔ حباری کونج جیسا پرندہ ہے۔ گوہ کے گوشت سے منع فرماتے تھے (ابوداؤد) پیاز اور لہسن کھانے سے اجتناب کرتے تھے، کیونکہ ان میں بو پائی جاتی ہے۔ اور بو کو حضور مکروہ جانتے تھے (بخاری)

علامہ سیوطی نے کہا مجھے عورتوں کا دوہا ہوا دودھ نہ پلاؤ، کیونکہ عربوں کے نزدیک

یہ معیوب ہے۔ ابن جوزی نے کہا عورتیں جب دودھ دوہتی ہیں تو بسا اوقات انہیں پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ پھر وہ اسی حالت میں واپس آ کر پستان پکڑ لیتی ہیں؛ حالانکہ اس کا ہاتھ نجاست سے خالی نہیں ہوتا۔ (الدر النثیر حاشیہ نہایہ)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی شئی اور شہد سے بہت محبت تھی (بخاری) نیز عجوہ کھجور کو بہت پسند کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا اپنے آگے سے تناول فرماتے تھے۔ جب کھجور لائی جاتی تو جہاں سے چاہتے پکڑ کر کھاتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور سے روزہ افطار کرنا پسند فرماتے تھے اگر وہ نہ ہوتیں تو خشک کھجور سے افطار کرتے تین یا پانچ یا سات کھجور کھاتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب نیا نیا پھل لایا جاتا تو اس پہ دعا کر کے موجود چھوٹے بچوں میں تقسیم کر دیتے تھے (مسلم و ترمذی)

کعب بن عجرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انگلیوں انگوٹھا اور ساتھ والی دو انگلیوں سے کھاتے دیکھا ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر پہلے لمبی انگلی کو چاٹتے پھر ساتھ والی کو پھر انگوٹھا چاٹتے تھے۔ کعب بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے پھر ان کو چاٹنے کے بعد ہاتھ پونچھتے تھے (مسلم) ابو جحیفہ نے کہا حضور تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے (بخاری) ابو ہریرہ نے کہا حضور طعام کو عیب نہ لگاتے تھے جب آپ کے پاس طعام لایا جاتا اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے ورنہ واپس کر دیتے تھے (بخاری و مسلم) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا حضور طعام کی مذمت نہ فرماتے تھے اور نہ ہی تعریف کرتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم طعام کھانے کے بعد جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا فرماتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ

مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا (بخاری)

ابو سعید خدری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا کرتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا الْمُسْلِمِیْنَ، ابو ایوب انصاری کی روایت میں یہ دعا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا، اس ذات ستودہ صفات کا شکر ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور کھانا گلے سے اُتارا اور اس کے لئے نکلنے کی جگہ بنائی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پانی کی نالی سے منہ لگا کر پانی پی لیتے تھے؛ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ انصار کے ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے پانی طلب فرمایا جبکہ آپ کے قریب پانی کی نالی بہہ رہی تھی۔ حضور نے فرمایا اگر تمہارے پاس رات کا پانی کسی برتن میں ہے تو فبہا ورنہ ہم نالی سے منہ لگا کر پانی پی لیتے ہیں۔ (بخاری)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور کو ٹھنڈا میٹھا پانی بہت پسند تھا۔ حضور کا لکڑی کا پیالہ تھا جس میں پانی پیتے اور وضو بھی فرماتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بہت پسند تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ طعام دے وہ یہ دعا کرے "اے اللہ ہمارے لئے اس کھانے میں برکت کر اور اس کا بہتر بدل عطا فرما، اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ دے وہ یہ کہے اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت کر اور ہمیں اس سے زیادہ دے ہم نہیں جانتے کہ اس کا غیر کھانے پینے سے کفایت کرتا ہو۔

انس بن مالک نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ میں دودھ شہد، ستو، نبیذ اور ٹھنڈا پانی پلاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صبح کا نبیذ شام

کو اور شام کا صبح پیتے تھے۔ حضور پانی یا دودھ پیتے وقت تین سانس لیتے تھے (بخاری) اور فرماتے تھے۔ جب کوئی پانی پیئے تو پانی کے برتن میں سانس نہ لے بلکہ برتن سے منہ جدا کر کے سانس لے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو پلاتے وہ یہ کہتے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پہلے پی لیں۔ آپ فرماتے پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دودھ میں پانی ملا کر بھی پیتے تھے۔ ہجرت کے موقعہ پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے راستہ میں حضور کو دودھ میں ٹھنڈا پانی ملا کر پلایا (بخاری) حضرت انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے گھریلو بکری کو دوہا اور گھر میں کنوئیں کے پانی سے اس میں پانی ملایا، ایک اعرابی آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا جبکہ ابوبکر صدیق بائیں طرف تھے اور عمر فاروق ایک کنارے میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی لیا تو عمر فاروق نے کہا بقیہ ابوبکر کو دیں۔ حضور نے وہ اعرابی کو دیا اور فرمایا دائیں طرف بیٹھنے والا زیادہ مستحق ہے (بخاری مسلم)

سہل بن سعد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا آپ نے اس سے پیا اور آپ کے دائیں ایک اعرابی لڑکا تھا جبکہ بائیں جانب بزرگ قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے دیہاتی لڑکے سے کہا کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بچا ہوا پانی ان بزرگوں کو دوں۔ اُس نے کہا بخدا! آپ سے بچا ہوا پانی میں خود پیوں گا کسی اور کو دینا پسند نہ کروں گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے پیالہ اس کے ہاتھ میں دیا۔ (بخاری، مسلم)

○

سونے اور بیدار ہونے کے معمولات

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے جیسے نماز کے لئے

وضو کیا جاتا ہے (بخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضور سونے سے پہلے ہر رات سرمہ لگاتے تھے ہر آنکھ میں تین تین بار سرمہ لگاتے۔ جس بستر پر رات سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے بال بھرے ہوئے تھے۔ رات جب بستر پر تشریف لاتے تو سورۂ اخلاص، فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے اُن میں پھونکتے پھر اپنے جسم شریف پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے مسح کرتے اور سر اور چہرہ سے ابتداء کرتے اس طرح تین بار کرتے۔ حُذیفہ بن یمان نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ"، سب تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا، چونکہ نیند موت کا ساتھی ہے اس نیند کو موت اور بیدار کو حیات سے تعبیر کی۔"

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے؛ کیونکہ سونے میں جسمانی راحت ہے اس لئے آنکھ سوتی تھی جیسے ہماری آنکھ سوتی ہے اور دل پر وحی کا القاء ہوتا ہے۔ اس لئے وہ نیند سے غافل نہ ہوتا تھا۔ ہر نبی کا یہی حال ہے۔

○

ازواجِ مُطہّرات رضی اللہ عنھن

ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا قرشیہ اسدیہ ہیں۔ اُنھوں نے سب سے پہلے نبوّت کی تصدیق کی بعثت سے قبل ان کو طاہرہ کہا جاتا تھا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ قرشیہ ہے۔ ان کا پہلا شوہر ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی تھا۔ اس کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی سے نکاح ہُوا، ابو ہالہ سے ہند کو جنم دیا عتیق کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہُوا۔ حضور سے نکاح

کا سبب یہ تھا کہ اُن کا غلام میسرہ جو ان کے مال کی تجارت کیا کرتا تھا وہ حضور کے ساتھ دورانِ سفر آپ سے نبوت کے علامات دیکھا کرتا تھا اور کچھ بحیرہ راہب سے سنی تھیں۔ میسرہ سے سُن کر خدیجہ بہت متاثر ہوئیں۔

واقدی نے اپنے اسناد کے ساتھ نفیسہ بنت منیہ سے ذکر کیا کہ خدیجہ شریف خاتون نہایت ہی مالدار تھی جب بیوہ ہوئیں تو قریش کے سرداروں میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ اُن کے ساتھ نکاح کرے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کا مال تجارت لے کر سفر سے واپس آئے اور بہت نفع حاصل کیا تو خدیجہ کو حضور کے ساتھ نکاح میں رغبت ہونے لگی تو نفیسہ کو پیغام دے کر حضور کے پاس بھیجا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس مال نہیں تو اُس نے کہا خدیجہ سب کچھ کرے گی تو حضور نے پیشکش قبول فرمایا تو عمرو بن اسد نے اس کا حضور سے نکاح کر دیا۔ اس وقت خدیجہ کی عمر چالیس برس تھی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس تھی۔ چوبیس برس حضور کی رفیقۂ حیات رہنے کے بعد چونسٹھ برس چھ ماہ کی عمر میں داغِ مفارقت دے کر عالم بقا کو تشریف لے گئیں ہجرت سے تین برس قبل نماز فرض ہونے سے پہلے رمضان شریف میں ابوطالب کی وفات کے تین سال بعد انتقال فرمایا۔ واقدی نے ذکر کیا کہ رمضان مبارک کے دس دن گزر چکے تھے۔ اس وقت نمازِ جنازہ مشروع نہ تھی۔ حجون میں مدفون ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور ان کو احسن طریقہ سے الوداع فرمایا۔ جب تک ام المؤمنین بقیدِ حیات رہیں حضور نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ قتادہ کی روایت کے مطابق ام المؤمنین نے چھ افراد کو جنم دیا۔ اُن میں سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں سب سے پہلے قاسم پیدا ہُوئے۔ انہی کے نام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" ہے۔ جب کچھ چلنے لگے تو فوت ہو گئے دوسرے عبداللہ ہیں ان کو طیّب اور طاہر کہا جاتا ہے۔ وہ بھی کمسن فوت ہو گئے تھے زبیر نے کہا سب سے بڑے قاسم ہیں۔ اُن کے بعد زینب پیدا ہوئیں پھر عبداللہ

پیدا ہوئے وہ نبوت کے اظہار کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ میں فوت ہو گئے۔ ان کے بعد ام کلثوم پھر سیدہ فاطمہ پیدا ہوئیں۔ انھوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام قبول کیا اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کی۔ عبداللہ کو طیب طاہر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نزولِ وحی کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کو خوشخبری سنائی کہ ان کے لئے جنت میں موتیوں سے بنا ہوا مکان ہے جس میں کوئی شور و غوغا اور تعب و مشقت نہیں۔ (بخاری و مسلم) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام عورتوں سے بہتر خدیجہ بنت خویلد ہے۔ "مسلم" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ خدیجہ آرہی ہے اس کے ہاتھ میں برتن ہے جس میں کھانا ہے جب وہ آپ کے پاس آئے تو اس کو ان کے رب کی طرف سے سلام فرمانا اور میری طرف سے بھی سلام عرض کر دیں۔

ام المومنین خدیجہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرتی رہتی ہیں اور حضور کے اظہارِ نبوت سے قبل اور بعد میں آپ کی ہر بات میں تصدیق کرتی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے علی المرتضیٰ نے ایمان قبول کیا" یعنی کمسن لوگوں میں سے" نیز اُن سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مریم بنت عمران کے بعد سب سے افضل فاطمہ بنت محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" خدیجہ اور آسیہ ہیں رضی اللہ عنہن

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو خدیجہ کو یاد کرتے اور ان کی بہتر صفت و ثنا کرتے اسی طرح ایک روز آپ نے خدیجہ کو یاد کیا اور ان کی بہترین ثنا کی تو مجھے غیرت آئی۔ میں نے کہا خدیجہ ایک عورت ہی تو تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دی ہے۔

(اس میں ان کا اشارہ اپنی طرف تھا) یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے۔ حتیٰ کہ آپ کے بال شریف غصہ سے حرکت میں آگئے پھر فرمایا اللہ کی قسم اللہ نے اس سے بہتر بیوی مجھے نہیں دی۔ جب لوگوں نے کفر کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو اس نے میری تصدیق کی، جب لوگوں نے مجھے محروم کیا تو اس نے مال و دولت سے میری موافقت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے اولاد عطا فرمائی ہے، جبکہ دوسری عورتوں کی اولاد سے مجھے محروم رکھا۔ ام المومنین عائشہ نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا آئندہ ایسی بات ہرگز نہ کروں گی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے ان کے علاوہ آپ کا صاحبزادہ ابراہیم ہے وہ اور بیوی سے ہیں ان کے متعلق حضور نے فرمایا: "اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا" وہ اٹھارہ ماہ کی عمر شریف میں انتقال فرما گئے تھے۔ ان کے متعلق حضور نے فرمایا وہ رضاعت کی باقی ماندہ مدت چھ ماہ جنت میں پوری کریں گے۔" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اُمُّ المومنین سَوْدَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس قرشیہ ہیں۔ آپ کی والدہ شموس بنت قیس بن زید انصاریہ ہیں۔ ان کا پہلا شوہر سکران بن عمرو جب وہ فوت ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا۔ یہ پہلی عورت ہے جن سے حضور نے خدیجہ کے بعد نکاح کیا جبکہ ام المومنین اس وقت چھ برس کی تھیں اسی عمر میں ان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں نکاح کیا اور مدینہ منورہ میں ان کی رخصتی ہوئی"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سودہ کو خوف لاحق ہوا کہ حضور اُن کو طلاق دے دیں گے تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے طلاق نہ دیں مجھے اپنے پاس رکھیں۔ میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں" (ترمذی)

اور کہا میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مجھے آپ کی بیویوں میں اٹھائے ان کا جسم بھاری تھا اس لئے انھوں نے مزدلفہ کی رات حضور سے اجازت لی کہ لوگوں کے مزدلفہ سے نکلنے سے پہلے وہ منیٰ چلی جائیں تو حضور نے انہیں اجازت دے دی وہ کبھی کبھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتی تھیں۔ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئیں ان کی عمر ۵۴ سال تھی۔ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر صدیق عبد اللہ بن عثمان ہے رضی اللہ عنہم" ان کی والدہ ام رومان بنت عامر کنانیہ ہیں۔ وہ بعثت سے چار یا پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ ہجرت سے تین سال قبل اُن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں جب نو برس کی ہوئیں تو ماہ شوال میں ان کی رخصتی ہوئی۔ زبیر بن بکار نے کہا حضور نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین سال بعد عائشہ سے نکاح کیا جب اٹھارہ برس کی تھیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ ام المؤمنین عائشہ کے سوا کسی کنواری خاتون سے حضور نے نکاح نہیں کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ام عبد اللہ کنیت رکھی۔ عبد اللہ بن زبیر ان کے بھانجے تھے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ام المؤمنین عائشہ سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ اور عالمہ تھیں۔ زہری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں اور تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو عائشہ کا علم ان سے زیادہ تھا۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تمام لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے فرمایا عائشہ پھر میں نے کہا مردوں میں سے کون؟ فرمایا اس کا والد ابو بکر۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے کھانوں میں ثرید کی فضیلت ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا مجھے چند فضائل عنایت کئے

گئے ہیں جو کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئے۔ میں ساتویں سال میں داخل ہوئی تو حضور نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ جبرائیل علیہ السلام نے ریشمی کپڑے میں میری تصویر لپیٹ کر حضور کو پیش کی اور کہا یہ آپ کی بیوی ہے" گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی منگنی حضور سے کی" نو برس کی عمر میں میری رخصتی ہوئی، میں نے جبرائیل کو دیکھا۔ میں حضور کو سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ حضور مرض کے ایام میں میرے پاس رہے میرے گھر میں میری گود میں انتقال فرمایا اور میرے گھر میں مدفون ہوئے۔ میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ میرے سوا کسی عورت کے ماں باپ دونوں مہاجر نہیں جب مجھ پر منافقوں نے بہتان باندھا تو اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی آسمان سے نازل فرمائی "، حضور میرے ساتھ لحاف میں ہوتے تو آپ پر وحی نازل ہوتی۔ آپ رات نماز پڑھتے جبکہ میں آپ کے آگے جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی تھی۔ عمرو بن غالب نے کہا ایک شخص نے عمار بن یاسر کے پاس ام المؤمنین کے بارے سخت الفاظ کہے تو عمار نے کہا دفع ہو بُرے انسان بکتا ہے کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کو اذیت پہنچا رہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ جنت میں میری بیوی ہے۔ ام المؤمنین کو شعر کہنے میں بہت مہارت تھی جب بھی کوئی ضرورت درپیش ہوئی تو فوراً اشعار میں گفتگو کرتی تھیں۔ جن لوگوں نے ان کو بہتان لگایا اور اس کی مشہوری کی سب کو کوڑے مارے گئے۔ حسان بن ثابت اگرچہ قاذفین میں داخل تھے لیکن مشہوری میں داخل نہ تھے۔ جب حسان بن ثابت کی بصر جاتی رہی تو ام المؤمنین کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو ان کو اجازت دے دی جب وہ داخل ہوئے تو ام المؤمنین نے اس کا بہت اکرام و احترام کیا جب چلے گئے تو ام المؤمنین سے کہا گیا کیا یہ ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے بہتان باندھا تھا تو فرمایا کیا اس نے یہ نہیں کہا ہے ؎ فَاِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَهٗ وَ عِرْضِیْ ؏ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَاءٗ"

یہ بیت اس کے سارے گناہ بخش دے گا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اٹھاون ہجری کو سترہ رمضان میں منگل کی رات وفات پائی۔ اُنھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو رات دفن کیا جائے تو اس رات وتر کی نماز کے بعد بقیع میں دفن کیا گیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی زبیر کے دو بیٹے عبداللہ ، عروہ قبر میں اترے جبکہ ان کے ہمراہ قاسم بن محمد بن عبداللہ ابن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حفصہ بنت امیر المؤمنین عمر فاروق ہے ان کی والدہ زینب بنت مظعون ہے۔ پہلے حصن بن حذافہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ جنگِ بدر میں شریک تھے مدینہ منورہ میں فوت ہوگئے تو عدتِ وفات گزرنے کے بعد عمر فاروق نے ابوبکر صدیق سے ذکر کیا کہ اس سے نکاح کرلیں لیکن ابوبکر خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر عثمان غنی کی بیوی رقیہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں تو اُن سے کہا کہ وہ حفصہ سے نکاح کرلیں تو انہوں نے کہا ابھی میرا نکاح کرنے کا ارادہ نہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا عثمان سے بہتر شخص حفصہ سے نکاح کرے گا اور حفصہ سے بہتر سے عثمان نکاح کرے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کرلیا تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے کہا جب تم نے حفصہ سے نکاح کرنے کے متعلق مجھ کو کہا تھا اور میں خاموش رہا تھا۔ آپ کے دل میں غصہ آیا ہوگا۔ عمر فاروق نے کہا مجھے عثمان کی نسبت آپ پہ زیادہ غصہ تھا تو ابوبکر صدیق نے کہا آپ ناراض نہ ہوں۔ دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ کا ذکر کیا اور آپ کی خواہش تھی کہ حفصہ سے نکاح کرلیں لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر حضور نکاح نہ کرتے تو میں نکاح کرلیتا۔ ام المؤمنین عائشہ سے نکاح کے بعد حفصہ سے نکاح کیا۔ حفصہ بعثت سے پانچ برس پہلے پیدا ہوئیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المؤمنین حفصہ کو طلاق دی تو عمر فاروق کو یہ خبر پہنچی تو اُنھوں نے اپنے سر پہ مٹی ڈال کر کہا اس

کے بعد اللہ تعالیٰ عمر اور حفصہ کی کوئی پرواہ نہ کرے گا تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے عمر پہ رحم کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حفصہ سے رجوع فرمالیں۔ اُنھوں نے پینتالیس ہجری میں وفات پائی اسی سال معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے افریقہ فتح کیا تھا۔

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب ہے۔ ان کی کنیت نام سے زیادہ مشہور ہے۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ ہے۔ اظہارِ نبوت سے سترہ برس قبل پیدا ہوئیں۔ اُن کے حلیف عُبیداللہ بن جحش اسدی نے ان سے نکاح کیا۔ دونوں مسلمان ہونے کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں حبیبہ پیدا ہوئی اس کی نسبت ان کی کنیت ام حبیبہ ہے۔ حبشہ میں ان کا شوہر عبیداللہ بن جحش کو بُری حالت میں دیکھا تو میں گھبرائی صبح ہوئی تو اس کو مرتد پایا۔ میں نے اس کو خواب سے آگاہ کیا، لیکن اُس نے نظر انداز کردیا اور شراب پینے میں مصروف رہا حتیٰ کہ مرگیا پھر میں نے خواب میں ایک شخص دیکھا اُس نے مجھے ام المؤمنین کہا، یہ سُن کر میں گھبرائی میری عدت پوری ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ نجاشی کا قاصد مجھ سے اجازت طلب کرتا ہے وہ قاصد لڑکی تھی جس کا نام ابرہہ تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ حبشہ کے بادشاہ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ کسی کو وکیل بناؤ جو تمہارا نکاح کرے تو میں نے خالد بن سعید کو وکیل بنایا۔ اُس نے حضور سے میرا نکاح کیا اور نجاشی نے حضور کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ ابن سعد نے روایت کی کہ یہ سات ہجری کا واقعہ ہے اور یہی مشہور ہے۔ جن روایات میں مدینہ منورہ میں نکاح کا ذکر ہے وہ بعض علماء کے نزدیک تجدیدِ نکاح پر محمول ہے، کیونکہ فتح مکہ میں ابوسفیان نے اسلام قبول کیا پھر حضور سے ام حبیبہ کے ساتھ نکاح کرنے کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا ہاں تاکہ ابوسفیان مطمئن ہو، کیونکہ اُنھوں نے اپنی تسکین کے لئے تجدیدِ نکاح کرنے کو عرض کیا تھا وہ ان کا خیال تھا کہ ان کی بیٹی

نے باپ کی رضامندی سے نکاح نہیں کیا۔ جمہور علماء نے کہا ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں ہُوا تھا؛ کیونکہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ ابوسفیان کفر کی حالت میں مدینہ منورہ آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر شریف پر بیٹھ گیا تو ام حبیبہ نے ان کو یہ کہہ کر اُٹھا دیا کہ تو مشرک ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر پاک صاف ہے ،، اس سے واضح ہے کہ ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں ہُوا ہے یہی صحیح ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ نے چوالیس ہجری میں وفات پائی۔

ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبدمناف بن ہلال ہلالیہ مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اور ان پر بہت صدقات و خیرات کرتیں۔ اس لئے ان کو ام المساکین کہا جاتا تھا۔ پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جب وہ جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا وہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی مادر زاد ہمشیرہ تھیں۔ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر کے بعد حضور کے گھر آئیں۔ صرف دو یا تین ماہ شرفِ زوجیت کے بعد انتقال کر گئیں، جن ازواج کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجیت سے علیحدہ کر دیا تھا۔ ہم ان کو کثرتِ اختلاف کے باعث ذکر نہیں کرتے ہیں۔ آپ کی دو باندیاں ماریہ اور ریحانہ بنتِ زید تھیں۔ قتادہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ خواتین سے نکاح کیا۔ ان میں تیرہ کی رخصتی ہُوئی اور گیارہ کو رکھا۔ دنیا کو داغ مفارقت دینے کے وقت نو بیبیاں آپ کے پاس تھیں۔ رضی اللہ عنہن۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین ام سلمہ بنت ابی امیۃ حذیفہ بن مغیرہ قرشیہ مخزومیہ میں ان کا نام ہند ہے۔ ان کا نام معروف اور کنیت مشہور ہے اور ان کی والدہ عاتکہ بنت عامر ابن ربیعہ ہے۔ ابوامیہ کو زاد الرکب لقب دیا گیا تھا کیونکہ ہم سفر قافلہ کے کھانے

پینے کا تنہا کفیل ہوتا تھا۔ ام المؤمنین پہلے ابوسلمہ بن عبداللہ اپنے چچازاد کی بیوی تھی، اس کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی جب ان کا شوہر فوت ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کا پیغام بھیجا تو اُنھوں نے کہا اوّل تو میں معمّر ہوں دوسرے عیالدار ہوں تیسرے یہ کہ بہت غیور ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے زیادہ عمر رسیدہ ہوں، عیال کا خدا حافظ ہے۔ میں اللہ سے دعا کروں گا تو تمہاری غیرت اللہ تعالیٰ دُور کر دے گا پھر آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔

زیاد بن ابی مریم نے کہا کہ ام سلمہ نے اپنے شوہر ابوسلمہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ جنتی ہو اس کے بعد اس کی بیوی کسی سے نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں اکٹھا کرے گا۔ اسی طرح اگر عورت مر جائے اور شوہر باقی رہ جائے۔ ابوسلمہ نے کہا میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ تمہارے بعد میں شادی نہیں کروں گا تو بھی میرے بعد نکاح نہ کرنا کیا میری تابعداری کرو گی؟ ام سلمہ نے کہا اسی لئے تو میں نے تم سے مشورہ کیا ہے۔ ابوسلمہ نے کہا جب میں مر جاؤں تو نکاح کر لینا، پھر کہا اے اللہ! میرے بعد ام سلمہ کو مجھ سے بہتر شوہر دے جو اس کو نہ تو اذیت دے اور نہ ہی غمناک کرے جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: ابوسلمہ سے بہتر کون ہو گا پھر کچھ دیر ٹھہری تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کر لیا۔ یہ چار ہجری کا واقعہ ہے۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت خوبصورت اور بہت عقلمند اور بلند فکر و سوچ رکھتی تھیں۔ اس کی کامل عقل کی دلیل یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا سروں کا حلق کرو اور واپس مدینہ منورہ چلو تو صحابہ کرام بہت غمناک ہُوئے اور کسی نے حلق نہ کیا۔ حضور نے ام سلمہ سے واقعہ بیان کیا تو اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ حلق کریں اگر وہ نہیں کرتے تو ان کی مرضی۔ جب حضور نے حلق کیا تو تمام صحابہ کرام نے عجلت کے ساتھ

حلق کیے تاکہ احرام سے باہر ہوکر واپس جا سکیں۔ ابن حبان نے کہا ام المومنین ام سلمہ کو اکسٹھ ہجری میں خبر پہنچی کہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا ہے تو اس کے بعد وہ فوت ہو گئیں ان کی وصیت کے مطابق ولید بن عقبہ بن ابی سفیان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ام المومنین زینب بنت جحش اسدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ کی بیٹی ہے ان کے ساتھ تین ہجری میں نکاح کیا اس وقت پردہ کی آیت نازل ہوئی وہ اس سے پہلے زید بن حارثہ کی بیوی تھی جب اُس نے طلاق دی تو حضور نے ان سے نکاح کیا؛ چونکہ زید حضور کا متبنیٰ تھا اس کو لوگ حضور کا بیٹا کہتے تھے۔ قرآن کی آیت: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ، نازل ہوئی اور حضور نے اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر کے جاہلیت کے اس اعتقاد کو باطل کیا کہ متبنیٰ بیٹا ہوتا ہے اور وارث ہوتا ہے۔ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر اس بات میں فخر کیا کرتی تھیں کہ وہ حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اس کا حضور سے نکاح کیا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا | جب زید نے اس کو طلاق دی تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا" جبکہ دوسری بیویوں کے نکاح ان کے ولیوں نے کئے ہیں۔ وہ "مواہر قوامہ" تھیں اور مساکین پر صدقہ بہت کیا کرتی تھیں اُن سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ پہلے ان کا نام "برہ" تھا تو حضور نبی کریم نے نام تبدیل کر کے زینب رکھا۔

ایک دفعہ اُنھوں نے ام المؤمنین صفیہ کو یہودیہ کہا تو حضور سخت غضبناک ہوئے اور دو اڑھائی ماہ ذوالحجہ، محرم اور کچھ صفر اُن سے علیحدہ رہے۔ اس کے بعد وہی محبت و پیار رہا۔ ازواج نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے

آپ کو کون لاحق ہوگی تو فرمایا جس کا ہاتھ لمبا ہے تو اُنھوں نے ہاتھوں کی پیمائش کرنا شروع کر دی۔ زینب کا ہاتھ سب سے لمبا بایں معنی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کام کرتی تھیں اور صدقات و خیرات کیا کرتی تھیں۔ وہی سب بیویوں سے پہلے فوت ہوئیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کوئی عورت زینب سے بہتر نہیں دیکھی وہ بہت متقی پرہیزگار، سچی، صلہ رحمی کرنے والی اور بہت صدقات و خیرات کرنے والی تھیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے فرمایا زینب "اَوّاہہ" ہے ایک شخص نے کہا حضور اَوّاہہ کیا شئی ہے۔ فرمایا اللہ سے بہت ڈرنے والی اور گریہ زاری کرنے والی۔

واقدی نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر پینتیس (۳۵) برس تھی وہ بیس ہجری میں فوت ہوئیں۔ ان کی کل عمر ترپن (۵۳) بنتی تھی۔

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین میمونہ بنت حارث بن حزن ہلالیہ ہے ان کی والدہ ہند بنت عوف ابن زہیر ہے۔ ان کا پہلا نام برہ تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ نام رکھا پہلے وہ ابو رہم بن عبد العزیٰ کی بیوی تھی۔ جب ان کا شوہر فوت ہو گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا حضور سے ذکر کیا اور کہا اس سے نکاح کر لیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہجری کے ذوالقعدہ میں قضاء عمرہ کیا تو اس سے نکاح کیا۔ اس وقت آپ کا احرام تھا۔ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے کہ حضور نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ محرم تھے اور عمرہ ادا کر کے احرام کھولنے کے بعد تنعیم میں رخصتی ہوئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف مقام میں نکاح کیا اور وہ اسی مقام سرف میں اکاون ہجری میں فوت ہوئیں۔ یہ سب بیویوں سے آخر فوت ہوئیں۔

ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعیہ مصطلقیہ ہے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ ہجری میں بنی مصطلق سے جنگ کر کے ان کو قید کیا تو ان میں جویریہ بھی قیدی تھی۔ وہ مسافع بن صفوان مصطلقی کی منکوحہ تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی تقسیم کئے تو جویریہ ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ آئی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جویریہ بہت خوش طبع تھی جو بھی اس کو دیکھتا اس کی شوخی طبع اور ملاحت سے متاثر ہو جاتا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتابت میں استعانت کے لئے آئی میں نے اس کے آنے کو پسند نہ کیا کیونکہ اس کی فصاحت گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جویریہ حارث کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار ہے۔ مجھے مصائب نے احاطہ کر رکھا ہے جو آپ پہ مخفی نہیں اور میں نے اپنے مالک سے عقد کتابت کیا ہے۔ اس میں آپ سے مدد چاہتی ہوں حضور نے فرمایا میں اس سے بہتر مشورہ دیتا ہوں۔ تجھے آزاد کر کے تیرے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے منظور ہے۔ حضور نے اس کو خرید کر آزاد کرنے کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ جب لوگوں کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے کہا یہ خاندان بنی مصطلق تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال ہیں۔ ان کو ہم غلام نہیں رکھیں گے

تو انھوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جویریہ کی برکت سے ایک سو گھر کے قیدیوں کو غلامی کی قیود سے آزاد کر دیا ام المؤمنین نے کہا میں نے کسی عورت کو اپنی قوم کے لئے اس سے زیادہ برکت والی نہیں دیکھا۔ وہ پچاس ہجری میں فوت ہوئیں۔ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی ساری عمر پینسٹھ برس تھی۔

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا

صفیہ بنت حیی بن اخطب لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ان کا قبیلہ بنی نضیر ہے جو ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ پہلے وہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔ اس کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق نے اس سے نکاح کیا۔ وہ بھی خیبر کی جنگ میں قتل ہو گیا تو صفیہ قیدیوں میں دحیہ کلبی کے حصہ آئیں ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس لے کر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا "بخاری مسلم"

اس سے پہلے صفیہ نے خواب میں اپنی گود میں چاند دیکھا۔ یہ خواب اپنی ماں سے ذکر کیا تو اس نے اس کے چہرہ پر طمانچہ مارا اور کہا تو اپنی گردن عرب کے بادشاہ کی طرف لمبی کرتی ہے۔ اس طمانچہ کا نشان اس کے رخسارہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے تک رہا۔ حضور نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے وہ واقعہ بیان کیا کہ ان کی ماں نے طمانچہ مارا تھا۔

ابن سعد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ صفیہ کا اونٹ تھک کر چلنے سے عاجز ہو گیا۔ ام المؤمنین زینب کے اونٹوں میں زائد اونٹ تھا۔ حضور نے ان سے فرمایا صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا ہے۔ اگر تم اس کو اونٹ دو تو بہتر ہوگا۔ ام المؤمنین نے کہا میں اس یہودیہ کو اونٹ دوں؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحجہ، محرم اور صفر تین ماہ ان سے گفتگو نہ کی۔ حتیٰ کہ زینب آپ سے مایوس ہو گئی۔ ام المؤمنین صفیہ سے نکاح کے موقعہ پر حضور نے صحابہ کو کھجوریں کھلائیں۔ یہ آپ کا ولیمہ تھا۔ کنانہ مولیٰ صفیہ نے کہا اس کو ام المؤمنین نے بتایا کہ میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ مجھے عائشہ اور حفصہ کی باتوں کا علم ہو گیا تھا۔ میں نے حضور سے عرض کیا کہ عائشہ اور حفصہ نے میری سبکی کرتے

ہوئے یہ باتیں کی ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اُن سے یہ کہنا تھا تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو، جبکہ میرے شوہر محمد رسُول اللہ ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" باپ میرا ہارون اور چچا موسیٰ علیہما السلام ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض میں آپ کی بیویاں جمع ہوئیں تو صفیہ نے کہا آپ کی بیماری مجھے لگ جائے اور آپ شفایاب ہوں۔ دوسری بیویوں نے اس بات پر ایک دوسری کو اشارے کئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہاری آنکھوں کے اشارے دیکھے ہیں، بخدا یہ بات کہنے میں صفیہ سچی ہے۔ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا امیر معاویہ کے عہدِ خلافت میں باون (۵۲) ہجری میں فوت ہوئیں۔

بَنَاتُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ زینب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے بڑی ہیں۔ وہ اظہارِ نبوت سے چند سال قبل پیدا ہوئیں۔ ان کا بھائی قاسم بڑے ہیں یا چھوٹے ہیں اس میں حتمی رائے قائم نہیں۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد کے لڑکے ابوالعاص سے ان کا نکاح ہُوا۔ اُس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدستور زینب کو اس کے نکاح میں رہنے دیا اور اُن میں تفریق نہ کی۔ مشرکینِ مکہ نے ہرچند اس کو مجبور کیا کہ وہ زینب کو طلاق دے لیکن اُس نے ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرتے ہُوئے طلاق دینے سے انکار کیا۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مخلص تھے اور دلی طور پر آپ سے محبت کرتے تھے۔ وہ جنگِ بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھے اور بدر کے قیدیوں کے ساتھ وہ قید کر لئے گئے

تھے۔ جب اسارئ بدر کے متعلق فیصلہ ہُوا کہ ان کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے تو سیدہ زینب نے ان کے بھائی عمرو کو فدیہ کے لئے ہار دے کر بھیجا جو ام المؤمنین خدیجہ نے رخصتی کے وقت ان کو پہنایا تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہار دیکھ کر رقت طاری ہُوئی اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں کہ اس سے حضور کو خدیجہ یاد آئی تھی حضور نے صحابہ سے فرمایا اگر تم ہار واپس کر دو اور ابوالعاص فدیہ کے بغیر رہا کر دیا جائے تو اعتراض نہ ہوگا۔ سب نے کہا ہم بخوشی فدیہ لئے بغیر ابوالعاص کو آزاد کرتے ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ وعدہ کرو کہ زینب کو واپس کر دو گے؟ اس نے کہا جی ہاں ضرور واپس کر دوں گا۔ حضور نے فرمایا فلاں روز فلاں جگہ زینب کو لے آنا۔ حضور نے عثمان اور اسامہ کو وہاں بھیج دیا جو زینب کو مدینہ منورہ لے آئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کے طلاق نہ دینے پر پھر بدر کے بعد واپس کرنے پر اس کا شکریہ کرتے ہُوئے فرمایا ابوالعاص نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور پُورا کیا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہُوا تو ابوالعاص نے اسلام قبول کر لیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجدیدِ نکاح کے بغیر زینب کو ابوالعاص کے ساتھ رخصت کر دیا۔ وہ زینب سے محبت کرتا تھا۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں آٹھ ہجری میں وفات پا گئی تھیں۔ ابوالعاص سے اُنہوں نے علی اور امامہ کو جنم دیا۔ علی قریب البلوغ ہُوئے تو فوت ہو گئے اور امامہ سے سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے انتقال کے بعد حضرت علی نے نکاح کیا؛ پھر زینب کی وفات کے تھوڑی دیر بعد ابوالعاص بھی فوت ہو گیا،، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مغیرہ بن حارث نے امامہ سے نکاح کیا تو اس سے یحییٰ پیدا ہُوا وہ مغیرہ کی زندگی میں فوت ہو گئی۔"

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمیہ عثمان غنی کی زوجۂ محترمہ ہیں۔ یہ امر مسلم ہے کہ زینب سب سے بڑی صاحبزادی ہے، البتہ رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم میں اختلاف رائے ہے۔ محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب زینب پیدا ہوئی تھیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تیس برس تھی تینتیس برس کی عمر میں رقیہ پیدا ہوئیں۔ پہلے رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابولہب اور ان کی ہمشیرہ ام کلثوم کا عتیبہ بن ابولہب سے نکاح تھا۔ جب تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ، سورت نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا حضور کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دو، دونوں نے طلاق دے دی عدت گزرنے کے بعد حضرت عثمان غنی نے مکہ میں رقیہ سے نکاح کیا پھر دونوں ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے وہاں عبداللہ پیدا ہوا۔ اسی لئے حضرت عثمان کی کنیت ابوعبداللہ ہے جب وہ چھ برس کے تھے ان کی آنکھ میں مرغ نے چونچ ماری تو آنکھ زخمی ہوگئی۔ اس ورم سے بیمار ہوکر چار ہجری کو جمادی الاول میں فوت ہوئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور عثمان غنی نے قبر میں اُتارا۔ رقیہ بیمار ہوئی تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان کے پاس رہنے کی اجازت دی اور خود جنگ بدر کے لئے تشریف لے گئے۔ بدر کے موقعہ پر وہ فوت ہوگئیں اور جس روز زید بن حارثہ بدر میں فتح کی خوشخبری لائے اس روز ان کو دفن کیا گیا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے عتیبہ بن ابولہب کی منکوحہ تھیں ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا تو عتیبہ نے ابولہب کے کہنے سے ان کو طلاق دے دی تو رقیہ کے فوت ہوجانے

کے بعد حضرت عثمان نے تین ہجری میں ام کلثوم سے نکاح کیا۔ جب حفصہ بنت عمر فاروق بیوہ ہوئی تو عمر فاروق نے عثمان سے کہا کہ وہ حفصہ سے نکاح کریں چونکہ حضرت عثمان نے سنا تھا کہ حضور حفصہ سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں تو عثمان نے اس کو سربستہ راز رکھتے ہوئے کہا کہ میں نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا میں عثمان کو حفصہ سے بہتر کی طرف رہنمائی کرتا ہوں اور حفصہ کے لئے عثمان سے بہتر کی طرف راہنمائی کرتا ہوں پھر آپ نے حفصہ سے نکاح کرلیا جو یقیناً عثمان سے بہتر ہیں اور عثمان سے ام کلثوم کا نکاح کردیا جو یقیناً حفصہ سے بہتر ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کا عثمان سے ربیع الاول میں نکاح کیا اور تین ہجری کو جمادی الآخرہ میں رخصتی ہوئی ۹ نو ہجری میں انتقال فرماگئیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت علی، فضل اور اسامہ قبر میں اترے جبکہ ابوطلحہ انصاری بھی حضور سے اجازت حاصل کرکے قبر میں اتارنے والوں میں شریک ہوئے۔

سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام صاحبزادیوں سے چھوٹی اور حضور کی سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کعبہ کی تعمیر کے زمانہ میں پیدا ہوئیں جبکہ سیدعالم کی عمر شریف پینتیس ۳۵ برس تھی۔ آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پانچ سال بڑی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محرم کی پہلی تاریخ میں دو ہجری کو ام المؤمنین عائشہ کی مناکحت کے چار ماہ بعد سیدہ سے نکاح کیا۔ ان کے سوا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد آپ کی حیات طیبہ میں فوت ہوگئی تھی۔ سیدہ سے نکاح کے وقت حضور نے حضرت علی سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ جو فاطمہ کو دینا ہے۔ انھوں نے کہا کچھ نہیں فرمایا وہ حطمی

زرہ کہاں ہے جو بدر کی غنیمت سے لی تھی۔ حضرت علی نے وہ لوہے کی حطمی زرہ سیّدہ کو دی۔ عمرو بن دینار نے کہا ام المؤمنین عائشہ نے کہا میں نے حضور کے علاوہ کسی کو سیّدہ سے افضل نہیں دیکھا۔ اُن سے حسن و حسین، ام کلثوم اور زینب پیدا ہوئے سیّدہ کی زندگی میں حضرت علی نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد انتقال کر گئیں۔ اُنھوں نے کہا حضور نے مجھے رازداری سے کلام فرمایا کہ جبرائیل ہر سال ایک بار مجھ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ اس دفعہ دو بار کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات قریب ہے تو سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرے گی۔ میں تیرے لئے بہتر آگے جانے والا ہوں یہ سُن کر سیّدہ رونے لگیں تو فرمایا اے سیّدہ تو خوش نہیں کہ تو سارے جہانوں کی عورتوں سے افضل ہے۔ سیّدہ ہنس پڑیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے تو فرمایا اے فاطمہ تو سب جہانوں کی عورتوں سے افضل ہے۔ عرض کیا ابا جان! مریم بنت عمران کا حال کیا ہے۔ فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہے اور تو اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہے۔ میں نے تیرا نکاح اس شخص سے کیا جو دنیا و آخرت میں افضل ہے۔

جب حضور سفر سے واپس آتے تھے، تو مسجد میں نفل پڑھنے کے بعد سیّدہ کے پاس تشریف لے جاتے اس کے بعد ازواج مطہرات سے ملاقات فرماتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں پھر فرمایا تمھیں معلوم ہے کہ میں نے یہ کیا نشان لگائے ہیں؟ لوگوں نے کہا "اللہ و رسولہ اعلم!" فرمایا جنت کی عورتوں میں سے سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ آسیہ فرعون مصر کی بیوی تھی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کسی کو فاطمہ کے بغیر حضور سے مشابہ کلام کرتے نہیں دیکھا۔ جب وہ حضور کے پاس آتیں تو حضور کھڑے

ہو جاتے اور انہیں بوسہ دینے کے بعد مرحبا فرماتے تھے جیسے سیّدہ حضور سے کرتی تھی۔ ام المؤمنین عائشہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سیّدہ جیسا بہترین اندازِ گفتگو کسی میں نہیں دیکھا۔ جمیع بن عمیر نے کہا میں ام المؤمنین عائشہ کے پاس گیا تو اُن سے پوچھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا۔ اُنھوں نے کہا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ میں نے کہا مردوں سے کون آپ کو زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا سیّدہ کا شوہر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، میں نے جو اُن کے متعلق جانا ہے وہ اکثر صائم اور شب بیدار تھے۔

ام جعفر رضی اللہ عنہا نے کہا سیّدہ فاطمہ کرم اللہ وجہہا نے اسماء بنت عمیس سے کہا عورتوں سے جو معاملہ کیا جاتا ہے۔ میں اس کو اچھا نہیں جانتی ہوں عورت پر کپڑا ڈالا جاتا ہے۔ وہ عورت کے لئے حجاب نہیں ہوتا۔ اسماء نے کہا اے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر میں تمہیں وہ شئی نہ دکھاؤں جو میں نے حبشہ کی زمین میں دیکھا ہے پھر چند تر چھڑیاں کھجور کی منگوائیں۔ ان کو ایک دوسری کی طرف مائل کر کے اُن پر کپڑا ڈالا۔ شہزادی نے کہا یہ تو بہت اچھا ہے۔ اس کے ساتھ عورت مردوں سے ممتاز ہو جاتی ہے جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے تم نے اور علی نے غسل دینا ان کے علاوہ کوئی میرے پاس نہ آنے پائے جب وہ وفات پا گئیں تو ام المؤمنین عائشہ آئیں۔ اسماء نے کہا آپ تشریف نہ لائیں۔ ام المؤمنین نے ابوبکر صدیق سے شکوی کیا اور کہا یہ خشعمیہ ہمارے اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہوئی ہے اور ان کے لئے عروسی ہودج بنایا ہے۔ ابوبکر صدیق نے دروازے پر کھڑے فرمایا تو نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے سے کیوں روکا ہے اور تو نے دلہنوں کی شکل عروسی ہودج بنا رکھا ہے۔ اسماء نے کہا مجھے شہزادی نے اسی طرح فرمایا تھا کہ اُن کے پاس کوئی نہ آئے اور میں نے ان کو یہ بنا کر دکھایا تھا جبکہ وہ بقیدِ حیات تھیں تو اُنھوں نے اس کو بہت پسند کیا اور مجھے حکم دیا کہ اُن کے لئے وفات کے

وقت یہ بنایا جائے۔ ابوبکر صدیق نے کہا جو شہزادی نے فرمایا تھا وہی کرو پھر وہ واپس چلے گئے پھر اسماء اور حضرت علی نے سیدہ کو غسل دیا۔ ابوعمرو نے کہا سیدہ فاطمہ اسلام میں پہلی خاتون ہیں جنہوں نے نعش پر اس قدر پردہ کا اہتمام کروایا۔ اس کے بعد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی اس طرح بنوایا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدہ سب سے پہلے فوت ہوئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے صرف فاطمہ آپ کے بعد بقیدِ حیات رہیں۔ باقی ساری اولاد آپ کی حیات طیبہ میں وفات پاگئی تھی۔ وہ آپ کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں اور گیارہ ہجری تین رمضان مبارک میں منگل کی رات وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اور ان کی قبر میں وہ اور حضرت علی المرتضیٰ اور فضل بن عباس اترے تھے۔ سیدہ فاطمہ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انتیس برس کی عمر میں وفات پائی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

فاطمہ بنت اسد سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے اسلام قبول کیا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ پہلی ہاشمیہ ہیں جس نے ہاشمی کو جنم دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب حضرت علی کی والدہ فاطمہ فوت ہوئیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص پہنائی اور ان کی قبر میں ان کے ساتھ لیٹے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے یہ کیوں کیا ہے۔ فرمایا ابوطالب کی وفات کے بعد میرے ساتھ ان سے زیادہ کوئی مہربان نہ تھا۔ میں نے ان کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی ہے کہ انہیں جنت کی چادر پہنائی جائے اور ان کے ساتھ ان کی قبر میں اس لئے

لیٹا ہوں کہ ان پہ قبر کا حال آسان ہو۔"

فاطمہ بنت ضحاک

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ضحاک سے نکاح کیا جب تخییر کی آیت نازل ہوئی تو حضور نے اسے اختیار دیا تو اس نے دنیا اختیار کرلی اس لئے آپ نے اس کو اپنے سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد وہ خشک گوبر چنا کرتی تھی اور کہتی تھی۔ میں بدبخت ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے میں نے دنیا اختیار کیا۔ دحیہ کلبی کی ہمشیرہ اساف، خولہ بنت ہذیل اور اسماء بنت کعب جونیہ سے بھی نکاح کیا۔ عمرہ بنت یزید جونیہ سے نکاح کیا اور رخصتی سے پہلے اس کو طلاق دے دی۔ قبیلہ غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا اس کے جسم پر سفیدی دیکھی تو اسے اپنے گھر واپس کر دیا۔ اسی طرح امیمہ سے نکاح کیا تو اسے بھی اس کے گھر واپس کر دیا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا اعوذ باللہ منک۔ عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا اس کے پاس گئے تو اس کو طلاق دے دی۔ بنت صلت سے نکاح کیا وہ رخصتی سے قبل فوت ہوگئی۔ ملیکہ لیثیہ سے نکاح کیا اس کو بھی چھوڑ دیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیوی کے پاس جاتے تو سرِ مبارک پر کپڑا لٹکا لیتے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی اور نہ ہی آپ نے میری شرمگاہ دیکھی تھی۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی کے پاس جاتے تو سر ڈھانپ کر نیچی نظر رکھتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک زوجہ محترمہ کا مہر پانچ سو درہم تھا؛ البتہ ام حبیبہ کا مہر نجاشی نے خود ادا کیا تھا جو چار سو دینار تھا۔ صحیحین میں صفیہ کا مہر اس کا آزاد ہونا مذکور ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے شہزادہ قاسم ہیں انہی کے نام پر حضور کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ دوسرے شہزادہ عبد اللہ ہیں انہی کو طیب طاہر کہا جاتا ہے ان کے علاوہ چار شہزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ ہیں۔ رضی اللہ عنہن۔ شہزادے بچپن میں فوت ہو گئے اور شہزادیوں نے اسلام پایا۔ یہ ساری اولاد ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد سے تھی۔ رضی اللہ عنہا۔

تیسرے شہزادے ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ وہ مدینہ منورہ میں ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا ہوئے اور اٹھارہ ماہ بعد فوت ہو گئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ رضاعت کی باقی مدت جنت میں پوری کریں گے۔ (بخاری)

سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کے سوا ساری اولاد حضور کی حیات طیبہ میں انتقال کر گئی۔ سیدہ حضور کے وصال کے بعد سات ماہ بقید حیات رہیں۔

زینب ابوالعاص بن ربیع کی بیوی تھی۔ ان سے علی پیدا ہوئے جو بچپن میں فوت ہو گئے

امامہ: امامہ بنت زینب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نکاح کیا۔ اُن کے شہید ہو جانے کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب نے نکاح کیا۔ اُن سے یحییٰ پیدا ہُوا۔ سیدہ فاطمہ حضرت علی المرتضیٰ کی منکوحہ تھیں ان سے حسن و حسین اور محسن پیدا ہوئے۔ محسن بچپن میں فوت ہو گئے۔ رقیہ، زینب اور ام کلثوم تینوں کو سیدہ فاطمہ طاہرہ نے جنم دیا۔ رقیہ تو بلوغ سے قبل فوت ہو گئیں اور زینب سے عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا اُن سے علی پیدا ہوئے پھر وہ فوت ہو گئیں۔ ام کلثوم سے حضرت عمر فاروق نے نکاح کیا ان سے زید پیدا ہُوا۔ عمر فاروق کے شہید ہو جانے کے بعد عوف بن جعفر نے نکاح کیا۔ عوف کی وفات

کے بعد ان کے بھائی محمد نے نکاح کیا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے بھائی عبد اللہ نے اُن سے نکاح کیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہزادی رقیہ سے امیر المؤمنین عثمان بن عفان نے نکاح کیا ان سے عبد اللہ پیدا ہوئے۔ جس روز زید ابن حارثہ بدر میں فتح کی خوشخبری لائے تھے وہ اس روز فوت ہوئی تھیں پھر ان کی ہمشیرہ ام کلثوم سے حضرت عثمان نے نکاح کیا۔ وہ نو (۹) ہجری کے شعبان میں انتقال فرما گئیں اس سے پہلے وہ عتبہ بن ابولہب کی بیوی تھیں۔ اس کے طلاق دینے کے بعد امیر المؤمنین عثمان نے اُن سے نکاح کیا تھا۔



سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا اور انہیں زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات عطا فرمائے لیکن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دیگر نبیوں کے معجزے ان کی زندگی تک محدود تھے۔ ان کو دیکھ کر لوگ ایمان لاتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم معجزہ عطا فرمایا جس نے اپنی حیثیت تسلیم کرانے کے لئے عظیم بلغاء اور فصحاء کو للکارا کہ اس قرآن کی مثل چھوٹی سی صورت لاؤ اور ببانگ دہل فرمایا کہ قیامت نہ لا سکو گے، چونکہ قرآن کریم ایسا عظیم معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا اور لوگ اس پر ایمان لاتے رہیں گے اس لئے حضور نے فرمایا میرے تابعدار تمام نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہوں گے۔ یہاں آپ کے چند معجزے ذکر کرتے ہیں۔ "مسلم"



شقِ قمر

مشرکوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ نبوت کے دعویٰ میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر پڑا اور دوسرا ٹکڑا مقام قیعان پر گرا اور حراء دونوں کے درمیان تھا۔ یہ معجزہ ہجرت سے پانچ برس قبل منیٰ کے وسیع میدان میں جمعرات کے رُونما ہُوا۔ حضور نے ابو بکر صدیق اور دیگر صحابہ سے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ۔

اعجازِ شقِ قمر روحانی قوت پر مبنی ہے جو جملہ عالم میں تصرف کر سکتی ہے کیونکہ روحِ واحد کثیر ابدان میں تصرف کر سکتی ہے۔ مثلاً انسانی روح بدن اور تمام اعضأ میں متصرف ہے۔ زبان کا نطق اعضاء کی حرکت آنکھوں کی رؤیت کانوں کی سماعت میں روح کا تصرف ہے۔ اسی لئے روح کے جُدا ہونے سے بدن اور تمام اعضأ معطل ہو جاتے ہیں۔ انسانی روح سے قوی تر روح بھی فرض کر سکتے ہیں جو بدن میں تصرف کی طرح گھر اور در و دیوار میں تصرف کرے وہ بدن انسانی کے اعضاء کی طرح گھر کی شرقی دیوار کو غربی کر دے اور غربی کو شرقی یہ اس کے لئے آسان تر تصرف ہے۔ اسی طرح اس سے قوی تر روح ہو سکتی ہے جو تمام ملک میں تصرف کرے اور ایسی قوی تر روح بھی ہو سکتی ہے جو ساری زمین اور تمام عناصر میں تصرف کرے، ایسے ہی تمام افلاک میں تصرف کرے مثلاً روح جبرائیل علیہ السلام کے لئے تمام افلاک اور عناصر بمنزلہ بدن ہیں اور وہ سات آسمانوں کو محیط ہے؛ چنانچہ فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبریل کو دیکھا اُس نے تمام افق کا احاطہ کئے ہُوئے تھا۔ اسی لئے اس کا مقام تمام آسمانوں سے اُوپر سدرۃُ المنتہیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے

ہے کہ جب یُوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا تو جبرائیل کو حکم ہُوا کہ اَدْرِکْ عَبْدِیْ یُوْسُفَ۔ میرے بندے یوسف کو جلدی پکڑ لے ابھی وہ پانی کی سطح تک نہ پہنچے تھے کہ جبرائیل نے یوسف علیہ السلام کو پکڑ کر آرام سے رکھ دیا۔ اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ جبرائیل علیہ السلام سات ہزار سال کی مسافت طے کرکے چاہِ کنعان میں چشم زدن میں پہنچے تھے بلکہ سات آسمان اور جملہ عناصر اس کے اعضاء کی مانند ہیں وہ اس عالم میں ایسے تصرف کرتے ہیں جیسے روحِ انسانی بدن میں تصرف کرتی ہے۔ گویا کوئی شئی جبرائیل علیہ السلام کے عقدِ گردن سے نیچے گری ابھی سینہ تک پہنچی کہ اسے ہاتھ سے پکڑ لیا ایسے ہی ملکِ جبال پہاڑوں میں تصرف کرتا ہے۔ اسی لئے جب فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی اذیت سے مغموم تھے تو پہاڑوں کے فرشتہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر حکم فرمائیں تو کافروں پر صفا، مروہ کی پہاڑیاں گرا کر انہیں ہلاک کر دوں۔ نصِ قرآن سے بھی روحانی قوت کی جھلک ظاہر ہے کہ جب یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لئے کہا تو جبرائیل علیہ السلام نے کوہِ طور اِن پر کھڑا کر دیا۔ قرآن کریم میں ہے: "وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ"، ایسے ہی لوط علیہ السلام کی قوم کو زمین سمیت آسمان کے قریب لے گئے۔ پھر وہاں سے الٹ دیا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا"، ہم نے ان کے اُوپر کو نیچے کر دیا، پھر ان پر اُوپر سے پتھر برسائے۔ ان آیات سے واضح ہے کہ روحِ جبرائیل علیہ السلام کا جملہ عالم میں تصرف ہے۔ اس مفہوم کا تصوّر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کے معجزات اور کرامات کی اساس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روحِ نبی و ولی بدن سے خارج ایسے ہی متصرف ہے؛ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قضاءِ حاجت کے وقت درختوں کو اشارہ کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں اور پردہ کریں اور فارغ ہونے کے بعد اشارہ کرنا کہ اپنی اپنی جگہ چلے جائیں

یہ روحانی تصرف ہے۔ بوصیری کہتے ہیں :۔

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً ٭ تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ

آپ کے بلانے سے درخت سجدہ کرتے ہوئے آئے جو قدم کے بغیر ایک ساق پر آپ کی طرف چلتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو اسلام قبول کرنے کے لئے فرمایا تو اس نے کہا آپ کے اس ارشاد پر کوئی شاہد ہے۔ فرمایا ہاں یہ درخت گواہی دے گا پھر حضور نے درخت کو اشارہ کیا وہ فوراً چلتا ہوا حاضرِ خدمت ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اسلام کی حقانیت پر شہادت طلب فرمائی تو اس نے تین بار حضور کے ارشاد پر شہادت دی۔ پھر اپنے مقام کی طرف لوٹ گیا۔ ایک درخت آیا اور حضور کے پاس کھڑا ہو گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اس نے کوئی بات کی۔ پھر حضور نے فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی تھی کہ مجھے سلام کہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی۔ ایسی بے شمار امثال ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ کون میں تصرف حاصل ہے۔ اور آپ کی رُوحِ مقدس تمام جہانوں کی جان ہے، لہٰذا وہ تمام عالم میں متصرف ہے، اسی لئے حضور نے ایک اشارے سے شقِ قمر کر دیا۔ اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حضور کا انتہائی کمال تھا بلکہ یہ ضرورت کا مقتضیٰ تھا جو کفار کی استدعا پر پورا کیا گویا کہ ناخن کے کونے میں فُضلۂ ناخن کو ناخن سے جُدا کر دیا، جب ارواح کا سلسلہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدس پر ختم ہوتا ہے اور آپ کی روحِ مقدس تمام ارواح کی جان ہے جس کے اُوپر کوئی اور مرتبہ نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ جس کے لئے مثلِ اعلیٰ ہے۔ بمنزلہ جان روحِ مصطفیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ ،، میری زمین اور میرا آسمان

مجھے سما نہیں سکتے، لیکن مجھے میرے مومن بندے کا دل سماتا ہے۔ سبحانہ ما اعظم شانہ ،،

؎ لشکر حسنت نگنجد در زمین و آسمان ٭ من درین فکرم کہ اندر سینہ چوں جا کردہ

اس کے علاوہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار ہیں ؛ چنانچہ قریش کے سرداروں نے حضور کو قتل کرنے کا قصد کیا تو آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے تو سب نے نظریں نیچی کر لیں اور ان کی ٹھوڑیاں سینوں سے مل گئیں۔ حتیٰ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر کھڑے ہوئے اور مٹی کی مٹھی لے کر ان کے سروں پر پھینکی اور فرمایا ؛ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ،، جن لوگوں کے سروں پر وہ مٹی گری وہ تمام بدر کی جنگ میں قتل ہو گئے۔

○ حُنین کی جنگ میں مٹی کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ پھیر دیئے اور وہ بھاگ نکلے۔

○ ہجرت کے موقعہ پر جب حضور مکہ مکرمہ سے نکل کر غارِ ثور میں تشریف فرما ہوئے تو غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے جب سراقہ بن مالک نے ہجرت کے وقت آپ کا تعاقب کیا تو حضور کے فرمانے سے اس کا گھوڑا زمین میں پیٹ تک دھنس گیا۔ (بخاری)

○ ام معبد کی بکری کا دودھ خشک ہو گیا تھا اور وہ چلنے سے عاجز ہو گئی تھی۔ حضور نے اس پر ہاتھ رکھ کر دودھ دوہا اور ام معبد کے سارے برتن دودھ سے بھر دیئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اُن کا سینہ نُورِ ایمان سے بھر جائے اور اُن کے ذریعہ اسلام کو غلبہ ہو۔ خیبر کی جنگ میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے لئے دعا فرمائی جبکہ وہ آشوبِ چشم کے مریض تھے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکھے اور ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالی تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے اور انہیں کبھی بھی سردی اور گرمی نہ لگی تھی۔

حتیٰ کہ وہ سردیوں میں باریک اور گرمیوں میں موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ اس کے بعد حضرت علی کی آنکھوں میں کبھی درد نہ ہُوا۔

○ ایک جنگ میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ پر تیر لگا اور آنکھ باہر نکل کر رخسار پر آگئی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ کر لعابِ دہن لگایا تو وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی اور اس آنکھ کی رؤیت کبھی کمزور نہ ہُوئی تھی۔

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین میں سمجھ اور قرآن کے ظاہر و باطن کا علم عطاء فرمائے (بخاری) حضور کی دعاء سے ابن عباس رضی اللہ عنہما رئیس المفسرین اور حبرِ امت ہو گئے۔ علامہ سیوطی نے ذکر کیا کہ ابن عباس کا بیان ہے کہ اگر ان کے اونٹ کی رسّی گم ہو جائے جس سے وہ اس کا گھٹنا باندھتے ہیں۔ اس کو قرآن میں تلاش کر لیتے ہیں کہ رسّی کہاں پڑی ہے۔ (اتقان)

○ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے سست اونٹ کے لئے دعاء فرمائی تو پہلے اس کا یہ حال تھا کہ سب سے پیچھے رہتا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دعاء فرمانے کے بعد وہ سب سے آگے جانے لگا۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے طویل عمر اور کثرتِ مال کی دعاء فرمائی تو ان کی عمر بہت لمبی ہُوئی اور بہت بڑے مال دار ہو گئے۔

○ حضرت جابر بہت مقروض تھے قرض لینے والوں نے بہت تنگ کیا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی کھجوروں کے لئے دعاء فرمائی تو جابر کا سارا قرضہ اُترنے کے بعد تیرہ وسق کھجور بچ رہیں۔

○ ایک دیہاتی جمعہ کے روز آیا جبکہ حضور صحابہ سے خطاب فرما رہے تھے اعرابی نے قحط سالی کی شکایت کی اور بارش کی استدعاء کی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بارش کی دعاء فرمائی تو ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی۔ (بخاری)

○ ابولہب کے شقی اور بدبخت لڑکے عُتبہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی کو طلاق دی تو حضور نے اس کے لئے بددعاء فرمائی کہ اس کو جنگل کا شیر چیر پھاڑ دے تو اس کو شام میں شیر کھا گیا۔

○ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اعرابی کو اسلام قبول کرنے کے لئے کہا تو اُس نے کہا آپ کے دعویٰ کا کوئی گواہ ہے؟ فرمایا ہاں یہ درخت گواہی دے گا کہ اسلام حق مذہب ہے۔ پھر اس کو اشارہ سے بلایا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے اسلام کی صداقت اور آپ کی نبوت کی گواہی طلب کی تو اُس نے تین بار گواہی دی۔ پھر اپنے مقام کی طرف واپس لوٹ گیا۔

○ ایک شخص کو حکم فرمایا کہ کھجور کے درختوں میں جائے اور اُن سے کہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو جاؤ وہ جمع ہو گئے جب آپ نے قضاءِ حاجت فرمائی تو اس شخص سے فرمایا ان درختوں سے کہو کہ اپنی جگہوں میں چلے جائیں۔

○ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہُوئے تو پتھروں اور درختوں نے حضور سے عرض کیا: السلام علیک یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم!

○ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں اس درخت کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھے سلام کہا کرتا تھا۔

○ ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر تیار ہو گیا اور حضور اس پر تشریف لے گئے تو ستون رونے لگا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس آئے اور اس سے پیار کرتے ہُوئے فرمایا تو کیا چاہتا ہے تجھے اسی باغ کا درخت کر دوں جس میں تو تھا یا تجھے جنت کا درخت کر دیں جنتی تیرا پھل کھایا کریں گے۔ (بخاری)

○ کنکریاں آپ کی مشت میں تسبیح کہا کرتی تھیں۔

○ ایک یہودیہ عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو کھلانا چاہا تو بکری کے گوشت سے آواز آئی کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے (بخاری)

○ ایک اونٹ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کا مالک اسے چارہ کھلانے کو کم دیتا ہے اور کام زیادہ لیتا ہے۔

○ ایک ہرنی نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ اسے جال سے خلاصی کرادیں۔ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی اور شہادتین سے کلام کیا۔

○ جنگ بدر میں ایک روز پہلے فرمایا فلاں فلاں جگہ فلاں فلاں کافر گر کر مریں گے چنانچہ وہ سر مُو ادھر اُدھر ہو کر نہ گرے (بخاری)

○ ارشاد فرمایا میری امت میں سے ایک لشکر سمندر میں غزوہ کے لئے سفر کرے گا اور ام حرام بنت ملحان ان میں سے ہوگی تو وہی ہوا جو فرمایا تھا۔ (بخاری)

○ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ بلوہ میں شہید ہوں گے؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: یہ بچہ مسلمانوں کے دو عظیم لشکروں میں صلح کرانے کا سبب ہوگا؛ چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے دونوں عظیم لشکروں میں مصالحت کرادی (بخاری)

○ عنسی کذاب کے قتل ہونے اور جس نے قتل کیا تھا کی خبر دی جبکہ وہ صنعاء میں تھا۔

○ ثابت بن قیس سے فرمایا تو اچھی زندگی بسر کرے گا اور شہید قتل ہوگا؛ چنانچہ وہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگیا۔

○ ایک شخص مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جاملا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ وہ مرگیا ہے تو حضور نے بددعا فرمائی کہ اس کو زمین اپنے اندر جگہ نہ دے؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اس کو دفن کیا جاتا تھا زمین باہر پھینک دیتی تھی (بخاری)۔

○ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تجھے دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہ ہو اس کے بعد وہ دایاں ہاتھ منہ کی طرف نہیں اٹھا سکتا تھا۔

○ فتح مکہ کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کعبہ میں بُت دیواروں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ حضور کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ نے ان کی طرف چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "حق آیا اور باطل گیا" وہ تمام بت نیچے گرگئے۔

○ گوہ نے حضور کی نبوت کی گواہی دی۔

○ خندق کے روز ایک صاع (۴½ سیر) جَو سے سارا لشکر سیر ہوگیا۔ جبکہ کھانا پہلے سے بھی زیادہ نظر آتا تھا۔

○ ایک سفر میں صحابہ کے کھانے ختم ہوگئے تو انہوں نے اونٹ کھانے شروع کردیئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طرح کھانے سے اگر اونٹ ختم ہوگئے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ ان سے بچا ہوا طعام دسترخوان پر جمع کرکے اس پر دعا فرمائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کچھ بچا ہوا معمولی سا کھانا جمع کیا گیا۔ حضور نے اس پر دعا فرمائی تو سارا لشکر اپنے برتنوں میں آنے تک وہ کھانا کھاتا رہا۔ (مسلم)

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مٹھی میں کچھ کھجور لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان پر برکت کی دعا فرمائیں حضور نے دعا فرمائی۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں اس سے نکالے۔ ہم اس سے کھاتے اور کھلاتے تھے حتیٰ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ختم ہوئیں۔

○ اصحاب صفہ کے تھوڑے سے ثرید کے لئے دعا فرمائی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

نے کہا میں اُونچا ہونے کی کوشش کرتا تھا کہ حضور مجھے بُلائیں گے، جبکہ اصحابِ صفہ کھا کر چلے گئے؛ حالانکہ پیالہ میں صرف ایک لقمہ کی مقدار ثرید تھا جو اس کے کونوں میں لگا ہُوا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جمع کر کے اپنے ہاتھ مبارک پر رکھا اور فرمایا اللہ کے نام سے کھاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اس سے سیر ہو گیا۔

○ ایک سفر میں پانی ختم ہو گیا تو حضور نے قلیل ترین پانی میں انگلیاں رکھیں تو اُن سے چشمہ کی طرح پانی بہنے لگا۔ سارے لشکر نے سیر ہو کر پانی پیا اور وضوء بھی کیا، حالانکہ لشکر میں پندرہ سو افراد تھے (بخاری)

○ غزوہ تبوک میں پانی کے پاس تشریف لائے جو ایک شخص کو سیر نہ کر سکتا تھا۔ اور لوگ بہت پیاسے تھے اُنھوں نے پیاس کی شکایت کی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکش سے ایک تیر نکال کر اس تھوڑے سے پانی میں رکھا تو پانی جوش مارنے لگا۔ صحابہ کرام پانی سے خوب سیراب ہُوئے جبکہ وہ تین ہزار افراد تھے۔ لوگوں نے شکایت کی کہ پانی نمکین ہے۔ حضور صحابہ کرام کے ساتھ اُن کے کنوئیں پر تشریف لائے اور تالاب پر کھڑے ہو گئے پھر اس میں لعابِ دہن ڈالا تو پانی میٹھا ہو کر بہنے لگا۔

○ ایک عورت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بچہ لے کر آئی جس کے سر پہ بال نہ تھے اور وہ گنجا تھا۔ حضور نے اس کے سر پہ ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کا گنج جاتا رہا اور خوبصورت بال نکل آئے۔ یمامہ والوں نے یہ سنا تو ایک عورت مُسیلمہ کذاب کے پاس بچہ لائی۔ مسیلمہ نے اس کے سر کو مَس کیا تو بچہ گنجا ہو گیا۔ اس کے سر کے بال جاتے رہے جو اس کی نسل میں باقی رہا کہ جو بھی بچہ اس کی نسل سے پیدا ہوتا تھا گنجا ہوتا تھا۔

○ بدر کی جنگ میں عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکڑی کی شاخ دی تو وہ عکاشہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی پھر بہت مدت تک اس کے پاس رہی۔

○ خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر خندق میں ظاہر ہُوا جس کو توڑنے سے صحابہ قاصر ہو گئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مِعْوَل ہاتھ میں لے کر پتھر کو مارا تو وہ ریت کی طرح ذرہ ذرہ ہو گیا۔

○ ابو رافع کے قدم پر سخت چوٹ آگئی حضور نے اس پر دستِ اقدس پھیرا تو درد جاتی رہی گویا کہ چوٹ آئی ہی نہیں "

فصاحت و بلاغت

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ میں جادو کا غلبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جادو کی جنس کا معجزہ عطا فرمایا؛ چنانچہ سمندر کو دو حصّے کر دیا۔ اس سے بنی اسرائیل آرام سے گزر گئے۔ جادوگروں نے رسّیوں کو جادو کے ذریعہ سانپ بنا دیا جو دیکھنے والے کی نگاہ میں متحرک نظر آتے تھے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے اپنا عصا ان میں پھینک دیا جو اژدہا کی طرح اژدہا بن کر سب کو نگل گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ میں طب کا غلبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السّلام کو اس کی جنس کا بیماروں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت شہرۂ آفاق تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن عطا فرمایا جو اپنی عظمت کے سبب فصاحت و بلاغت کے مراتبِ قصویٰ پر مشتمل ہے جس کے مقابلہ میں عرب کے بلغاء عاجز ہو گئے اور اُنھوں نے قرآن کی فضیلت کا اقرار کر لیا۔ حتیٰ کہ بعض بلغاء نے اقرار

کیا کہ بخدا یہ بشر کا کلام نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ ولید بن مغیرہ کے پاس چند قریش جمع ہو گئے جبکہ ان میں ولید معمّر تھا، چونکہ حج کا موسم تھا دور دراز سے لوگ مکہ میں آ رہے تھے اس لئے ولید نے اُن سے کہا عرب کے وفد تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ اُنھوں نے جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سُنا ہے تم آپ کے بارے میں کوئی مستحکم رائے قائم کرو جس کے باعث ہم آنے والے وفود کو مطمئن کر سکیں اور اس رائے میں کسی کا اختلاف نہ ہو جو اس کے استحکام میں اثر انداز ہو اور تم ایک دوسرے کی تکذیب کرنے لگو۔"

قریش نے کہا تم خود ہی کوئی مضبوط رائے ظاہر کرو۔ ولید نے کہا اس طرح نہیں بلکہ تم بات کرو میں سنوں گا۔ اُنھوں نے کہا جب وفد ہم سے حضور کے متعلق استفسار کریں گے تو ہم کہیں گے یہ کاہن ہیں ان کے پاس جن آتا ہے۔ ولید نے کہا وہ کاہن نہیں کیونکہ میں نے کاہنوں کو دیکھا ہے۔ آپ کا کلام کاہنوں اور جادوگروں کے کلام سے بالاتر ہے۔ قریش نے کہا ہم کہیں گے یہ مجنون ہے۔ ولید نے کہا یہ بات بھی صحیح نہیں میں نے مجنوں دیکھے ہیں اور میں جنون کو پہچانتا ہوں ان میں جنون کی کوئی شئی نہیں۔ قریش نے کہا ہم کہیں گے کہ یہ شاعر ہے۔ ولید نے کہا وہ شاعر نہیں میں شعر کو خوب جانتا ہوں اُنھوں نے کہا ہم کہیں گے یہ جادوگر ہے۔ ولید نے کہا یہ مت کہو میں جادوگروں اور جادو کو اچھی طرح پہچانتا ہوں وہ جادوگر نہیں۔"

جب قریش اپنے ظنون ختم کر چکے تو اُنھوں نے ولید سے کہا تم ہی بتاؤ کہ ہم وفود سے کیا کہیں۔ ولید نے کہا خُدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم "شیریں کلام ہیں ان کے بارے میں جو بھی تم کہو گے بے کار ہو گا، البتہ تم جادوگر کو کہہ سکتے ہو مکہ میں آنے والے لوگوں سے کہو یہ جادوگر ہے جو بیوی خاوند میں تفریق کر دیتا ہے۔ اس رائے

پر وہ اتفاق کر کے چلے گئے۔ نضر بن حارث کہا کرتا تھا۔ اے قریش! تم پر ایک شئی نازل ہُوئی۔ اس جیسی شئی میں تم کبھی مبتلا نہیں ہُوئے اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر نہیں نہ کاہن ہیں اور نہ شاعر و مجنون ہیں۔

عتبہ بن حارث جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے قرآن پاک کی یہ آیات حٓمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ...... اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً "تک تلاوت فرمائیں تو عتبہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور اب رُک جائیں اور رحم کا واسطہ دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا، مجھے خطرہ ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو گا۔ بیضاوی نے ذکر کیا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فصحاءِ عرب پر قرآن کریم پیش کیا جو انہی الفاظ میں نازل ہُوا جن الفاظ میں وہ باہم گفتگو کرتے ہیں۔ اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو وہ ایک دوسرے کا تعاون اور قوتِ فصاحت کے باوجود یکسر اس جیسا کلام بنانے سے عاجز نہ ہوتے" جب وہ قرآن سن کر حیران ہُوئے اور قرآن نے اپنی فصاحت و بلاغت سے ان کو مدہوش کر دیا اور وہ اس کا معارضہ کرنے سے عاجز ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کہتے ہو یہ اللہ کا کلام نہیں اور اس میں شک کرتے ہو تو اس جیسی چھوٹی سے چھوٹی سورت بنا لاؤ، لیکن تم ایسا ہرگز نہ کر سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان قیامت تک آنے والوں کے لئے ہے۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جو لوگ قرآن کا انکار کرتے ہیں جب ان کے کانوں تک یہ اعلان پہنچا تو اُنہوں نے اس کی مثل لانے میں ساری طاقتیں صرف کر دیں جب وہ عاجز ہو گئے تو آپ کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان کے عجز کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی طویل سورت لانے سے اعراض کیا، کیونکہ لمبی سورت بنانے میں کلمات فصیحہ اور کلام بلیغ لانے میں دشواری ہوتی ہے اس لئے فرمایا کوئی چھوٹی سورت بنا لاؤ تو اُنھوں نے سُورۂ فیل کا معارضہ کرتے ہُوئے

بے بس ہو کر کہا :-

الفیل وما ادراك ما الفیل لہٗ ذنب وبیل وخرطوم طویل وان ذالك من خلق ربنا القلیل	ہاتھی تمہیں کیا معلوم کہ ہاتھی کیا ہے اس کی دم چھوٹی اور سونڈ لمبی ہے

ایسا ہمارے رب کی مخلوق میں بہت کم ہے۔"

ایسا درجۂ اعتبار سے ساقط کلام کرتے ہیں وہ رسواء زمانہ ہوئے اور قرآن کے اعجاز کا اعتراف کیا، کیونکہ قرآن کریم میں پہلی امتوں کے حالات اور نبیوں کی سیر تیں کو ہیں جو ایسی ذات ستودہ صفات نے ذکر کئے ہیں جو بے پڑھے شخص سے محال ہیں پھر اس میں غیب کی خبریں ہیں جو یقیناً وقوع پذیر ہوئیں پھر اس میں اختلاف اور تناقض بھی نہیں۔ اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا اس میں بہت اختلاف ہوتا۔ اس میں تحریف اور تبدیل بھی ناممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان سے پڑھا نہیں۔ آپ اُمّی ہیں۔ بایں ہمہ آپ نے اہلِ کتاب کو خبردار کیا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات تورات وانجیل میں ہیں۔ اگر ان میں حضور کی صفات نہ ہوتیں تو یہی ان کے انکار کے لئے کافی تھا، وہ اس کا انکار تو نہ کر سکے، البتہ تورات کی تحریف وتغییر کرنا شروع کی اور رسوائے زماں ہوئے۔" اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ قبیح حرکت قرآن کریم میں اس طرح ذکر فرمائی۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَكْسِبُوْنَ ،،	تو ان لوگوں کے لئے خرابی ہے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے

اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے "۔

چونکہ تورات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو ان کے مطابق پائیں گے تو فوراً ایمان لے آئیں گے اور اپنے علماء اور رؤسا کو چھوڑ دیں گے اس اندیشہ کے پیش نظر انھوں نے توریت میں تحریف وتغییر کر ڈالی اور حضور کا حلیہ شریف بدل دیا تاکہ ان کی سرداری نہ مٹے اور ان کی روزی نہ جاتی رہے۔

حضرت جابر کے لڑکے زندہ کرنا اور طعام زیادہ ہو جانا

امام بخاری نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم خندق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمارے پاس بکری کا بزغالہ تھا جو موٹا تازہ تھا میں نے خیال کیا اگر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا پکائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ آپ کے چہرۂ انور سے بھوک کے آثار نمودار ہیں، چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا تو اس نے کچھ جو پیسے اور اس سے روٹیاں پکائیں اور میں نے بزغالہ ذبح کیا اور اس کا گوشت پکایا شام کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے واپس جانے لگے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بزغالہ ذبح کیا ہے اور کچھ جو کے آٹے سے روٹیاں پکائی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما ہوں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں" یہ سُن کر حضور نے فرمایا ہاں چلتے ہیں اور بلند آواز سے اہلِ خندق سے فرمایا سب جابر کے گھر چلو جب آپ نے یہ فرمایا تو میں نے کہا اب کیا ہوگا تھوڑا سا کھانا لشکر کے لئے کیسے کافی ہوگا۔ اور میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سارے لوگ آگئے۔ آپ

تشریف فرما ہوئے تو ہم نے کھانا آپ کے آگے رکھ دیا۔ حضور نے کھانے پر برکت کی دعاء کی اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور لوگ بھی جوق در جوق آنے شروع ہوئے جب ایک گروہ کھا لیتا تو وہ اُٹھ کر چلا جاتا پھر دوسرا گروہ آجاتا حتیٰ کہ تمام لوگ کھانا کھا کر سیر ہو گئے۔"

بعض محدثین نے ذکر کیا کہ اس موقعہ پہ جابر کے دو لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے کو ذبح کر دیا۔ جیسے جابر نے بزغالہ ذبح کیا تھا پھر دوسرا خوف زدہ ہو کر چھت سے گرا اور فوت ہو گیا۔ یہ خوشی اور غم کا مقام تھا لیکن جابر اور اس کی بیوی نے صبر و تحمل کیا اور جزع اور فزع نہ کی؛ تاکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہمارا غم اثر انداز نہ ہو۔ حضور نے جابر سے دونوں بچوں کے متعلق استفسار کیا تو اُس نے کہا وہ گھر میں سو رہے ہیں اور سارا واقعہ عرض کیا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا "اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ" وہ دونوں زندہ ہو گئے۔ حضور نے ان کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے فرمایا تو اُنھوں نے کہا ہماری بکری بھی زندہ کر دیں؛ چونکہ صحابہ کرام کھانا کھا چکے تھے۔ بکری کی ہڈیاں وہاں پڑی ہوئی تھیں آپ نے ان کو جمع کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا اے بکری اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا اس طرح طعام کی تکثیر کے ساتھ ساتھ بکری بھی زندہ ہوئی اور جابر کے دونوں بیٹے بھی زندہ ہو گئے۔

بخاری نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام فوت ہو گئے۔ ان پہ بہت قرض تھا۔ جابر نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت کی کہ قرض خواہ کچھ قرضہ کم کر دیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قرضہ کم کرنے کو کہا لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا جاؤ کھجوروں کے پھل

علیحدہ علیحدہ رکھ دو۔"

عجوہ (عمدہ) کھجور علیحدہ، عذق علیحدہ کرو پھر مجھے اطلاع کرو۔ حسبِ ارشاد میں نے تعمیل کی تو آپ تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا قرض خواہوں کو ناپ تول کر دو؛ چنانچہ میں نے تعمیلِ ارشاد کی اور ان کا سارا قرض بے باک کر دیا اور میری کھجوروں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہُوئی۔

ابو عمرہ نے کہا ہم ایک غزوہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے لوگوں کو بہت بھوک لگی تو اُنھوں نے اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت چاہی جب عمر فاروق نے دیکھا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دے دیں گے تو عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم دشمن سے پیدل چل کر کیسے لڑیں گے۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو لوگوں سے فرمائیں کہ جن کے پاس کچھ کھانا بچا ہُوا ہے وہ لے آئیں آپ ان کی ایک جگہ اکٹھا کر کے ان پر برکت کی دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاء سے کھانے میں برکت کرے گا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بچا کھچا کھانا منگوایا اور سب کو اکٹھا کر کے اس پہ برکت کی دُعاء کی پھر لشکر کو بلایا کہ وہ اپنے اپنے برتن لے کر آئیں اور کھانے سے بھر لیں۔ سارے لشکر نے اپنے توشہ دان طعام سے بھر لئے اور باقی کھانا اتنا ہی تھا اس سے کچھ کم نہ ہُوا ایسے ہی غزوہ تبوک میں طعام جمع کر کے اس پہ برکت کی دعاء فرمائی تو سارے لشکر نے توشہ دان اور اپنی بوریاں بھر لیں۔ بعض نے قمیص پھاڑ کر ان میں کھانا جمع کیا اپنی خواہش کے مطابق تمام لوگ کھانا لے گئے، حالانکہ باقی اسی طرح تھا جیسے ابتداء میں تھا۔

بخاری اور مسلم نے صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو طلحہ

نے امِ سُلیم سے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز شریف میں کمزوری پائی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو بہت بھوک لگی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی شئی ہے؟ امِ سلیم نے کہا ہاں چند جَو کی روٹیاں ہیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس میں روٹیاں لپیٹ کر میرے کپڑے کے نیچے کر دیں پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں حاضرِ خدمت ہُوا جبکہ حضور مسجد شریف میں جلوہ افروز تھے اور لوگ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے دیکھ کر فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کھانا دیکر بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اجنابِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں سے فرمایا سب چلو میں ان کے آگے آگے چلنے لگا اور ابوطلحہ کو خبر دی کہ حضور کے ساتھ لوگ بھی آرہے ہیں۔ ابوطلحہ نے کہا: اے امِ سُلیم! جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں۔ امِ سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسُول بہت جانتے ہیں؛ چنانچہ طلحہ استقبال کرنے کے لئے آگے بڑھے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی پھر دونوں گھر میں داخل ہو گئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے امِ سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ لے آؤ امِ سلیم وہ روٹیاں لے آئیں حضور نے حکم دیا کہ ان کے ٹکڑے کئے جائیں امِ سلیم نے ان پر سالن ڈالا پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس پر برکت کی دعاء فرمائی؛ پھر فرمایا دس دس کو بلاتے جاؤ وہ کھانا کھاتے جائیں؛ چنانچہ حسبِ ارشاد وہ آتے رہے اور کھانا کھا کر سیر ہو کر چلے گئے جبکہ وہ (۸۰) اسّی اشخاص تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ باہر نکلے آپ نے بنی عبدالمطلب کو بلایا۔ آپ نے پانی کا برتن منگوایا اور اس پر برکت کی دعا کی سب لوگوں نے اس سے پانی پیا اور سیر ہو گئے اور پانی بچ رہا

گویا کہ اس سے کسی نے پیا ہی نہیں فرمایا اے بنی مطلب! میں تمہاری طرف خصوصًا اور عوام کی طرف عمومًا بھیجا گیا ہوں۔ تم نے میرا یہ معجزہ دیکھا ہے۔ تم میں سے کون اس شرط پہ میری بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی ہو۔ ان میں سے کوئی بھی نہ اُٹھا حضرت علی نے کہا میں کھڑا ہُوا، جبکہ میں سب سے کمسن تھا۔ حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ، پھر تین بار فرمایا ہر بار میں ہی کھڑا ہوتا رہتا اور آپ مجھے فرماتے رہے بیٹھ جاؤ۔ جب تیسری بار فرمایا تو میں کھڑا ہُوا آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھا اور مجھے بیعت کیا۔

کھجوروں پر دعاء فرمانا اور ان کا زیادہ ہوجانا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک روز میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھوڑی سے کھجور لایا اور عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! ان پر برکت کی دعاء فرمائیں۔ حضور نے وہ اپنے گھر رکھ کر برکت کی دعاء کی اور فرمایا ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور اس میں ہاتھ ڈال کر کھاتے رہو ان کو باہر نہ نکالو۔ ابوہریرہ نے کہا میں اللہ کی راہ میں ان میں سے کئی وسق تقسیم کر دیئے، خود کھاتا اور لوگوں کو کھلاتا تھا اور توشہ دان کو میں نے اپنی کمر سے باندھ رکھا تھا وہ مجھ سے کبھی جُدا نہ ہوتا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی شہید ہُوئے تو وہ میری کمر سے کٹ گیا اور کھجور گر گئے۔ ابوہریرہ کہا کرتے تھے میں نے تین اشیاء دیکھی ہیں ایک سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وصال شریف، جبکہ میں آپ کا چھوٹا صحابی اور خادم تھا۔ دُوسرے عثمان غنی کا شہید ہونا اور تیسرے توشہ دان"

ابوہریرہ نے کہا ایک دفعہ ہم سفر میں تھے لوگوں کو بھوک لگی تو حضور نے مجھے فرمایا: اے ابا ہریرہ تیرے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں کچھ کھجور ہیں

جو میرے توشہ دان میں ہیں فرمایا وہ میرے پاس لاؤ آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر کر کھجور نکالے اور ان کو بکھیر دیا، پھر فرمایا دس دس اشخاص کا گروہ بلاؤ میں نے دس کو بلایا وہ کھا کر سیر ہو گئے پھر دس کو بلایا وہ بھی کھانا کھا کر سیر ہو گئے پھر اپنے دستِ اقدس سے ایک مٹھی نکالی اور اس کو سامنے رکھا اور فرمایا دس کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھا کر سیر ہو گئے۔ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ سارا لشکر سیر ہو گیا پھر مجھے فرمایا جو لائے تھے اس کو لے جاؤ اور اس میں اپنا ہاتھ ڈالو اور کھاتے رہو اس کو مت الٹاؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جو لایا تھا اس سے زیادہ پایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تک کھاتا اور کھلاتا رہا۔ اسی طرح ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں کھاتا رہا حتیٰ کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ مجھ سے ضائع ہو گیا۔ نعمان بن بشیر کی ہمشیرہ نے کہا میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کھجور کپڑے میں لپیٹ کر مجھے دیئے اور کہا یہ اپنے والد اور ماموں عبداللہ ابن رواحہ کے پاس لے جاؤ وہ ان سے ناشتہ کریں گے۔ میں کھجور لے کر جا رہی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور اپنے والد اور ماموں کو تلاش کر رہی تھی۔ فرمایا تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کھجور ہیں میری والدہ نے میرے والد اور ماموں کے لئے ناشتہ بھیجا ہے۔ فرمایا یہ میرے پاس لاؤ، میں نے کھجور حضور کے ہاتھوں میں کر دیئے جو بہت تھوڑے تھے۔ آپ نے کپڑا منگوا کر حکم دیا کہ اس کو زمین پر بچھا دیا جائے اور کھجور اس پر بکھیر کر ایک شخص سے فرمایا خندق کھودنے والوں کو آواز دو کہ وہ ناشتہ کر لیں چنانچہ وہ سب جمع ہو گئے اور اس سے کھانا شروع کیا۔ کھجور بدستور زیادہ ہوتی جاتی تھیں حتیٰ کہ تمام لوگ سیر ہو گئے اور کھجور کپڑے کے

کناروں سے باہر ہو رہی تھیں۔

پانی کا زیادہ ہو جانا

بخاری اور مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ساری رات چلتے رہے۔ جب رات کا آخر ہوا تو ہم پر نیند کا غلبہ ہوا ہم سب سو گئے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اس کی گرمی نے ہم کو بیدار کیا۔ چند لوگ پہلے بیدار ہوئے ان کے بعد عمر فاروق جاگے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بیدار نہیں کرتا تھا آپ خود ہی بیدار ہوتے تھے، کیونکہ خواب میں آپ پر وحی آنے کا احتمال قوی تھا جب عمر فاروق بیدار ہوئے اور لوگوں کا حال دیکھا جبکہ ان کی آواز بہت بلند تھی انھوں نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کی تو ان کی آواز سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ لوگوں نے آپ سے نماز قضا ہونے کا شکوہ کیا تو حضور نے فرمایا کچھ حرج نہیں یہاں سے کوچ کرو۔ پھر تھوڑا سا آگے جا کر سواری سے اترے اور پانی منگوایا اور وضو کیا اور لوگوں میں اعلان کیا کہ نماز پڑھیں جب نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو ایک آدمی کو ایک طرف دیکھا جو نماز میں شریک نہ ہوا تھا۔ فرمایا تو نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر غسل واجب ہو گیا ہے اور پانی نہیں، فرمایا تیمم کر لے، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے حتیٰ کہ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی تو آپ سواری سے اترے اور ایک شخص کو بلایا جس کا نام عوف بھول گئے تھے لیکن ابورجاء کو اس کا نام یاد تھا اور حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا پھر دونوں سے فرمایا ادھر ادھر جا کر پانی تلاش کرو۔ وہ دونوں حضرات پانی

کی تلاش کو نکلے تو ان کی ایک عورت سے ملاقات ہُوئی جو اونٹ پر پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان بیٹھی ہُوئی تھی۔ اُنھوں نے اسے کہا پانی کہاں ہے؟ اُس نے کہا میں کل کے روز اس وقت پانی کے پاس تھی ہمارے لوگ پیچھے آرہے ہیں اُنھوں نے اسے کہا ہمارے ساتھ چلو اُس نے کہا کہاں؟ اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلو اُس نے کہا جس کو صابی کہا جاتا ہے اُنھوں نے کہا جو بھی تیری مراد ہے۔ بہرحال ہمارے ساتھ چلنا ہوگا؛ چنانچہ وہ اس کو حضور کے پاس لے آئے اور آپ سے سارا واقعہ عرض کیا لوگوں نے اس عورت کو اونٹ سے زمین پر اُتارا پھر حضور نے برتن منگوایا اور مشکیزوں کے منہ کھول کر ان سے پانی گرانا شروع کیا پھر لوگوں کو آواز دی کہ پانی پیو اور جانوروں کو پلاؤ۔ پس جس نے چاہا پانی پیا اور پلایا۔ آخر میں اس شخص کو پانی دیا جس پر غسل واجب تھا۔ اس کو فرمایا علیحدہ جاکر غسل کرے وہ عورت یہ سارا ماجرہ دیکھ رہی تھی۔ اللہ کی قسم! پہلے کی نسبت مشکیزہ زیادہ بھرا ہُوا تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس عورت کے لئے کھانا جمع کرو۔ صحابہ کرام نے عمدہ کھجور، آٹا اور ستو جمع کئے اور ان کو کپڑے میں لپیٹ کر اس کو اونٹ پر سوار کرکے اس کے آگے رکھ دیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی سے کچھ بھی کم نہیں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو پانی پلایا ہے وہ عورت اپنے قبیلہ میں پہنچی لیکن مقررہ وقت سے تاخیر سے پہنچی۔

لوگوں نے کہا تجھے کس نے روک رکھا تھا؟ اُس نے کہا تعجب خیز بات ہے کہ مجھے دو آدمی ملے اور اس صابی شخص کے پاس لے گئے اس نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ اللہ کی قسم وہ شخص زمین و آسمان کے درمیان بہت بڑا جادوگر ہے یا وہ یقیناً اللہ کا رسول ہے۔ اس واقعہ کے بعد مسلمان اس عورت

کی بستی کے گرد و نواح کے دوسرے مشرکوں پر حملے کرتے اور اس عورت کی بستی کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک روز اُس نے اپنی قوم سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ یہ لوگ قصداً تم پر حملہ نہیں کرتے کیا تم کو اسلام قبول کرنے میں رغبت ہے؟ اُنھوں نے اس کی بسر و چشم طاعت کی اور سارے مسلمان ہو گئے۔

دودھ کا زیادہ ہوجانا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھوک کے سبب زمین پر لیٹا رہتا تھا ایک روز میں لوگوں کے راستہ میں لیٹا تھا کہ ابو بکر صدیق میرے پاس سے گزرے۔ میں نے اُن سے قرآن کی ایک آیت پوچھی؛ حالانکہ وہ مجھے یاد تھی پوچھی صرف اس لئے تھی کہ وہ اس میں تامل کریں گے اور مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن اُنھوں نے غور نہ فرمایا اور چلے گئے اُن کے بعد عمر فاروق آئے اُن سے بھی میں نے وہی آیت پوچھی وہ بھی چلے گئے اور میری طرف توجہ نہ کی پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس راستہ سے گزرے تو بھوک سے میرے چہرے کی کمزوری دیکھ کر فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو میں آپ کے ساتھ ہو گیا میں نے اجازت طلب کی تو آپ نے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ آپ نے پیالہ میں دودھ دیکھا تو فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا گیا فلاں شخص نے بھیجا ہے فرمایا اے ابا ہریرہ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! فرمایا جاؤ اور اہل صفہ کو بلاؤ۔ یہ لوگ مسلمانوں کے مہمان تھے اور حضور کے مدرسہ کے طالب علم تھے مدینہ منورہ میں ان کا کوئی رشتہ دار نہ تھا اور نہ ہی ان کے پاس مال وغیرہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کوئی ہدیہ وغیرہ آتا تو اس سے کچھ لے کر باقی ان کے پاس

بھیج دیتے تھے اور اگر صدقہ آتا تو وہ سارا ہی ان کو بھیج دیتے اور خود اس سے کچھ نہ لیتے تھے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ صُفّہ کو بلاؤ، تو مجھے غم لاحق ہُوا، کیونکہ مجھے اُمید تھی کہ یہ دودھ حضور مجھے دیں گے جس سے میرے جسم میں طاقت آئے گی اور باقی شب و روز اچھا گزر جائے گا اب میں ان کو بلانے جاؤں گا اور جب وہ آئیں گے تو حضور مجھے ہی فرمائیں گے کہ یہ دودھ ان کو پلاؤ، میرے لئے اس میں سے کچھ باقی نہ رہے گا، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی طاعت بھی لازم تھی اس لئے میں ان کے پاس گیا اور کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بُلا رہے ہیں وہ آئے اور اجازت حاصل کرکے اندر داخل ہُوئے اور مکان میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ! دودھ کا پیالہ پکڑو اور ان کو دو! میں نے پیالہ پکڑا اور ان کو پلانا شروع کیا، اُن میں سے ہر ایک پیالہ پکڑتا اور دودھ پی کر سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا میں دوسرے کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیالہ مجھے واپس کر دیتا حتیٰ کہ تمام دودھ سے سیر ہو گئے۔ میں نے دودھ کا پیالہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا آپ نے اس کو پکڑ کر اپنے آگے رکھا جبکہ اس میں دودھ تھا۔ آپ نے سرِ مبارک میری طرف اُٹھایا اور مسکرا کر فرمایا اے ابا ہریرہ! میں نے عرض کیا حضور حاضر ہوں! فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا بیٹھ جاؤ اور دودھ پیئو۔ میں حسبِ ارشاد بیٹھ گیا اور دودھ پینا شروع کیا پھر مجھے فرمایا اور پیئو میں پیتا گیا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم اب پیٹ میں دودھ کی کوئی گنجائش نہیں میں گلے تک سیر ہو گیا ہوں۔ حضور نے فرمایا پیالہ مجھے دو میں نے حاضر کیا تو آپ نے بچا ہُوا سارا دودھ پی لیا "ترمذی"۔ امام رضا فرماتے ہیں :-

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

اصحابِ صُفّہ کی تعداد ستر تھی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طالبِ علم اور مسلمانوں کے مہمان تھے، رضی اللہ عنہم۔

فتح مکہ میں بتوں کا خود بخود گر جانا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فتح مکہ کے روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہُوئے، جبکہ بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بُت تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ چھڑی کے ساتھ بتوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ"، حق آیا باطل زائل ہو گیا، بے شک باطل زائل ہونے والا ہے حق آیا باطل ظاہر نہ ہو گا اور نہ واپس آئے گا"، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کو مس نہ کرتے تھے وہ خود بخود گرتے جاتے تھے۔"

پہاڑ کا حرکت میں آنا

سعید بن زید نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا جبکہ آپ جبلِ حرا پر تشریف فرما تھے اور پہاڑ جھومنے لگا تو حضور نے اس پر ایڑی مار کر فرمایا اے حرا، ٹھہر جا تیرے اُوپر اللہ کا رسُول، صدیق اور شہید ہے، جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمانِ غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زُبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے رضی اللہ عنہم، سعید بن زید نے کہا میں چاہوں تو نانویں کا بھی نام ذکر کر دوں جب لوگوں نے نام ذکر کرنے پہ مجبور کیا تو کہا نانواں میں ہوں (ابن جوزی)

○

مستقبل کی خبریں

○ بخاری نے جابر بن سمرہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ اللہ کی قسم! تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ کسریٰ و قیصر کے مرنے کے بعد اگرچہ ان کے نام باقی تھے لیکن ان کی سطوت و دبدبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا اور ان کا ملک زوال پذیر ہوتا رہا حتیٰ کہ ختم ہوگیا۔

○ جنگِ بدر میں مرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ کل فلاں فلاں شخص فلاں فلاں جگہ مرے گا ان کے نام بھی ذکر کئے؛ چنانچہ وہ انہی جگہوں پر گر کر مرے اور سرِ مُو ادھر ادھر نہ گرے۔ خیبر کی جنگ میں ایک شخص کے متعلق جو زور شور سے لڑ رہا تھا۔ فرمایا یہ دوزخی ہے؛ چنانچہ جب وہ سخت زخمی ہو گیا تو خودکشی کر لی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر سُنائی گئی تو فرمایا اللہ تعالیٰ فاجر لوگوں سے بھی دینِ اسلام کی تائید کروا لیتا ہے۔ جنگ تبوک کے موقعہ پر فرمایا کل سخت ہوا چلے گی کوئی شخص اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اور اپنے اپنے اونٹ مضبوط باندھ لیں۔ جب رات ہُوئی تو سخت ہوا چلی ایک آدمی اپنی جگہ سے اُٹھا تو اس کو ہوا نے طئی کے پہاڑوں میں پھینک دیا (مسلم)

○ ثوبان نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری زمین میرے لئے اکٹھی کر دی میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے جہاں تک میری نظر پہنچی وہاں تک میرا ملک ہوگا اور سونے چاندی کے خزانے مجھے عطاء کر دیئے۔ مسلم نے ابو سعید خدری سے روائت کی کہ ابو قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت

عمار بن یاسر کے متعلق حضور نے فرمایا اس کو باغی لوگ قتل کریں گے جو خیر کی تلاش میں ہوں گے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اس کو جلاوطن کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ابوذر کو مقام ربذہ بھیج دیا گیا۔

○ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک دن فرمایا کہ میری گفتگو کے دوران جو کوئی اپنا کپڑا بچھا دے پھر میری گفتگو کے بعد اس کو اپنے سینہ سے لگا لے تو وہ مجھ سے سُنی ہُوئی بات کبھی نہ بھولے گا۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اپنی چادر بچھا دی تو آپ نے اس کی طرف دونوں ہاتھ ملا کر اشارہ فرمایا: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کبھی نہیں بھولا ہوں۔

○ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہزادہ سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا یہ میرا بیٹا سیّد ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو لشکروں کے درمیان صلح کرا دے گا؛ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے جب مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو فرمایا ایسی ہوا چلے گی جو سوار کو چلنے نہ دے گی؛ چنانچہ سخت ہوا چلی تو حضور نے فرمایا یہ ہوا اس لئے چلی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق مر گیا ہے۔

○ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہونے سے پہلے تم ایسے لوگوں سے جنگ کروگے جن کے جوتوں کی سلائی بالوں سے کی ہوگی ان کے بال اتنے لمبے ہوں گے کہ اُن کے پاؤں تک پہنچتے ہوں گے اور تم ترکوں سے جنگ کروگے جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سُرخ اور ان کی ناکیں چپٹی ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہُوئی ڈھالیں ہیں (بخاری)

عدی بن حاتم نے کہا کہ ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہُوا تھا۔ ایک شخص نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر دوسرے نے لوٹنے والوں کی شکایت کی۔ حضور نے فرمایا اے عدی تو نے حیرہ دیکھا ہے۔ عدی نے کہا حضورؐ میں نے حیرہ دیکھا تو نہیں! البتہ سُنا ہے فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہُوئی تو دیکھے گا کہ تنہا عورت حیرہ سے چلے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی میں نے اپنے دل میں خیال کیا قبیلہ طیئی کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے جنہوں نے شہروں میں آگ بھڑکائی ہُوئی ہے اور فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہُوئی تو دیکھے گا کہ کسریٰ کے خزانے فتح کئے جائیں گے۔ میں نے کہا حضور کسریٰ ہرمز کے خزانے؟ فرمایا ہاں! اور فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہُوئی تو لوگوں کو دیکھے گا کہ ہاتھوں میں سونا لئے پھریں گے اور غریب آدمی "تلاش کریں گے کہ اس کو سونا صدقہ دیں لیکن ان کو سونا قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ عدی بن حاتم نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ عورت تنہا حیرہ سے چل کر بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے ہیں اور اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم وہ دیکھو گے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ سونا ہاتھوں میں لئے پھریں گے ان کو صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ (مسلم بخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ تم سے یہودی جنگ کریں گے اور تم اُن پر مسلط ہو جاؤ گے یعنی غالب آجاؤ گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مسلم! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے اس کو قتل کر دے۔

عقبہ بن عامر نے کہا ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہداءِ اُحد پر ایسے نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے، پھر آپ منبر پر تشریف

لائے اور فرمایا میں تمہارا مقدمہ ہوں (آگے جا کر انتظام کرنے والا ہے) اور میں تم پر گواہ ہوں یقیناً میں حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے اپنے بعد تمہارے شرک کا خوف نہیں خوف صرف یہ ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ (بخاری)

○ اسامہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے محلات میں سے ایک اُونچے محل پر چڑھ کر فرمایا میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو ایسے گرتے دیکھتا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ دیکھتے ہیں۔ (بخاری)

○ بخاری نے سعید اموی سے روایت کی کہ میں مروان اور ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا تو میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔ مروان نے کہا نوجوانوں کے ہاتھوں سے؟ ابوہریرہؓ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں اُن کے نام ذکر کئے دیتا ہوں وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے" ابوہریرہ جب بازار میں جاتے تو کہا کرتے تھے اے اللہ مجھے ساٹھواں سال دیکھنا نصیب نہ ہو اور نہ ہی میں بچوں کی امارت دیکھوں اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان نوجوانوں کی ابتداء ساٹھویں سال ہوگی اور ہُوا بھی وہی جو ابوہریرہ نے کہا تھا اس سال یزید بن معاویہ ملک شام میں امیر بن گیا اور چوسنٹھ ہجری میں مر گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر بنا اور چند ماہ بعد وہ بھی فوت ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ کے نوجوان آپ کے منبر پر ناچتے ہیں اور وہ باری باری منبر شریف پہ آتے جاتے ہیں جیسے بچے کھیلتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے دو گروہ لڑیں گے ان میں سخت ترین لڑائی ہوگی ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے۔ (بخاری)

جن دو گروہوں میں جنگ کا ذکر فرمایا وہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں۔ ان کی عظیم جنگ ہوئی ؛ چنانچہ یہ معرکہ صفین کے میدان میں ہوا اس میں ستر ہزار[۷۰۰۰۰] مسلمان شہید ہوئے جن میں سے پچیس ہزار[۲۵۰۰۰] اہل عراق سے اور پینتالیس ہزار[۴۵] اہل شام سے قتل ہوئے۔ امیر المؤمنین کے ساتھیوں میں سے پچیس[۲۵] وہ صحابہ کرام شہید ہوئے جنہوں نے بدر کی جنگ لڑی تھی۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس[۳۰] دجال پیدا ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور یہ وہ بدبخت ہیں جنہیں دُنیاوی سطوت و شوکت و دبدبہ حاصل ہوگا۔ وہ شیطان کی تزویر و تسویل میں مبتلا ہو کر نبوت کا دعویٰ کریں گے جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی وغیرہ تھے۔ مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ میں ظاہر ہوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا ؛ جبکہ مسیلمہ کذاب کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قتل کیا گیا۔ اس طرح طلیحہ بن خویلد، سجاح تمیمیہ اور حارث کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور ۲۱ھ ہجری میں قتل ہوگیا۔ حارث عبدالملک بن مروان کی حکومت میں ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا۔"

○ اس زمانہ میں قادیانی کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا جو بُری حالت میں مرا لیکن اس کا مشن باقی ہے۔

○ امام بخاری نے سُوَید بن غفلہ سے روایت کی کہ علی المرتضیٰ علیہ السلام نے کہا جب تمہارے سامنے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو آسمان سے گرنا میرے لئے آسان ہے بہ نسبت اس کے میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا بہتان باندھوں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان دائر ہیں تو یقیناً لڑائی دھوکا ہے میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ

آخر زمانہ میں نوعمر بیوقوف لوگ ہوں گے جو ساری مخلوق سے بہتر جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کریں گے وہ اسلام سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کے حلق سے ایمان نیچے نہ اُترے گا۔ تم ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کر دو ؛ کیونکہ قیامت کے دن اس کے لئے بہت ثواب ہے جو انہیں قتل کریگا

○ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ اس کی زیارت کیا کرتے تھے اُس نے جنگ بدر میں کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے بدر جانے کی اجازت دیں میں وہاں بیمار ہونے والوں کی عیادت کروں گی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی ؛ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا کرے۔ حضور نے فرمایا تو اپنے گھر سے باہر نہ جا اللہ تعالیٰ تجھے گھر میں ہی شہادت کا مرتبہ دے گا۔ ام ورقہ کا ایک غلام اور لونڈی تھی جن سے کہا تھا کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہیں جب انھوں نے دیکھا کہ اس کی عمر لمبی ہوتی جاتی ہے تو دونوں نے اس پر کمبل ڈال کر اس کا سانس روک رکھا حتیٰ کہ وہ دم گھٹ کر مر گئی اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ حضرت عمر فاروق سے کہا گیا کہ ورقہ کا غلام اور باندی اس کو قتل کر کے بھاگ گئے ہیں۔ عمر فاروق نے لوگوں سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورقہ کی زیارت کیا کرتے تھے اور ہم سے بھی فرماتے تھے چلو ورقہ کی زیارت کریں ؛ پھر ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ان کو پکڑ کر لایا گیا تو ان کو مصلوب کر دیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو اسلام میں صلیب پر لٹکایا گیا۔

○ مسلم میں ابو نوفل سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حجاج نے قتل کیا تو ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر کو حجاج نے پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس حاضر ہو، لیکن اسماء نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ حجاج خود گیا تو اسماء نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب ہوگا۔

اور ایک لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ کذّاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے (مختار بن عبید ثقفی) اور جو لوگوں کو ہلاک کرے گا وہ تو ہے۔

غزوۂ تبوک میں معجزات کا اظہار

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو سخت بھوک لگی تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دیں، ان کا گوشت کھائیں اور چربی استعمال کریں۔

عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ لوگوں سے فرمائیں کہ جو کسی کے پاس کھانے کی چیز ہے لے آئیں اور اس پر برکت کی دعاء فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کھانا زیادہ کر دے اور ہمارے سفر میں آسانی ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست ہے پھر دستر خوان منگوا کر اس پر کھانے کی اشیاء رکھیں جو دیکھنے میں بہت تھوڑی تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست ہے پھر دستر خوان منگوا کر اس پر کھانے کی اشیاء رکھیں جو دیکھنے میں بہت تھوڑی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر برکت کی دعاء کی پھر لوگوں سے فرمایا اپنے اپنے برتن کھانے سے بھر لو، چنانچہ لشکر کے سارے برتن کھانے سے بھر لئے گئے اور وہ سیر ہو کر کھاتے رہے یہاں تک کہ کھانا بچ رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں" جو کوئی صمیم قلب سے یہ کہتا ہوا مرجائے وہ جنت سے محجوب نہ ہو گا۔"

ابن سعد اور بیہقی نے علاء بن محمد ثقفی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ سورج چمک اور شعاع کے بغیر طلوع ہوا۔ اس طرح میں نے کبھی طلوع ہوتا نہ دیکھا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا اے جبرائیل آج سورج روشنی کے بغیر کیوں طلوع ہوا؟ اس سے پہلے کبھی اس طرح طلوع نہ ہوا تھا۔ جبرائیل نے کہا آج معاویہ بن معاویہ لیثی مدینہ منورہ میں فوت ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں جو اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ جبرائیل نے عرض کیا وہ سورت "قل ھو اللہ احد" رات دن چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے پڑھا کرتا تھا۔ اگر آپ فرمائیں تو میں زمین لپیٹ دیتا ہوں حتیٰ کہ آپ اس کو دیکھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ فرمایا درست ہے پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

اقول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ بھی اس کیفیت میں پڑھی تھی کہ حضور اور نجاشی کی میت کے درمیان تمام حجابات مرتفع ہو گئے تھے اور آپ نجاشی کی میت کو دیکھ رہے تھے۔ فقہاء نے کہا میت کا امام کے سامنے ہونا شرط ہے۔ اگرچہ اس کا اکثر حصہ ہی سامنے ہو۔ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں اسی طرح مسجد میں نماز جنازہ درست نہیں؛ اگرچہ میت مسجد سے باہر ہو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مسجد نبوی میں فرمایا کہ مسجد سے باہر جا کر اپنے بھائی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو! حالانکہ نجاشی کی میت حبشہ میں تھی۔ ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو کوئی مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کو اجر و ثواب حاصل نہ ہو گا۔

○

صلہ رحمی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکارمِ اخلاق پر مفطور ہیں۔ خالقِ کائنات نے آپ کو خلقِ عظیم عطا فرمایا۔ قرآن پاک پر عمل کرنا آپ کی جبلّت تھی اسی لئے دشمنوں سے اچھا سلوک فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی فرمایا جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اس سے حسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔ مکارمِ اخلاق سے والدین کے ساتھ بھلائی کرنا ہے کسی شخص نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس سے نیکی کروں۔ فرمایا اپنی والدہ سے تین بار فرمایا چوتھی بار فرمایا: اپنے والد سے بھلائی کرو، کیونکہ والدہ کا بچے کی پیدائش اور تربیت میں قدم راسخ ہے۔ ایک شخص نے جہاد میں جانے کی حضور سے اجازت چاہی تو فرمایا ماں باپ کی خدمت میں کوشش کرو اور ارشاد فرمایا ماں باپ کو گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے عرض کیا گیا ماں باپ کو کون گالی دیتا ہے؟ فرمایا اگر کسی کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔ کبیرے گناہوں سے والدین کی نافرمانی ہے، چنانچہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، جھگڑا کرنا اور مال کی رضاعت حرام فرمائی ہے ایک روایت کے مطابق اللہ کا شریک بنانا اور جھوٹی گواہی دینے کو کبیرہ گناہ فرمایا بلکہ جھوٹی گواہی کو اکبر الکبائر فرمایا۔ والدین کے ساتھ اخلاص کا حکم دیا، اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں، چنانچہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو جبکہ ان کی والدہ کافرہ مشرکہ تھی، نیز اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں فرمایا: اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا، جو تمہارے ساتھ دین میں لڑائی نہیں کرتے" (بخاری) یعنی اگر مشرک تم سے نہ لڑیں تو ان سے برا سلوک نہ کرو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے ساتھ بھی حسنِ اخلاق کا برتاؤ کرتے تھے۔ ابوسفیان بن صخر جو قریش کے سرداروں میں سے تھا نے شام کے فرمانروا ہرقل کے پاس اقرار کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز، پاکدامنی، صدقات و خیرات اور صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جسے

کرنے سے میں جنت میں داخل ہوں۔ فرمایا اللہ کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو اور اقارب سے صلہ رحمی کرو۔" ارشاد فرمایا جسے یہ پسند ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں وسعت ہو وہ صلہ رحمی کرے۔ ابتداءِ آفرینش میں رحم سے فرمایا جبکہ مخلوق کی خلقت کا فیصلہ کیا کہ کیا تو خوش نہیں کہ جو تجھے ملائے گا اس کو میں ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا اس کو میں قطع کروں گا۔ ارشاد فرمایا ابوفلاں کی اولاد میرے محب و ناصر نہیں" میرا ناصر اللہ اور نیک مومن ہیں؛ البتہ اقارب سے صلہ رحمی کرتا رہوں گا۔ (بخاری)

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی یہ نہیں کہ ان کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر وہ دور ہوں تو انہیں قریب کرے اگر وہ قطع رحمی کریں تو ان کو اپنے ساتھ ملائے۔

- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا: اے لوگو! جو زبانی کلمہ پڑھتے ہو اور تمہارے دلوں میں ایمان نہیں گیا مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ اور نہ ان کو شرمندہ کرو اور نہ ہی ان کے عیوب تلاش کرو جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب ظاہر کردیگا اور جس کے اللہ تعالیٰ عیوب ظاہر کرے گا اس کو رسوا کردے گا اگرچہ اپنے گھر میں چھپا ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن بیت اللہ یا کعبۃ اللہ کی طرف دیکھا تو کہا تیری کتنی عظمت اور حرمت ہے مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے (ترمذی)
- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نوجوان بوڑھے شخص کے بڑھاپے کے سبب اس کا اکرام کرے جب وہ بوڑھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی شخص مقرر کردے گا جو اس کا اکرام کرے گا۔

• سہل بن معاذ بن انس جُہنی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصہ کو نافذ کرنے کے باوجود اسے پی جائے تو قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے سامنے بُلائے گا اور اس کو اپنی مرضی کی حور کے انتخاب کا اختیار دے گا۔

حکیم بن حزام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جاہلیت کے زمانہ میں نیک کام اور صلہ رحمی کرتا رہا ہوں، مجھے ان کا ثواب حاصل ہوگا؟ ارشاد فرمایا نیک کاموں کی برکت سے تجھے ایمان نصیب ہوا ہے۔ صلہ رحمی کی اساس پر حضورؐ شاہزادہ ابراہیم علیہ السلام کو بوسہ دیتے اور معانقہ کرتے تھے؛ کیونکہ اولاد سے محبت کرنا عظیم عمل ہے۔ ارشاد فرمایا حسن و حسین دنیا میں میری خوشبو ہیں۔ اسی لئے انہیں بوسہ دیتے اور سونگھا کرتے تھے۔

○ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا جو حضور کی نواسی ہے، کو بحالت نماز کندھے پر بٹھاتے جب رکوع کرتے تو ایک ہاتھ مبارک سے زمین پر اُتار دیتے پھر جب قیام فرماتے تو اس کو کندھے پر اُٹھا لیتے اسی طرح نماز میں کرتے۔ یہ زینب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی شاہزادی ہے جبکہ سیدہ فاطمہ ساری اولاد سے کمسن ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔

○ اقرع بن حابس نے کہا میرے دس بچے ہیں میں نے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

○ ایک اعرابی نے کہا ہم تو اپنی اولاد کو بوسہ نہیں دیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ تیرے دل سے رحمت نکال دے تو ہم کیا کر سکتے ہیں (بخاری)

○

مکارمِ اخلاق اور حسنِ سلوک

جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد کو اس لئے قتل کر دیتے تھے کہ وہ اُن کے مصارف کے متحمل نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ایسے گرے ہوئے اخلاق کا قلع قمع کر کے قوم کو بلند اخلاق کے قابل کر دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں کا اولاد پر رحم کرنے سے زیادہ رحیم ہے حضور نے فرمایا شرک کے بعد بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ اولاد کو کھانا کھلانے کے خوف سے قتل کر دے۔ آپ کمسن بچوں کو گود میں بٹھا لیتے تھے۔ کبھی وہ گود میں پیشاب بھی کر دیتے تھے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ران پر بٹھاتے اور امام حسن کو دوسری ران پر رکھتے پھر دونوں کو باہم ملا کر فرماتے اے اللہ! ان پر رحم فرما، میں ان پر رحم کرتا ہوں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اگر آپ نے مجھے کوئی کام کرنے کے لئے کہا اور میں نے نہ کیا ہو تو آپ نے کبھی نہ فرمایا تھا کہ کیوں نہیں کیا یا کوئی کام کیا ہو تو آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ کیوں کیا ہے؟ ایک دفعہ مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں راستہ میں بچوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو گیا۔ انتظار کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا اے انس وہ کام کرنے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا حضور اب جاتا ہوں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا اور انہیں یہ خبر پہنچی تو اپنے بھائی سے فرمایا مکہ میں جاؤ اور مجھے خبر دو کہ وہ شخص کیسا ہے وہ جب واپس آیا تو کہا میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ مکارم اخلاق فضائل و محاسن کا حکم کرتے ہیں رذائل اور قبائح سے منع کرتے ہیں۔ (بخاری)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے افعال و اقوال میں احسن تھے۔ قدرت نے آپ کو شجاعت عطا فرمائی ہے جو قوتِ غضبیہ کا کمال ہے اور سخاوت عطاء فرمائی جو قوت شہویہ کا کمال ہے اور حکمت عطاء فرمائی جو قوتِ عقلیہ کا کمال ہے۔ اس لئے آپ مُحمّد جہات عدالت اور خاتم فصل رسالت ہیں۔

ارشاد فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ حضور نے کبھی بھی طبعی طور پر فحش نہیں کیا اور نہ ہی تکلف سے فحش کیا تھا لوگوں کو فحش سے دُور رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

ارشاد فرمایا: قیامت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے شرارتی وہ لوگ ہیں جن کی شرارت سے بچنے کے لئے لوگ انہیں چھوڑ دیں۔ حضور نے کبھی کسی پر لعنت نہ کی تھی، جب کسی حاجتمند کو پاتے تو صحابہ سے فرماتے اس کی شفاعت کرو، تاکہ اس کی حاجت پُوری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبانِ شریف پر جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے (بخاری) عارف باللہ امام احمد رضا نے کہا:

بخدا خُدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک کرو، اگرچہ وہ ظلم اور بُرائی کرے۔ تمہارا ہمسایہ وہ ہے جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہے، ایک دوسرے سے دشمنی، حسد اور بغض نہ کرو۔ آپس میں بھائی بن کر رہو۔ کسی سے بدگمانی نہ کرو کسی کے عیب کا افشاء نہ کرو، آپس میں ملاقات کرو تو سلام کہو۔ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے ہجرت نہ کرو۔

تصویر کی حرمت

بُت پرستی کی اساس تصویر ہے۔ شیطان نے سب سے پہلے نیک لوگوں کی تصاویر کی رغبت دلائی، پھر وقت گزرنے کے بعد ان کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ تمہارے آباؤ و اجداد ان نیک لوگوں کی پوجا کرتے تھے جنکی یہ تصاویر ہیں۔ اس مبدءِ شرک کے بواعث کے استیصال کے لئے فرمایا۔ قیامت میں سب سے سخت عذاب تصاویر بنانے والوں کو ہوگا۔ ان تصاویر سے مراد حیوانات کی تصاویر ہیں جن میں روح ہو، غیر ذی روح کی تصویر ممنوع نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مصور سے فرمایا اگر تیرا پیشہ تصاویر بنانا ہے تو شجر و حجر اور دیگر غیر ذی روح کی تصاویر بنا لیا کرو۔ (بخاری)

دلائل نبوت (جنوں کی شہادت)

محمد بن کعب قُرظی نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ عمر فاروق مسجد میں بیٹھے تھے کہ ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین آپ اس گزرنے والے شخص کو جانتے ہیں؟ عمر فاروق نے کہا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ سواد بن قارب یمن کا رہنے والا ہے۔ یمن میں اس کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اس کے پاس جن آیا تھا جس نے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی تھی۔ عمر فاروق نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ آیا تو عمر فاروق نے فرمایا تو سواد بن قارب ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں سواد بن قارب ہوں۔ فرمایا تیرے پاس جن آتا تھا جس نے تجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی تھی۔ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا تو اب بھی کہانت کرتا ہے؟ وہ غصہ سے بھر گیا اور کہا یا امیر المؤمنین! جب سے میں نے

اسلام قبول کیا ہے، میرے پاس کوئی نہیں آیا۔ عمر فاروق نے کہا سبحان اللہ! بخدا تیرے کہانت میں مصروف ہونے سے زیادہ ہم شرک میں مبتلا تھے۔ مجھے اپنے جن کی خبر سناؤ جس نے تجھے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی تھی۔ اس نے کہا جی ہاں! پھر واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں میرے پاس کوئی آیا اور مجھے اپنا پاؤں مار کر کہا کہ اے سواد بن قارب اٹھو۔ اگر عقل ہے تو کچھ سوچو، سمجھو۔ قبیلہ لوی بن غالب سے رسول مبعوث ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ پھر جن نے چند اشعار پڑھے اس وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت غالب ہوئی اور رغبت زیادہ ہوئی، صبح ہوئی تو میں سوار ہو کر مکہ کی طرف چل پڑا، لیکن راستہ میں مجھے خبر پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے ہیں؛ چنانچہ میں مدینہ منورہ پہنچا اور حضور کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ حضور مسجد میں تشریف فرما ہیں میں وہاں پہنچا اور اونٹنی کو باندھ کر مسجد میں گیا تو دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں جبکہ صحابہ کرام حلقہ بگوش ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری گذارش سماعت فرمائیں گے؟ حضور نے ابوبکر صدیق سے فرمایا اسے میرے قریب لاؤ وہ مجھے حضور کے سامنے لے آئے میں نے عرض کیا حضور میری گذارش سماعت فرمائیں گے؟ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیان کرو اور اپنے جن کے آنے کی خبر دو۔ میں نے تین روز والا واقعہ بیان کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میرے اسلام سے بہت خوش ہوئے اور ان کے چہروں سے خوشی اور سرور کے آثار نظر آنے لگے۔

یہ سن کر عمر فاروق ابن قارب کے پاس گئے اور انہیں چھاتی سے لگا کر کہا میں یہ واقعہ تم سے سننا چاہتا تھا۔ کیا اب بھی تمہارا جن تمہارے پاس آتا ہے؟ ابن قارب نے کہا جب سے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے وہ میرے پاس نہیں آتا مجھے جن کے عوض

اللہ کی کتاب اچھا بدل ملا ہے (ابونعیم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام زوراء میں تھے۔ آپ کے پاس برتن لایا گیا تو حضور نے اس میں دستِ اقدس رکھا تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا تمام لوگوں نے اس سے وضو کیا جبکہ وہ تین سو (۳۰۰) افراد تھے (بخاری)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا حدیبیہ کے روز صحابہ کرام پیاسے تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک چھاگل تھی۔ آپ نے اس سے وضو کیا۔ جب حضور وضو کر چکے تو لوگ گھبرائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کا حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا حضور ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضوء کریں اور نہ ہی پینے کا پانی ہے۔ پانی صرف وہی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھاگل پر دستِ اقدس رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کی طرح پانی بہنے لگا۔ ہم سب نے پانی پیا اور اس سے وضوء کیا جابر سے پوچھا گیا تم کتنے افراد تھے۔ اس نے کہا ہم صرف پندرہ سو افراد تھے۔ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں کافی ہوتا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم ان کو خوف وہراس کا سبب جانتے ہو۔ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک پانی کم ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کسی کے پاس کچھ پانی ہے تو لاؤ، چنانچہ ایک برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور نے اس میں دستِ اقدس ڈالا اور فرمایا برکت والے پاک پانی کی طرف آؤ جبکہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے پانی دیکھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے بہہ رہا تھا۔ ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے، حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد فوت ہو گئے جبکہ ان پہ بہت قرض تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا والد مقروض فوت ہو گیا ہے۔ میں اس کا قرضہ کئی سال نہیں ادا کر سکتا۔ ہمارے پاس کھجوریں ہیں جو ناکافی ہیں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم جابر کی کھجوروں کے ایک ڈھیر کے چاروں طرف گھومے اور دعاء فرمائی پھر اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اس ڈھیر سے کھجوریں نکالو تو حضور نے جابر کا سارا قرضہ ادا کر دیا۔ اس کے باوجود اتنی ہی کھجوریں بچ رہیں جتنی پہلے تھیں (بخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب ممبر بن گیا اور حضور منبر پہ تشریف لے گئے تو ستون نے رونا شروع کر دیا۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پہ دستِ شفقت پھیرا تو وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لیتا تھا مسجد میں موجود تمام لوگوں نے اس کا رونا سُنا پھر اسے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو تجھے باغ کا درخت کر دیتا ہوں اور اگر چاہتا ہے تو جنت کا درخت کر دیتا ہوں۔ اہل جنت تیرا پھل کھائیں گے،، اُس نے جنت کا درخت بننا منظور کیا۔ اس ستون کے رونے کا سبب یہ تھا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پہ دست مبارک رکھ کر وعظ فرمایا کرتے تھے اور وہ حضور کا وعظ سُنا کرتا تھا جب منبر پہ حضور تشریف لے گئے تو فراق کے صدمہ سے رونے لگا۔ (عینی)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ بدر کے موقعہ پہ کافروں کے نام لے کر اُن کے مر کر گرنے کی جگہوں کی نشاندہی کی اور فرمایا کل فلاں مقام پر فلاں مر کر گرے گا فلاں مقام پہ فلاں گرے گا وہ انہی نشانات پہ مر کر گرے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسولُ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم

جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ اِن نشانات سے سرِ مُو اِدھر اُدھر نہ گرے (مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر کی جنگ میں موجود تھے۔ ایک شخص جو اسلام کا دعویدار تھا کے متعلق فرمایا یہ شخص دوزخی ہے، جب جنگ شروع ہوئی تو اُس شخص نے بڑی گرمجوشی سے لڑائی کی حتیٰ کہ وہ زخموں سے نڈھال ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے۔ وہ کافروں سے بہت سخت لڑا ہے، فرمایا بہرحال وہ دوزخی ہے۔ یہ سُن کر بعض لوگ کچھ تذبذب کا شکار ہونے لگے؛ اچانک کسی نے خبر دی کہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند قدوس کی الوہیت اور اپنی رسالت بیان کرتے ہوئے حضرت بلال سے فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کافروں کے ذریعہ بھی دینِ اسلام کی مدد کرتا ہے (بخاری، مسلم)

ابوحُمید ساعدی نے کہا ہم جنگِ تبوک کے سال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو حضور نے فرمایا کل سخت ہوا چلے گی۔ اس وقت کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہے وہ اس کو مضبوط باندھ لے جب رات آئی تو سخت تیز ہوا چلی ایک شخص کھڑا ہو گیا تو اس کو طئی کے پہاڑ میں پھینک دیا (بخاری، مسلم)

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد میں لیٹا ہُوا تھا کہ اچانک جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے اپنے پاؤں مبارک کے ساتھ ہلایا میں جلدی سے اُٹھا تو حضور نے فرمایا اے ابوذر جب تجھے مسجد سے نکال دیا جائے گا تو تیرا حال کیسا ہو گا؟ مَیں نے عرض کیا مَیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور اپنے گھر لوٹ جاؤں گا۔ فرمایا جب تجھے وہاں سے بھی نکال دیا جائے گا تو تیرا کیسا حال ہو گا؟ میں نے کہا اس وقت میں اپنی تلوار لے کر نکالنے والوں سے لڑوں گا فرمایا نہیں جہاں وہ تجھے لے جائیں گے وہاں جانا پڑے گا اور تجھے ان کی قیادت تسلیم کرنا ہو گی اگرچہ تیرا

قائد حبشی غلام ہو۔ ابوذر نے کہا جب مجھے ربذہ جلاوطن کر دیا گیا وہاں نماز کے لئے اقامت کہی گئی، تو ایک سیاہ رنگ والا آدمی امامت کے لئے آگے بڑھا جو صدقہ کے جانوروں کی دیکھ بھال پر مقرر تھا جب مجھے دیکھا تو واپس لوٹا تاکہ مجھے آگے کرے۔ میں نے کہا تم اپنے مقام پر رہو۔ میں تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع ہوں۔

امام بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ سے بکثرت احادیث سُنتا ہوں اور بھُول بھی جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اپنا کمبل بچھاؤ اور اس میں دونوں ہاتھوں سے بھر لپیں ڈالے پھر فرمایا اسے سینہ سے لگا لو اس کے بعد میں کبھی نہ بھولا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک آدمی آیا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اسے جنّت کی خوشخبری بھی دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو اچانک ابوبکر صدیق کو کھڑے دیکھا پھر ایک اور آدمی آیا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ حضور نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اسے جنّت کی خوشخبری دو میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے میں نے انہیں جنّت کی خوشخبری دی پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہُوئے تھے۔ اس دفعہ بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اسے جنّت کی خوشخبری دیتے ہُوئے یہ بھی کہہ دو کہ وہ بلوہ میں شہید ہوگا۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ عثمانِ غنی تھے۔ میں نے انہیں حضور کا پیغام سُنایا تو اُنھوں نے کہا اللہ ہی مددگار ہے (بخاری ، مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ جب جنگ بدر میں عباس قیدی بن گئے اور ان کی رہائی کے لئے فدیہ طلب کیا گیا تو اُنھوں نے کہا میرے پاس مال نہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو مکہ میں چھوڑ کر آئے ہو،

تم نے مکہ سے روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی ام فضل سے کہا تھا جبکہ تم دونوں کے قریب کوئی گھر کا فرد نہ تھا کہ اگر اس سفر میں مارا گیا تو فضل کو اتنا مال دینا، تم نے اتنا لینا اور عبداللہ کو اتنا دینا۔ عباس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس مال کو میرے اور آپ کے سوا کوئی شخص نہیں جانتا ہے۔ اب میں نے یقین کر لیا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن جوزی نے محمد بن اسحاق سے روایت ذکر کی کہ جنگِ بدر میں صناد یدِ قریش کے قتل ہو جانے کے بعد عُمیر بن وہب حطیم کعبہ میں صفوان بن اُمیّہ کے پاس بیٹھا تھا۔ یہ عُمیر قریش کے شیطانوں میں سے تھا مکہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو سخت اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ بدر کے قیدیوں میں اس کا بیٹا بھی اسیر تھا اور بدر میں جو مقتول کافر پرانے کنوئیں میں ڈال دیئے گئے ان کا تذکرہ رُوئے سخن بنا۔ صفوان نے کہا اُن کے مرنے کے بعد زندگی میں کچھ آرام نہیں۔ عُمیر نے کہا بخدا! تو نے سچ کہا ہے اللہ کی قسم مجھ پر قرضہ ہے جس کے ادا کرنے کے لئے میرے پاس مال نہیں اور میرے بچے ہیں مجھے اپنے بعد ان کی ہلاکت کا ڈر ہے۔ اگر یہ عارضہ نہ ہوتا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر انہیں قتل کر دیتا؛ کیونکہ میرا بیٹا ان کے پاس اسیر ہے۔ صفوان نے کہا تیرا قرضہ میں ادا کروں گا، تیرے بچے اپنے بچوں کے ساتھ رکھوں گا اور اُن سے برابر سلوک کروں گا۔ عُمیر نے کہا اس راز کو ظاہر نہ کرنا یہ ہم دونوں میں مکتوم رہے اور میں اب جاتا ہوں۔

پھر عُمیر نے کہا کہ اس کی تلوار تیز کر کے زہر آلود کر دی جائے اور مدینہ منورہ کی جانب عازم سفر ہُوا، جب مدینہ منورہ پہنچا تو مسجد کے دروازہ پر اونٹ باندھا اور تلوار کپڑوں میں پوشیدہ کر لی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا اور کہا یہ عمیر اللہ کا دشمن کسی شرارت کے لئے آیا ہے اسی شخص نے بدر کے روز فساد برپا کیا تھا،

اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا عمیر تلوار چھپائے ہُوئے آیا ہے۔ فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس کی تلوار کا میان پکڑ کر اس کے گلے میں ڈال کر چند انصاری لوگوں سے کہا تم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہاں بیٹھو اور اس خبیث سے بچاؤ کرو اس سے خطرہ ہے پھر اس کو حضور کی خدمت میں لے آئے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو دیکھا اور عمیر کو بھی دیکھا کہ اس کو گلے سے پکڑا ہُوا ہے تو فرمایا اے عمر! اس کو چھوڑ دو اور عمیر سے فرمایا میرے قریب آجا۔ وہ حضور کے قریب ہُوا اور کہا تمہاری صبح اچھی ہو یہ جاہلیت کا سلام تھا، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے سلام سے بہتر سلام کے ساتھ ہمیں عزت دی ہے۔ اے عمیر! السلام، جنتیوں کا تحیہ ہے اچھا بتاؤ مدینہ منورہ میں آنا کیونکر ہے؟ عمیر نے کہا تمہارے ہاتھوں میں میرا قیدی ہے اس کا فدیہ لایا ہوں، اس کے ساتھ احسان کرو۔ حضور نے فرمایا تمہاری گردن میں تلوار کیوں ہے؟

اُس نے کہا ایسی تلواریں بُری ہیں جو کام نہ آئیں۔ فرمایا: اے عمیر سچ کہو کس لیے آئے ہو؟ اُس نے کہا صرف اسی لئے آیا ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ تیرے آنے کا سبب یہ ہے کہ تُو اور صفوان دونوں نے حطیم کعبہ میں بیٹھ کر بدر میں مرنے والوں کا تذکرہ کیا پھر تو نے کہا اگر مجھ پہ قرضہ نہ ہوتا اور میرے بال بچے بھی ہیں تو میں مدینہ منورہ جا کر محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کو قتل کر دیتا۔ صفوان ابن امیہ نے قرض اور تیرے بچوں کی ذمہ اپنے اُوپر اس شرط پہ کیا کہ تو مجھے قتل کرے گا اور اللہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر عمیر نے کہا "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه!" ہم آپ کو جھٹلاتے تھے اور یہ مشورہ ایسی بات ہے کہ صرف میرے اور صفوان کے درمیان مخفی ہے۔ اللہ کی قسم! اب معلوم ہو گیا ہے

کہ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے۔ اللہ کی حمد و ثناء ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ اور مجھے اِدھر پہنچایا پھر حق کی شہادت دی۔

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے دینی مسائل کی تعلیم دو اور قرآن پڑھاؤ اور اس کا قیدی رہا کر دو۔ حسبِ ارشاد تعمیل ہُوئی۔

پھر کچھ دیر بعد عمیر نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کا نُور بجھانے میں بہت کوشش کرتا تھا اور جو اللہ کے دین پر تھے انہیں سخت اذیت پہنچانے کے درپے تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مکہ جانے کی اجازت دیں میں اہلِ مکہ کو اللہ کے دین اور دینِ اسلام کی دعوت دوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کر دے، ورنہ ان کو ایسی اذیت پہنچاؤں گا جیسے آپ کے صحابہ کو اذیت پہنچاتا تھا۔ حضور نے اس کو مکہ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ مکہ آیا حال یہ تھا کہ جب عمیر مکہ سے نکلا تھا صفوان بن امیہ قریش سے کہتا تھا عنقریب تمہیں خوشخبری ملنے والی ہے جو تم سے بدر کا واقعہ بھلا دے گی۔

صفوان مدینہ منورہ سے آنے والے لوگوں سے پوچھتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک شخص آیا اور اس نے عمیر کے اسلام قبول کرنے کی خبر دی یہ سُن کر صفوان نے قسم کھائی کہ وہ عمیر سے کبھی بات نہ کرے گا اور نہ ہی اس کو نفع دے گا۔ جب عمیر مکہ مکرمہ آیا تو وہیں اقامت کر لی اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا رہا اور اپنے مخالف کو اذیت پہنچاتا رہا اس کے ہاتھ پہ بہت لوگ مسلمان ہُوئے۔

مکہ مکرمہ کے قریش نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ تمام قبائل نے اتفاق کیا کہ حضور کے مکان کا گھیراؤ کر کے وہیں قتل کر دیا جائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے باہر ان کی طرف تشریف لائے تو اُنھوں نے نظریں نیچی کر لیں اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے جا لگیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سروں پر کھڑے ہوئے اور مٹی سے مٹھی بھر کر اُن پر پھینکی اور فرمایا یہ چہرے بُرے ہوں اُن میں سے جن کے سروں پر مٹی پڑی وہ تمام بدر کی جنگ میں قتل ہوئے۔ اسی طرح غزوہ حنین میں کفار کی طرف مٹھی پھینکی تو وہ تمام شکست خوردہ بھاگ نکلے۔

غارِ ثور میں معجزہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے غارِ ثور میں تشریف لائے مشرکوں نے تعاقب کیا اور غار کے منہ تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تُنا ہے۔ اس وقت آپ کے یارِ غار ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مشرک اپنے قدموں کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اگر وہ اس طرف سے آجائیں گے تو ہم پہاڑ کو چیر کر دوسری طرف سے نکل جائیں گے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں تین دن قیام کے بعد مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک آپ کا تعاقب کر رہا تھا۔ حضور نے اس طرف نظر کی تو اس کی ٹانگیں پیٹ تک زمین میں دھنس گئیں متعدد بار ایسا ہُوا پھر وہ عاجز ہو کر واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں ام معبد کی کمزور ترین بکری جو لاغر ہونے کے سبب باہر نہ جا سکتی تھی اس کی پشت پر دستِ اقدس رکھا تو اس کے پستان دودھ سے بھر گئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے دعاء

جنگِ بدر کے موقعہ پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص

کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ صبح ہوئی تو فرمایا "علی کو بلاؤ!" اس وقت وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے اُن کا ہاتھ پکڑ کر لایا گیا جیسے نابینا کو ہاتھ پکڑ کر چلایا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا تو اسی وقت آنکھیں صحیح ہوگئیں اور درد جاتا رہا ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگاتے وقت فرمایا اے اللہ! علی سے سردی اور گرمی دور کر دے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کبھی آنکھوں میں درد نہ ہُوا اور ان کو سخت گرمی کے موسم میں گرمی محسوس نہ ہوتی تھی اور نہ ہی سردی کے موسم میں سردی لگتی تھی۔

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا صحیح ہو جانا

جنگِ بدر میں حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ دشمن کے تیر لگنے سے باہر نکل آئی وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنکھ لے کر حاضر ہوئے تو حضور نے آنکھ کو اس کی جگہ رکھ کر اس پر لعابِ دہن لگایا تو وہ آنکھ صحیح آنکھ سے بھی زیادہ اچھی ہوگئی اور آخر عمر تک اس کی بینائی کم نہ ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عتیک کی پنڈلی کا صحیح ہو جانا

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی سیڑھی سے گر کر ٹوٹ گئی۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اس کو شفقت کے ہاتھ سے مس کیا تو وہ صحیح ہوگئی اور درد جاتی رہی (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو قرآن کا علم اور دین میں فقاہت عطاء فرما تو وہ مفسرِ قرآن اور جبرامت ہو گئے (بخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے جس کے ساتھ میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں تو قرآن کریم سے معلوم کر لیتا ہوں کہ رسی کہاں پڑی ہے؟ (اتقان)

ابولہب کے بیٹے عتیبہ نے حضور کی شان میں گستاخی کی اور نازیبا کلمات کہے تو آپ نے بد دعا فرمائی کہ اس کو جنگل کا شیر کھا جائے تو ملکِ شام میں زرقاء کے مقام پہ اس کو شیر کھا گیا۔

اعرابی کا ایمان لانا

ایک اعرابی نے سرورِ کائنات سے کہا کہ آپ کی رسالت کی کیا دلیل ہے؟ حضور نے فرمایا یہ درخت میری نبوت پر گواہ ہے۔ پھر آپ نے درخت کو اشارہ کیا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نبوت کی شہادت طلب کی تو اس نے آپ کی نبوت کی گواہی دی اور تین بار کلمہ شہادت پڑھا پھر اپنی جگہ چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا۔

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً ÷ تَمْشِي إِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ (امام بوصیری)

یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے جو قدم کے بغیر پنڈلی پر چلتے تھے۔

کھجور کے درختوں کا جمع ہو جانا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس سے فرمایا کہ وہ کھجور کے ان درختوں کے پاس جائے اور اُن سے کہے کہ تم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ ایک مقام میں سب اکٹھے ہو جاؤ وہ اکٹھے ہو گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پیچھے پردہ میں قضاء حاجت فرمائی پھر اس شخص سے فرمایا انہیں کہو کہ اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ واپس چلے گئے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے کہ ایک درخت آکر پاس کھڑا ہو گیا، آپ بیدار ہوئے تو اُس نے سلام عرض کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ سے یہ ذکر کیا تو فرمایا اس درخت نے اپنے رب کریم سے مجھے سلام کہنے کی اجازت طلب کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی جن دنوں حضور مبعوث ہوئے اور نبوت کا اعلان فرمایا اُن راتوں میں درخت اور پتھر کہا کرتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ، اور میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو کہ میں اظہار نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

کنکریاں آپ کی مٹھی میں تسبیح پڑھا کرتی تھیں اور کھانا بھی تسبیح پڑھتا تھا۔

مسموم بکری نے آپ سے کہا میرا گوشت نہ کھاؤ اس میں زہر ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے جبکہ اس سے باہر لوگ جمع تھے۔ انھوں نے عرض کیا حضور باغ کے اندر تشریف نہ لے جائیں وہاں ایک اونٹ ہے جو لوگوں کو کاٹتا ہے آپ باغ میں تشریف لے گئے تو اونٹ حضور کو دیکھ کر آپ کے پاس آیا اور حضور کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مالک مجھ سے کام بہت لیتا ہے اور کھانا کم دیتا ہے۔

ایک شخص نے بچوں والی ہرنی کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا وہاں سے گزر ہُوا تو اُس نے عرض کیا میرے بچّے بھوکے ہیں اور میں یہاں گرفتار ہوگئی ہوں۔ آپ میری ضمانت دیں میں وعدہ کرتی ہوں کہ بچوں کو دودھ پلاکر واپس آجاؤں گی اور کلمہ شہادت پڑھا، چنانچہ وہ بچوں سمیت حسبِ وعدہ حاضر ہوگئی۔

کھانے پر برکت کی دعاء

ایک سفر میں لشکر سے کھانا ختم ہوگیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ لوگوں کے پاس تھوڑا تھوڑا کھانا ابھی باقی ہے۔ آپ اس کو ایک جگہ جمع کروائیں اور اس پر برکت کی دعا فرمائیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بچا ہُوا کھانا جمع کیا گیا جو قلیل ترین تھا۔ حضور نے اس پر دعا فرمائی تو وہ سارے لشکر کے لئے کافی رہا حتیٰ کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مٹھی میں کھجور لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ! اس پر برکت کی دعا فرمائیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برکت کی دعا فرمائی وہ بہت مدت خود کھاتے رہے۔ اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ختم ہوئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بہت بھُوک تھی میں چل نہ سکتا تھا جو میرے پاس سے گزرتا تھا مجھے مجنون خیال کرتے ہُوئے اُوپر سے گزر جاتا تھا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس سے گزرتے وقت ہنستے ہُوئے فرمایا میرے ساتھ چلو جب گھر پہنچے تو فرمایا وہ دودھ کا پیالہ لاؤ۔ میں بہت خوش ہُوا پھر فرمایا مسجد میں مقیم طلبہ اصحابِ صفہ کو بلاؤ وہ آئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے پھر مجھے فرمایا کہ دودھ کا پیالہ لاؤ اور ان کو پلاؤ وہ یکے بعد دیگرے پیتے رہے لیکن پیالہ میں سے قطرہ دودھ بھی کم نہ ہُوا، پھر مجھے فرمایا تم پیئو میں نے پیا۔

فرمایا اور پیئو میں نے پیا فرمایا اور پیئو! میں نے عرض کیا حضور گلے تک بھر گیا ہوں، پھر آپ نے دودھ سے بھرا ہُوا پیالا اپنے دستِ اقدس پر رکھا اور بسم اللہ پڑھتے ہُوئے پی لیا۔ (ترمذی)

ایک عارف باللہ رحمہ اللہ اس کی تصویر یوں ذکر کرتے ہیں: ؎

کیوں جنابِ بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

گنجہ بچہ صحیح ہوگیا

ایک عورت کا بچہ گنجہ تھا وہ اسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئی۔ آپ نے اُس کے سر پہ ہاتھ رکھا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور سر پہ بال نکل آئے۔ یمامہ کے لوگوں نے جب یہ سُنا تو وہاں کی ایک عورت اپنا بچہ مُسیلمہ کذاب جس نے جھوٹی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا کے پاس لائی اُس نے بچہ کے سر پہ اپنا ہاتھ رکھا تو اس کے سر کے بال جاتے رہے اور وہ گنجہ ہوگیا اور اس بچّے کی نسل میں جو بچہ پیدا ہوتا وہ گنجہ ہی پیدا ہوتا اور اس کی نسل میں گنج رہا۔

جنگِ بدر میں تلواریں بہت تھوڑی تھیں۔ لڑائی میں حضرت عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکڑی کی چھڑی دی وہ اُن کے ہاتھ میں لوہے کی تیز تلوار ہوگئی۔ پھر مدت تک وہ عکاشہ کے پاس رہی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین جمع کردی۔ میں نے اس کے تمام مشرق اور مغرب دیکھ لئے پس جہاں تک میرے لئے زمین جمع کی گئی وہاں تک اسلام پہنچے گا۔ مجھے سونے اور چاندی کے

کے خزانے دیئے گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ آپ کو غلبہ حاصل نہ تھا، جیسے آپ نے فرمایا ویسے ہی ہُوا کہ مشرق و مغرب تک اسلام پہنچا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا لوگوں میں بدبخت کون ہے؟ حضرت علی نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں بدبخت وہ ہے جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی قتل کی تھی۔ فرمایا تو نے سچ کہا ہے آخر زمانہ میں بدبخت کون ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معلوم نہیں فرمایا آخر زمانہ میں بدبخت وہ شخص ہے جو تیرے سَر پر تلوار مارے گا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق والوں سے فرماتے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ عراق والے میرے سَر پر تلوار مار کر میری داڑھی خون آلود کریں گے، چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ ابن ملجم نے آپ کے سَر پہ زہر آلود تلوار مار کر ہلاک کردیا۔ (ابن جوزی)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ طائف کی جانب گئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو حضور نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے جو قوم ثمود سے تھا۔

جب یہاں سے نکلا تو اس جگہ اس کو وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو عذاب دیا گیا تھا اس کو اسی جگہ دفن کردیا گیا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک شاخ سونے کی مدفون ہے اگر تم اس قبر کو کھولو تو اس کے ساتھ اسے پالوگے لوگوں نے جلدی سے اس کی قبر سے سونے کی شاخ نکالی۔

عبداللہ بن حارث کی بیٹی اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے روز اس کی زیارت کرتے تھے۔ اس نے بدر کے روز کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں؟ کہ میں بھی آپ کے

کے ہمراہ بدر جاؤں بیماروں کی عیادت کروں گی۔ زخمیوں کی دوا کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے فرمایا تو اپنے گھر رہ اللہ تعالیٰ تجھے گھر میں ہی شہادت دے گا۔

ام ورقہ کا ایک غلام اور ایک لونڈی تھی جن سے اُس نے کہا تھا تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو، جب اس کی عمر لمبی ہُوئی تو ان دونوں نے اس پر کمبل ڈال کر خوب دبایا جس سے وہ دم گھٹ کر مر گئی اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ حضرت عمر فاروق کو یہ خبر پہنچی کہ ام ورقہ کو اس کے غلام اور لونڈی قتل کر کے بھاگ گئے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ چلو شہیدہ کی زیارت کریں پھر اُن دونوں کو پھانسی دی گئی "یہ اسلام میں پہلی پھانسی تھی۔ (بخاری)

ایک یہودی بظاہر مسلمان ہوگیا، چونکہ وہ لکھا پڑھا تھا اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وحی لکھنے پر مامور کر دیا، چونکہ وہ در باطن منافق تھا کچھ عرصہ بعد پھر یہودی ہوگیا اور اسلام سے منحرف و مرتد ہوگیا، جب وہ مر گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین اس کو قبول نہ کرے گی جب یہودیوں نے اس کو دفن کیا تو رات زمین نے اس کو باہر پھینک دیا۔ صبح ہُوئی تو یہودیوں نے اس کو صفحۂ ارض پہ پایا اُنھوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں نے اس کو نکال باہر پھینکا ہے اُنھوں نے قبر کو زیادہ گہرا کر دیا اور اس کو دفن کیا تو زمین نے رات کو پھر نکال باہر پھینکا، یہودیوں نے صحابہ کرام کو متہم کیا اور اس کی حفاظت پہ آدمی مقرر کئے لیکن قبر نے پھر نکال باہر پھینکا۔ متعدد بار دیکھنے سے وہ بات سمجھ گئے اور اس کو زمین پہ ہی پڑے رہنے دیا۔ خیال رہے کہ کوئی صحابی مرتد نہیں ہُوا، لیکن یہ یہودی منافق تھا اس پر صحابیت کا اطلاق نہیں ہوتا جبکہ صحابی اسے کہتے ہیں جو مخلص مومن ہو اور

ایمان کی نگاہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھے خواب میں اگر حضور کی زیارت ہو تو دیکھنے والے پر صحابیت کا اطلاق نہیں ہوتا اور تابعی وہ ہے جو ایمان لانے کے بعد کچھ عرصہ صحابی کی خدمت میں رہے۔

ایک اعرابی سوسمار (گوہ) پکڑ کر حضور کے پاس آیا اور کہا اگر یہ سوسمار آپ کی نبوت کی شہادت دے تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ سوسمار نے برجستہ اللہ کی توحید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی (بخاری)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک لڑکا علم ہونے کے باوجود آپ کے آگے سے گزر گیا۔ حضور نے فرمایا تجھے آئندہ پاؤں پر چلنے کی توفیق نہ ہو اس کے پاؤں پشت کے ساتھ پیوست ہو گئے (ابوداؤد)

یہ خیال رہے کہ سیدِ عالم نے ذاتی انتقام کے لئے کبھی کسی کے لئے بددعا نہیں فرمائی، البتہ شریعت کی مخالفت کرنے پر اگر آپ مناسب خیال فرماتے تو بددعا کرتے جیسے یہودی منحرف کے لئے بددعا فرمائی تھی؛ کیونکہ وہ یہودی منحرف ہونے کے بعد مشہور کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی جانتے ہیں جو میں لکھتا ہوں اس جملہ سے وہ اساسِ اسلام کا استیصال کرنا چاہتا تھا تاکہ ایوانِ اسلام منہدم ہو جائے اس لئے وہ اس لائق تھا کہ اس کے لئے بددعا کی جائے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائلِ نبوت شمار سے باہر ہیں ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اس امت کی پہلی امتوں پر فضیلت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم دنیا میں سب سے آخر آئے ہیں۔ قیامت میں سب سے پہلے جنت میں جائیں گے ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ بخدا مجھے امید ہے کہ تم جنت

میں دو تہائی ہو گے۔ ہمارا عمل کم ہے ثواب زیادہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا یہود و نصاریٰ کی نسبت تمہاری مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے مزدوروں سے اُجرت پر عمل کروانا چاہا تو کہا کیا تم صبح سے دوپہر تک ایک قیراط کے عوض کام کرو گے؟ یہ ذمہ داری یہودیوں نے قبول کی پھر کہا جو کوئی دوپہر سے عصر تک کام کرے گا اس کو ایک قیراط دیا جائیگا نصاریٰ نے کہا ہم کریں گے پھر کہا جو کوئی عصر سے سورج غروب ہونے تک کام کرے گا اس کو دو قیراط ملیں گے۔ وہ تم ہو تمہارا "عمل کم اور ثواب زیادہ ہے"۔ یہود و نصاریٰ نے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا یہ تفاوت کیوں؟ ہم نے کام زیادہ کیا اجرت کم کیوں دی گئی اُن سے کہا گیا کیا تم سے مقرر کردہ اُجرت سے کمی کی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں (بخاری) سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے حضور تمام امتوں سے افضل ہو۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم لوگوں میں سب سے بہتر امت ظاہر ہوئے ہو۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ مجھے ساری دُنیا کے لوگوں کے لئے نبی و رسول بھیجا، "جبکہ پہلے ہر نبی مخصوص قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا" دو ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے "میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا ہے۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کر دی گئی ہے جہاں بھی نماز کا وقت آجائے زمین اس کے لئے مسجد و طہور ہے"، یعنی اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے وہیں نماز پڑھ سکتے ہو۔ نہ مسجد ڈھونڈنے کی ضرورت اور نہ زیادہ دُور پانی تلاش کرنے کی احتیاج "بشرطیکہ میل دو میل تک پانی دستیاب نہ ہو"، میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے" جبکہ پہلی امتوں کے لئے غنیمت کا مال حلال نہ تھا وہ اس کو میدان میں جمع کر دیتے اور آسمان سے آگ آ کر اس کو

جلا دیتی تھی،، مجھے شفاعت عطاء کی گئی ہے،، ہر ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص دعاء دی جو انھوں نے دُنیا میں پُوری کرلی میں نے وہ دعاء اپنی امت کیلئے محفوظ رکھی ہے۔ قیامت کے روز اللہ سے اپنی امّت کی شفاعت کی دعاء کروں گا" مجھ پہ نبوت ختم کر دی گئی ہے۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ انا العاقب الذی لانبی بعدہٗ"

پہلے نبیوں پر خمس حرام تھا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیّت یہ ہے کہ آپ کے لئے خمس حلال ہے جبکہ پہلے نبیوں کے لئے خمس حلال نہ تھا۔ اس خصوصیّت میں آپ منفرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الآیۃ

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعض خصوصیات

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب قیامت میں لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لاؤں گا جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں گے تو میں اُن کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ نا امید ہوں گے تو میں ان کو خوشخبری دوں گا میں اللہ تعالیٰ کے حضور آدم "علیہ السلام" کی ساری اولاد سے زیادہ باعزّت اور باوقار ہوں پہلے اور پچھلے تمام لوگوں میں سے زیادہ مکرّم ہوں اس میں فخر نہیں۔ جب لوگ رو کے جائیں گے اور وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوں گے تو میں ان کی شفاعت کروں گا۔ اس دن کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ ہزاروں خادم میرے ارد گرد ہوں گے جو موتیوں کی طرح سفید ہوں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ آپ تشریف

لائے جبکہ وہ انبیاء کرام علیہم السّلام کا تذکرہ کر رہے تھے۔ بعض نے کہا یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کو اپنا خلیل بنایا۔ بعض نے کہا موسیٰ علیہ السّلام کلیم ہیں بعض نے کہا ہے عیسیٰ علیہ السّلام اللہ کے روح اور کلمۃ اللہ ہیں بعض نے کہا آدم علیہ السّلام صفیّ اللہ ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سلام فرمانے کے بعد فرمایا میں نے تمہارا کلام سُنا اور اس پر تعجب کرتے دیکھا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ابراہیم "علیہ السلام" اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰ "علیہ السلام" نجیّ اللہ اور کلیم اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، لیکن یہ غور سے سُن لو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اس میں فخر نہیں۔ میں نے قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اُٹھایا ہوگا اس میں فخر نہیں۔ میں سب سے پہلے جنّت کے دروازہ کو حرکت دوں گا اس میں فخر نہیں۔ اللہ تعالیٰ دروازہ کھولے گا اور مجھے سب سے پہلے جنّت میں داخل کرے گا جبکہ میرے ساتھ مؤمن فقراء ہوں گے اس میں فخر نہیں۔ میں اللہ کے نزدیک اولین و آخرین میں سے زیادہ باوقار ہوں، اس میں فخر نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی شئی پیدا نہیں کی جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اللہ کو زیادہ محبوب ہو۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے دن آدم کی ساری اولاد میرے جھنڈے تلے ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مقامِ محمود اور حوضِ کوثر عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرا شیطان کافر تھا اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی وہ مسلمان ہوگیا ہے۔ مسلم شریف میں ہے ہر ایک انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ صحابہ کرام کے استفسار پر فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی شیطان ہے لیکن وہ مسلمان ہوگیا ہے اور مجھے اچھا مشورہ دیتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دوزخ پر پُل رکھا جائے گا اور میں سب سے پہلے اس پر گزروں گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا

کہا جائے گا (لوگ میدانِ حشر میں جمع ہوں گے) پس پردہ آواز آئے گی اے لوگو! اپنی نظریں نیچی رکھو، یہاں تک کہ سیدِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی فاطمہ علیہا السلام گزر جائے اس وقت سیدہ پر دو سبز چادریں ہوں گی (ابو نعیم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور دروازہ کھولنا چاہوں گا تو جنت کا دربان کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہوں وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں" (مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اس میں فخر نہیں اور جنت میں سب سے پہلے فاطمہ میرے پاس آئے گی۔

اذان کے بعد دعاء موجب شفاعت ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب مؤذن کی اذان سنو تو جو وہ کہے تم بھی کہتے جاؤ، پھر مجھ پر درود شریف پڑھو اور میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو یہ جنت میں ایک مقام ہے وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں، لہٰذا جو کوئی میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرے اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی (مسلم)

نیز فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے (بخاری، مسلم) (یعنی یہ حصہ جنت سے لایا گیا ہے اور قیامت میں اسے جنت میں واپس کیا جائے گا۔ یہ امر ممکن ہے اور اللہ کی قدرت میں داخل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس قطعہ میں نماز پڑھنا دخول جنت کا باعث ہے لیکن یہ مجاز اور تاویل

ہے حقیقت ممکن ہو تو مجاز کی طرف عود نہیں کیا جاتا)

اس امت کی فضیلت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی امت دنیا میں آخر میں اور قیامت کے دن سابق ہیں۔ یعنی دنیا میں پہلی امتوں سے مؤخر ہیں اور آخرت میں ساری مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ ہوگا۔ اور سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ قیامت میں بلند ٹیلہ پر ہوں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے آثارِ وضوء کے سبب پانچ کلیان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو بھی عذاب دینا ہو وہ دنیا اور برزخ میں دیتا ہے تاکہ قیامت میں محفوظ رہیں۔ یہ قبروں میں گنہگار جاتے ہیں اور مومنوں کی دعاؤں کے سبب قبروں سے گناہوں سے پاک اٹھیں گے۔ ان کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ ان کی اولاد اور ان کا نور ان کے آگے آگے ہوگا۔ ان کے چہروں پر آثار سجود کے سبب علامات ہوں گے نبیوں کی طرح ان کے لئے دو نور ہوں گے ان کی میزان بہت بھاری ہوگی۔ دوسری امتوں میں یہ خصوصیت نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز میری امت آثار وضوء کے سبب پانچ کلیان اٹھائی جائے گی (بخاری، مسلم)

عبداللہ بن یزید انصاری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کا عذاب دنیا میں پورا کر دیا گیا ہے (حاکم)

حکیم ترمذی نے کہا مومن کا حساب قبر میں ہوجاتا ہے تاکہ قیامت میں اس کے لئے آسانی رہے اور قبر میں اس کے گناہوں کا قصاص ہوجاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس

امت مرحومہ کا فدیہ ان کے ہاتھوں میں ہے۔ قیامت کے روز ہر ایک مسلمان کو ایک ایک مشرک دیا جائے گا اور وہ اس کا دوزخ سے فدیہ ہوگا۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبلِ حرا پر تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمانِ غنی تھے، اچانک پہاڑ حرکت میں آگیا تو حضور نے پاؤں کی ایڑی مار کر فرمایا ٹھہر جا تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں (بخاری) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں حضرات کے متعلق ارشاد سے حالات نے یوں موافقت کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ اسراء میں آسمانوں میں مقیم حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کی۔ حضرات ملائکہ کرام کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا معائنہ کیا، لامکان کی کیفیات اور قاب قوسین کے حیران کن فاصلہ اور مازاغ البصر وما طغیٰ کے عظیم شرف کے مشاہدات اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے واپس تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا میں رات کے قلیل ترین حصہ میں بیت المقدس گیا پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کر کے واپس آیا ہوں تو ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ نے ابوبکر صدیق سے کہا یہ کیسے ممکن کہ اتنے قلیل وقت میں جبکہ اُن کے کہنے کے مطابق ابھی بستر گرم تھا، وضوء کا پانی بہہ رہا تھا اور کنڈی حرکت کر رہی تھی کہ اتنی مسافت طے کر کے واپس آگئے کیا عقل اسے تسلیم کرتی ہے؟ ابوبکر صدیق نے کہا اگر آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہے کیونکہ آج تک لوگوں نے تجربہ کیا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اللہ کی قدرت سے یہ بعید بھی نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کے سبب حضور نے ابوبکر کو صدیق فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی دونوں شہید ہوئے ہیں۔

منبر شریف کا حرکت کرنا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا: جبار و قہار تمام آسمانوں اور زمین کو دستِ قدرت میں پکڑ کر فرمائے گا میں جبار ہوں دنیا کے جبار کہاں ہیں متکبر کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ دائیں بائیں مائل ہو رہے تھے میں نے منبر کو دیکھا کہ نیچے سے حرکت کر رہا تھا میں نے خیال کیا کہ کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منبر گر نہ پڑے۔ (ابن ماجہ، نسائی) منبر کا حضور کے ساتھ حرکت کرنے کا باعث یہ تھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جھومنے لگا تھا اور حضور کے عشق کے استغراق میں رقص میں آگیا تھا یا جبار و قہار کے جلال سے کانپنے لگا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردے زندہ کرنے میں اتنا تعجب نہیں، تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ منبر میں حس و حرکت کا مادہ بھی نہیں صرف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی ٹھنڈک سے اللہ تعالیٰ نے اس کو سرور عنایت کیا جیسے ستونِ حنانہ کے اوپر حضور دستِ اقدس رکھ کر خطاب کیا کرتے تھے جب منبر تیار ہو گیا اور حضور اس پر تشریف لے گئے تو اس نے فراق میں رونا شروع کر دیا جس کی چیخ و پکار کو مسجد میں موجود لوگوں نے سنا۔ کیا عجیب سماں ہے کہ ایک لکڑی وصال سے خوش ہو کر رقص کر رہی ہے اور دوسری لکڑی فراق میں تڑپ رہی ہے۔

لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے کے قاتل کو سزا

قبیصہ بن ذویب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صحابی نے مشرکوں کے چھوٹے سے لشکر پہ حملہ کیا تو مشرک شکست خوردہ بھاگ نکلے مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک شخص نے ایک بھاگتے ہوئے مشرک کا تعاقب کر کے اس کو پکڑ لیا جب اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ کہا اس کے باوجود مسلمان نے اس کو قتل کر دیا پھر گھبرایا کہ اس نے اچھا

نہیں کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا کچھ دنوں بعد قاتل فوت ہو گیا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اس کو باہر پھینک دیا اس کے لواحقین نے یہ واقعہ حضور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا دفن کر دو لیکن زمین نے اسے قبول نہ کیا دو تین بار اسی طرح ہوتا رہا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی غار میں پھینک دو (بیہقی)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے زیادہ مجرم کو قبول کرتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عبرت کے لئے اس کو ایسا کیا ہے تاکہ تم کسی کلمہ گو کو ناحق قتل نہ کرو۔

مُردوں کا زندہ ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے ایک انصاری نوجوان کی بیمار پُرسی کی جبکہ اس کے پاس اس کی نابینا والدہ تھی ہم اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ فوت ہو گیا ہم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے چہرہ پر کپڑا کر دیا اور اس کی والدہ سے کہا تو صبر کر اس نے کہا کیا یہ فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں فوت ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اے اللہ! میں نے تیری اور تیرے نبی کی طرف اِس امید سے ہجرت کی تھی کہ تو ہر مصیبت کے وقت میری فریادرسی کرے گا۔ آج یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال انس نے کہا ہمارے دیکھتے دیکھتے نوجوان نے اپنے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا اور ہمارے ساتھ کھانا کھایا (بیہقی) — حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک مہاجرہ عورت آئی اس کے ساتھ اس کا لڑکا تھا اس کے لڑکے کو مدینہ منورہ کی ہوا موافق نہ آئی۔ وہ بیمار ہو گیا اور چند روز بیمار رہ کر فوت ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا اس کے کفن دفن کا اہتمام

کرو جب ہم نے اس کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو فرمایا اے انس! اس کی والدہ کو خبر کر دو وہ آئی اور اس کے قدموں کے پاس بیٹھ کر دونوں قدموں کو پکڑ کر کہا اے اللہ! میں نے کسی جبر و اکراہ کے بغیر اسلام قبول کیا۔ بتوں سے علیحدہ ہوئی اور اسلام میں رغبت کرتے ہوئے تیری طرف ہجرت کی۔ اے اللہ! بت پرستوں کو میری مصیبت پر خوش نہ کر اور میرے اوپر یہ مصیبت نہ ڈال جسے میں برداشت نہیں کر سکتی۔ بخدا! ابھی اس نے اپنا پورا کلام ختم نہ کیا کہ اس کے لڑکے نے اپنے قدموں کو حرکت دی اور چہرہ سے کپڑا اُٹھایا اور بہت مدت زندہ رہا حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور اس کی زندگی میں اس کی والدہ بھی فوت ہو گئی (بیہقی)

کعب بن مالک نے کہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے چہرہ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے کہا میں نے بھوک کے سبب حضور کا چہرہ انور متغیر دیکھا ہے کیا تیرے پاس کچھ کھانے کی کوئی شئی ہے۔ اُس نے کہا ہمارے پاس یہی گھریلو بکری اور کچھ تھوڑا سا آٹا ہے اُنھوں نے بکری ذبح کی اور آٹا پیسا پھر روٹیاں پکائیں اور ہنڈی میں گوشت پکایا پھر وہ اپنے پیالہ میں رکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر! لوگوں کو بلاؤ میں ان کو بلا کر لایا۔ حضور نے فرمایا تھوڑے تھوڑے میرے پاس آئیں اور کھانا کھائیں وہ سیر ہو گئے اور چلے گئے پھر اور لوگ آئے حتیٰ کہ تمام لوگ سیر ہو گئے اور پیالہ میں اتنا ہی کھانا باقی تھا جو میں لایا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے وقت لوگوں سے فرماتے تھے۔ ہڈیوں کو نہ توڑو پھر آپ نے ہڈیاں جمع کر کے ان پر دستِ اقدس رکھ کر کلام فرمایا جو میں نے نہ سُنا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بکری کان ہلاتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ حضور نے مجھے فرمایا یہ اپنی بکری لے جاؤ!

میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو اُس نے کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اللہ سے دعا فرمائی تو اللہ نے اس کو زندہ کر دیا۔ اس کی بیوی نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ حضور اللہ کے رسُول ہیں (ابو نعیم)

بیہقی نے اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے ابو سبرہ نخعی سے صحیح حدیث ذکر کی کہ ایک شخص یمن سے آیا راستہ میں اس کا گدھا ہلاک ہوگیا۔ اس شخص نے وضوء کر کے دو رکعتیں پڑھیں، پھر کہا اے اللہ! میں تیری راہ میں جہاد کرنے اور تیری رضاء طلب کرنے آیا تھا میں یقین کرتا ہوں کہ تو مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو زندہ اُٹھائے گا۔ آج کسی کا مجھ پر احسان نہ کر میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کر دے۔ گدھا کان ہلاتا اُٹھا زندہ ہوگیا بیہقی نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے۔ اس طرح کے واقعات صاحب شرع کی کرامت ہیں شعبی نے اس حدیث میں کچھ اضافہ کیا کہ میں نے اس گدھے کو دیکھا کہ وہ کناسہ میں فروخت ہو رہا تھا۔

ابوجہل کے ارادہ میں ناکامی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوجہل ملعون نے کہا کیا محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ زمین پر چہرہ رکھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں کہا گیا ہاں! اُس نے کہا لات و عزیٰ کی قسم اگر میں نے یہ کرتے دیکھا تو ان کی گردن زمین میں روند دوں گا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل آپ کی گردن کو روندنے آیا تو فوراً پیچھے لوٹنا شروع کر دیا اور ہاتھوں سے بچاؤ کرنے لگا کسی نے کہا تجھے کیا ہوگیا۔ ابوجہل نے کہا میں نے دیکھا کہ میرے اور محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے درمیان

آگ کی خندق، ڈراؤنی اشیاء اور پر ہی پر نظر آئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی کر دیتے (مسلم شریف)

یہ ابوجہل ہے جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں پیش پیش تھا ہر وقت حضور کی اذیت میں موقعہ کا متلاشی رہتا تھا لوگوں سے کہتا تھا کہ محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ ہمارے دین پر عیب لگاتے ہیں۔ ہمارے آباء و اجداد کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے بتوں کی توہین کرتے ہیں۔ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو پتھر سے اُن کا سر توڑ ڈالوں گا، اس کے بعد بنو ہاشم جو بھی کرنا چاہیں کریں، صبح ہوئی تو پتھر لے کر بیٹھ گیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنا شروع کی اُدھر قریش بھی اپنی بیٹھکوں میں نظارہ دیکھنے بیٹھ گئے جب حضور سجدہ میں گئے تو ابوجہل پتھر اُٹھا کر آپ کی طرف آگے بڑھا جب آپ کے قریب آیا تو رنگ زرد ہوگیا اور مرعوب ہو کر اُلٹے قدم ایڑیوں کے بل لوٹا اس کے دونوں ہاتھ پتھر پر خشک ہوگئے اور پتھر ہاتھ سے گر گیا اہل مکہ اس کے پاس آئے اور اس کا حال پوچھا تو اُس نے کہا میرے سامنے بہت قوی ہیکل اونٹ آیا آج تک میں نے ایسا اونٹ کبھی نہیں دیکھا اور نہ کسی اونٹ کے اس قدر لمبے دانت دیکھے ہیں اُس نے مجھے کھانا چاہا اس لئے میں اُلٹے قدم پیچھے کی طرف ایڑیوں کے بل لوٹا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو اس کو پکڑ لیتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابوجہل بہت سرکش ہے۔

ابوجہل سے اونٹوں کی قیمت دلوانا

محمد بن اسحاق اور بیہقی نے عبدالملک بن ابوسفیان سے ذکر کیا کہ اراش سے ایک شخص مکہ مکرمہ میں اونٹ فروخت کرنے آیا۔ ابوجہل نے اونٹ خرید لئے اور ان کی

قیمت ادا کرنے میں تاخیر کر دی، اونٹ فروخت کرنے والا آیا اور جہاں قریش بیٹھا کرتے تھے وہاں آیا اور کہا میں مسافر ہوں ابوجہل نے میرا حق دبا رکھا ہے تم میں کوئی شخص ہے جو اس سے میرا حق دلوائے ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہا وہ جو مسجد کے کونہ میں ہیں اُن کے پاس جاؤ وہ تمہارا حق دلوائیں گے۔ وہ جانتے تھے کہ حضور اور ابوجہل کے درمیان عداوت ہے (اس میں ان کا بُرا ارادہ تھا) وہ شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپ سے معاملہ ذکر کیا تو آپ اس کے ساتھ چل پڑے۔ حتیٰ کہ ابوجہل کے مکان پر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل بولا کون ہو فرمایا "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ باہر آیا جبکہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کا حق اسے دے دو۔ ابوجہل نے کہا میں ابھی دیتا ہوں وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور اس شخص کا حق اسے ادا کر دیا پھر واپس چلا گیا لوگوں نے کہا اے ابا الحکم آج تو نے عجیب بات کی ہے۔ ابوجہل نے کہا تمہاری خرابی ہو اللہ کی قسم! جب انھوں نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا تو مجھ پر رُعب طاری ہو گیا جب ان کی طرف باہر آیا تو میرے سر پر بہت بڑا اونٹ تھا اس کی کھوپڑی جیسی کسی اونٹ کی کھوپڑی میں نے کبھی نہیں دیکھی اور نہ ہی اس کے دانتوں جیسے بڑے بڑے دانت میں نے دیکھے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر میں حق ادا کرنے سے انکار کرتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔

بنو مخزوم کی ناکامی

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا الخ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ کفار قریش ہیں جن میں سے ابوجہل اور ولید بن مغیرہ ہیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ تیار کیا، ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نماز میں بُلند آواز سے قراءت فرما رہے تھے۔ کفار نے قراءت سُن کر ولید بن مغیرہ کو بھیجا کہ حضور کو قتل کرے وہ اس جگہ آیا جہاں حضور نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کی قراءت سُنتا تھا لیکن آپ نظر نہیں آتے تھے۔ کفار آپ کی آواز کی طرف گئے تو آواز اُن کے پیچھے سے سُنائی دینے لگی وہ اس آواز کی طرف گئے تو پھر آواز اُن کے پیچھے سے سُنی جاتی تھی۔ آخر وہ ناکام ہو کر واپس لوٹے (بیہقی)

اسی قبیلہ کا ایک آدمی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا تاکہ آپ کو پتھر مارے جب پتھر مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا تو اس کا ہاتھ پتھر کے ساتھ جم گیا وہ ہاتھ سے پتھر نہ جدا کر سکا اور اپنے ساتھیوں کی طرف ناکام لوٹا۔ اُنھوں نے کہا تو بزدل ہو گیا ہے اُس نے کہا بزدل نہیں ہُوا ہوں۔ یہ پتھر میرے ہاتھ میں ہے میں اس کو پھینکنے پر قادر نہیں ہوں، اُنھوں نے تعجب سے اس کی انگلیوں کو دیکھا کہ وہ پتھر کے ساتھ جم گئی تھیں" اُنھوں نے بڑی مشکل سے اس کی انگلیاں پتھر سے علیحدہ کیں" (ابو نعیم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بلند آواز سے نماز میں قرأت کرتے تھے۔ کفارِ قریش جمع ہو کر آپ کو پکڑنے آئے تو اُن کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ جم گئے اور وہ اندھے ہو گئے انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور رحم کا واسطہ دے کر درخواست گزاری کہ ان کے ہاتھ اور آنکھیں درست ہو جائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی تو اُن کی خلاصی ہُوئی۔ (ابو نعیم)

جذعہ سے دودھ دوہنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نوجوان تھا مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں

چرایا کرتا تھا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق تشریف لائے، جبکہ وہ مشرکوں سے بھاگ کر نکلے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا اے نوجوان تیرے پاس دودھ ہے تو ہمیں پلاؤ، میں نے کہا میں دودھ کا امین ہوں" لہٰذا معذور ہوں"۔ انھوں نے کہا کیا تیرے پاس جذعہ ہے جو ابھی تک نر کے قابل نہ ہوا ہو، میں نے کہا جی ہاں! میں اُن کے پاس جذعہ لایا۔ ابوبکر صدیق نے اس کو روکا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پستان پکڑ کر دعا فرمائی تو پستان دودھ سے بھر گیا۔ ابوبکر صدیق آپ کے پاس پتھر کا برتن لائے اس میں دودھ دوہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود پیا اور مجھے بھی پلایا پھر پستان سے فرمایا سمٹ جا وہ سمٹ گیا اور پہلے جیسا ہو گیا"۔ (ابن سعد)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی کتابوں میں مزید خصوصیات

یوں تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ ایجادِ عالم اور مظہرِ ذاتِ الٰہ ہیں۔ استخلافِ آدم سے مقصود آپ کی تخلیق ہے لہٰذا آپ مقصود اور آدم وسیلہ ہیں۔ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ دراصل یہ سجدہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب تھا جو آدم کی پیشانی میں درخشاں تھا۔ اگر ابلیس آدم کی پیشانی دیکھتا تو کبھی سجدہ کرنے سے انکار نہ کرتا اور حسنِ عاقبت سے مایوس نہ ہوتا۔ آپ ہی اوّل اور آخر ہیں آپ کی تخلیق سارے نبیوں سے پہلے ہے اور آپ ہی پہلے نبی ہیں اسی لئے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم، روح اور جسم کے درمیان تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے میثاق دیا تھا اور آپ نے

ہی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کے روز سب سے پہلے "بلیٰ" فرمایا تھا۔ آپ ہی کے لئے آدم اور ساری مخلوق پیدا ہوئی (بیہقی)

اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسمِ گرامی عرش اور تمام آسمانوں پر رقم کیا حتیٰ کہ تمام جنتیوں کے درختوں کے پتوں پہ آپ کا نام ذکر کیا۔ (ابن عساکر)

اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ انہیں کتاب و حکمت دے گا پھر اگر ان کے پاس رسول آئے جو اُن کی کتابوں کی تصدیق کرے تو اس پر ضرور ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں۔ حضور کی عظمتِ شان کے لئے اللہ نے نبیوں سے عہد لیا۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد جتنے نبی مبعوث کئے۔ ہر ایک سے یہ عہد لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو آن پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ بایں ہمہ وہ اپنی قوموں سے بھی یہی عہد لیں۔ پہلی کتابوں میں آپ کی تبشیر مذکور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو خوشخبری دی کہ میرے بعد عظیم رسول تشریف لا رہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف میں آدم سے آپ تک کسی جاہلیت کی غلاظت نے جنم نہیں لیا۔ (بیہقی)

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت تمام اصنام اوندھے منہ گر پڑے۔ آپ مختون مقطوع السُّرہ پیدا ہوئے (طبرانی)

ابن سعد نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم مقدس سے نظیف باہر تشریف لائے آپ کے جسم شریف پر قطعاً قذر نہ تھی۔ پیدائش کے وقت زمین پر تشریف لاتے ہی سربسجود تھے عاجزی کرتے ہوئے انگلیاں اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ سے نور ظاہر ہوا جس نے شام کے محلات روشن کر دیئے دیگر نبیوں کی مائیں بھی یہ دیکھتی رہی ہیں آپ کے

گہوارہ شریف کو فرشتے حرکت دیتے تھے اور چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور آپ جدھر اشارہ کرتے تھے چاند ادھر مائل ہو جاتا تھا آپ گہوارہ میں باتیں کرتے تھے۔ گرمی میں بادل سایہ کرتے تھے۔ اگر درخت کے سایہ میں لوگ بیٹھ جاتے آپ دھوپ میں ہی بیٹھ جاتے اور درخت کا سایہ آپ پہ مائل ہو جاتا۔ آپ کا سینہ مبارک کھولا گیا۔ خالقِ کائنات نے قرآن کریم میں آپ کا ہر عضو ذکر فرمایا۔ دل کا "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى اور نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ" میں ذکر کیا۔ آپ کی زبان شریف "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" میں اور "فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ" میں ذکر کی۔ چہرہ انور "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ" میں ذکر کیا ہاتھ اور گردن شریف "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ" میں بیٹھ اور صدر شریف "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِىْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ" میں ذکر فرمایا اور آپ کا اسمِ گرامی اپنے نام "محمود" سے نکالا۔ بخاری نے تاریخ صغیر میں ذکر کیا:

"وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ؛ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ"

امام مسلم نے ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی "احمد" رکھا گیا۔ پہلے اس نام سے کوئی موسوم نہ تھا۔ آپ جب سوتے تو بھوک ہوتی جب بیدار ہوتے تو سیر ہوتے، اللہ تعالیٰ آپ کو کھلاتا پلاتا تھا۔ آپ پیچھے ایسا ہی دیکھتے جیسے آگے دیکھتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے (بیہقی) آپ کا تھوک مبارک نمکین پانی کو میٹھا کر دیتا تھا جب آپ پتھروں پر چلتے تھے تو آپ کے قدم شریف اس میں دھنس جاتے تھے۔ آپ کی آواز شریف دُور دراز تک پہنچتی جہاں کسی اور کی آواز نہ پہنچتی تھی۔ یہی حال آپ کی سماعت مبارکہ کا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں وہ سُنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے ہو۔ میں آسمانوں میں اڑنے والے پرندوں کے پروں کی آواز سُنتا ہوں، جنگلات میں چلنے والے اونٹوں کے کجاوں

کی آوازیں سنتا ہوں، بھوکے لوگوں کے پیٹ کی آواز سُنتا ہوں۔ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں دل بیدار رہتا تھا، دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی یہی حال تھا آپ کو جمائی کبھی نہیں آتی تھی، دوسرے نبیوں کا بھی یہی حال تھا۔ آپکو کبھی احتلام نہ ہُوا تھا دوسرے نبیوں کا بھی یہی حال تھا (طبرانی) آپ کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب آپ دراز قد لوگوں کے ساتھ چلتے تو اُن سے دراز، آپ کا سایہ زمین پہ واقع نہ ہوتا تھا۔ سُورج کی روشنی اور چاند کی ضیاء میں آپ کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔ آپ کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نہ ہی مچھر آپ کا خون چُوستا تھا۔ آپ کی بعثت کے وقت کاہن ختم ہو گئے اور جنّ آسمانوں سے چوری کرنے سے رک گئے، جبکہ اُن پہ آسمانوں سے انگارے برسنے لگے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا شیطان آسمانوں پہ آتے جاتے تھے اور وہاں سے خبریں سُن کر کاہنوں کے کان میں ڈالتے تھے۔ جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہُوئے تو تین آسمانوں سے ان کو روک دیا گیا اور جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تولد شریف ہُوا تو تمام آسمانوں سے ان کو روک دیا گیا اب جو کوئی آسمانوں سے چوری کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس پہ انگارے پھینکے جاتے ہیں۔ شب اسریٰ میں آپ کو لگام والا براق پیش کیا گیا جس پہ زینہ کسا ہُوا تھا۔ دوسرے نبی ننگے براق پہ سواری کرتے تھے۔ آپ مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے لامکان کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کی خدمت میں سارے نبی حاضر کئے گئے۔ آپ نے نبیوں اور فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنّت دوزخ دکھایا (بیہقی)

آپ نے اللہ تعالیٰ کو سرِ مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپکے لئے کلام اور رُؤیت کو جمع کیا۔ اور ملاءِ اعلیٰ میں آپ سے کلام کیا جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر کلام کیا۔ آپ کے ساتھ فرشتے چلا کرتے تھے آپ جہاں بھی تشریف لے جائیں

فرشتے آپ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے اور جنگِ بدر اور غزوہ حنین میں آپ کی معیت میں جنگ بھی لڑی۔ بنو قریظہ سے جنگ کرنے کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام مسلح حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبکہ سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کپڑے اُتار دیئے تھے۔ عرض کیا آپ نے کپڑے اُتار دیئے ہیں ہم نے نہیں اُتارے فرمایا کیا پروگرام ہے۔ بنو قریظہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ابھی اُن سے جنگ کرنا باقی ہے (بخاری)

جنگِ بدر میں جبرائیل و میکائیل آپ کے دائیں بائیں دوش بدوش معاونِ کارزار تھے

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ بعض علماء نے کہا سارے جہان کی اجناس کی کنجیاں آپ کو دی گئیں تو لوگوں کی حاجت کے مطابق اُن کے لئے ظاہر کیں، لہٰذا دنیا میں جو بھی رزق ظاہر ہوتا ہے۔ خداوند قدوس سیدِ عالم کے ذریعے عطاء کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے حضور کی زبان شریف پر ظاہر کرتا ہے (بخاری) عارف باللہ امام احمد رضا خان نے بخاری کی حدیث: یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَا یَشَآءُ ،، کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے ؎

جو وہاں سے ہو یہیں آکر ہو ٭ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں کے لئے مبعوث ہیں اور آپ کی شریعت ساری مخلوق کے لئے ہے؛ لہٰذا جو بھی آپ کو سُنے اس پر واجب ہے کہ آپ پر ایمان لائے۔ اس عموم میں جن بھی شامل ہیں اور آپ کی رحمت سب جہانوں کے لئے ہے۔ جس کو حضور کی رحمت حاصل نہ ہوئی ہو وہ اس کی اپنی عدمِ قابلیت کے سبب محروم ہے جیسے سورج کی شعاعیں ہر ایک کو پہنچتی ہیں، لیکن جو کوئی مکان میں چھپا ہو یا دیوار کے سایہ تلے ہو وہ انتشارِ نُور کو قبول نہیں کرتا۔ یہ سورج کی شعاعوں میں قصور نہیں

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ!

عظمتِ مُصطفٰی علیہ التّحیۃُ والثّناء

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم انسانوں، جنوں اور سب فرشتوں کے رسُول اور سب جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ خالقِ کون و مکان نے فرمایا بابرکت وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب نازل فرمائی؛ تاکہ وہ سب جہانوں کو ڈرائیں ،، اس آیت میں عبد سے مراد جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں اور عالَم سے مراد ما سوی اللہ ہے یعنی اللہ کے سوا ساری مخلوق عالم میں داخل ہے! لہٰذا انسان جن اور فرشتے تمام کے آپ رسُول ہیں۔ قرآنِ کریم میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور کو خطاب کر کے "یا محمّد" نہیں فرمایا جبکہ آپ کے سوا تمام نبیوں اور رسولوں کے ناموں سے انہیں پکارا ہے اور آپ کی اُمّت پر آپ کے اسمِ گرامی سے نداء کرنا حرام کیا اور فرمایا رسول کو بلانے میں وہ طریقہ اختیار نہ کرو جو آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کے نداء کرتے ہو اور رسُول کو نداء کرنے میں آواز بلند نہ کرو۔ یعنی سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پسِ پردہ بلند آواز سے نداء نہ کرو، لیکن توقیر و تواضع کو ملحوظ رکھتے ہوئے پست آواز سے یا رسُول اللہ، یا نبی اللہ کہو اور آپ کی آواز پر تم آواز بلند نہ کرو لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ،، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو ابوبکر صدیق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایسے کلام کرتے تھے جیسے رازداری سے کوئی بات کی جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمر فاروق کے نہایت ہی آہستہ کلام کرنے کے سبب ان کا کلام نہ سُن پاتے تھے حتیٰ کہ اُن سے استفہام فرماتے کہ کیا کلام کیا ہے۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور ادب کا مقتضٰی یہ ہے کہ آپ کو دُور سے نداء نہ کی جائے اور آپ کے حُسنِ ادب اور جاہ و حشمت کی رعائت کی جائے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا آپکی خدمت میں حاضر ہونا

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اسرافیل علیہ السلام کسی نبی کے پاس نہیں آئے ؛ چنانچہ طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس آسمان سے ایک فرشتہ آیا جو اس سے قبل کسی نبی کے پاس نہیں آیا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے پاس آئے گا وہ اسرافیل ہے اس نے کہا میں آپ کے رب کی طرف سے حاضرِ خدمت ہُوا ہوں۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ سے عرض کروں کہ آپ کو یہ اختیار دوں کہ آپ نبی عبد رہنا چاہتے ہیں یا نبی بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ میں نے جبرائیل کی طرف دیکھا تو اس نے اشارہ کیا کہ تواضع وانکساری کریں اگر میں کہتا کہ میں نبی بادشاہ بننا چاہتا ہوں تو میرے ساتھ پہاڑ سونا بن کر چلتے۔"

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کی برکت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے موافق نام رکھنا باعثِ برکت ہے اور دُنیا و آخرت میں نافع ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ جنت میں چلے جاؤ وہ کہیں گے اے مولیٰ کریم ہم کس وجہ سے جنت کے اہل ہوئے ہیں ؟ ہم نے تو ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کے سبب ہم کو جنت کے اہل کیا جائے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم دونوں جنت میں داخل ہو جاؤ میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کا نام احمد اور محمد ہوگا اس کو دوزخ میں داخل نہیں کروں گا۔

ایک صحابی کی شہادت دو گواہوں کے برابر

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ جسے چاہیں کسی حکم کے ساتھ مختص کر دیں۔ ابوداؤد نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کے اسناد سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی گھوڑے کی قیمت وصول کرنے کے لئے آہستہ آہستہ آپ کے پیچھے جا رہا تھا جبکہ حضور تیز رفتار تھے۔ راستہ میں لوگوں نے اعرابی سے کہا کیا گھوڑا فروخت کرو گے ؟ لیکن ان کو یہ علم نہ تھا کہ یہ گھوڑا اب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر لیا ہے۔ اُنھوں نے گھوڑے کی قیمت خرید حضور کی قیمت خرید سے زیادہ بتائی ؛ چنانچہ اعرابی نے بیع کا انکار کر دیا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے گھوڑا میرے پاس فروخت کیا ہے۔ اعرابی نے کہا اگر آپ نے خریدا ہے تو اس پر گواہ پیش کریں وہاں موجود مسلمانوں نے کہا اے اعرابی تو ہلاک ہو جائے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً سچ فرماتے ہیں۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا آپ ہمیشہ سچ کہتے ہیں۔ اتنے میں خزیمہ بن ثابت آگئے اور جانبین سے بات سُنی تو کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہ ہوں کہ آپ نے اعرابی سے گھوڑا خریدا ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ سے کہا تم تو بیع کے وقت موجود نہ تھے۔ گواہ وہ ہوتا ہے جو موقعہ پر موجود ہو۔ خزیمہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی آسمان کی خبر کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس خبر پہ آپ کی تصدیق کیوں نہ کروں۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خزیمہ کی شہادت دو شہادتوں کے برابر ہے جس مقدمہ میں خزیمہ تنہا گواہ ہوں اس میں دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔ خزیمہ کے سوا اسلام میں کوئی شخص نہیں جس کی شہادت دو مردوں کی شہادت کے برابر ہو۔

کافروں سے جنگیں

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انیس (۱۹) جنگیں لڑی ہیں۔ جب آپ جنگ کی تیاری کرتے تو یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِكَ اُقَاتِلُ	اے اللہ! تو میری قوت ہے تو ہی میرا مددگار ہے اور تیری قوت سے میں کافروں سے جنگ کرتا ہوں۔"

سب سے پہلے ابواء پھر بُواط اور عُشَیْرہ کی جنگیں لڑیں، عُشَیْرہ کو عُسَیْرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ مشہور عُشَیْرہ ہے۔ الواء مدینہ منورہ "شَرَّفَہَا اللہ تعالیٰ" کی سمت میں جُحْفَہ سے تئیس (۲۳) میل دُور گاؤں ہے۔ یہاں وباء بہت ہے اس لئے اس کو قلبِ حروف کر کے ابواء پڑھتے ہیں؛ ورنہ اَوْباء کہا جاتا یہ اسلام میں پہلی جنگ ہے۔ مدینہ منورہ تشریف لانے کے تقریباً ایک سال بعد صفر کے مہینہ میں آپ نے قریش کا تعاقب کیا اور اُن سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا لیکن رئیس مجدی نے صلح کرادی جو بنی ضمر بن بکر بن عبد مناف کا سردار تھا اس لئے آپ جنگ کئے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ اَبْوَاء کو وَدّان بھی کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں آپ نے سعد بن عبادہ کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا تھا"

اس غزوہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا ہُوا تھا اس جنگ میں صرف مہاجرین تھے۔ انصار میں سے کوئی نہ تھا آپ نے قریش کے قافلہ کا تعاقب کیا تھا جو صلح پر ختم ہُوا۔ صُلح نامہ کا متن یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنو ضمرہ نہیں لڑیں گے اور نہ ہی آپ اُن سے جنگ کریں گے۔ اس جنگ میں پندرہ روز مدینہ منورہ سے باہر رہے۔

غزوۂ بُواط

یہ قبیلہ جُہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ جو ینبع کے قریب ہے یہ غزوہ دُوسری ہجری کے ربیع الاوّل شریف میں واقع ہُوا جبکہ عُشَیْرہ دو جمادی الاوّل میں وقوع پذیر ہُوا۔ اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص نے جھنڈا اُٹھایا ہُوا تھا۔ اس میں مدینہ منورہ پر سعد بن معاذ کو حاکم مقرر کیا تھا۔ ابن ہشام نے کہا سائب بن عثمان ابن مظعون کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ آپ نے دو (۲) سو صحابہ کی معیت میں قریش کے قافلہ کا تعاقب کیا اس میں اُمیہ بن خلف اور سو قریش نوجوان تھے جبکہ اُن کے پاس دو ہزار پانچ سو اُونٹ تھے جو تجارت کے مال سے لدے ہُوئے تھے ان تینوں سفروں ابواء، بُواط اور عشیرہ میں جنگ نہیں ہُوئی لیکن یہ جنگِ بدر کا سبب بنے۔ اس قافلہ کا سردار ابو سفیان تھا جو شام سے مالِ تجارت لایا تھا جب مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا تو ابو جہل وغیرہ اس کی مدد کو نکلے جبکہ ابو سفیان کا قافلہ دوسرا راستہ اختیار کر کے نکل گیا اور ابو جہل کی مسلح فوج بدر کے میدان میں مسلمانوں کے سامنے صف آرا ہُوئی اور عظیم معرکہ ہُوا جس میں ابو جہل سمیت قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور کفر کی قوت مُضمحل ہو گئی جو اسلام کے ابتدائی عروج کا سبب ہُوا۔

غزوۃ عُشَیْرہ

یہ غزوہ ہجرت سے سولہ (۱۶) ماہ بعد واقع ہُوا۔ اس غزوہ میں مدینہ منورہ پر ابو سلمہ کو حاکم مقرر کیا اور حضرات صحابہ کرام سمیت تیس (۳۰) اونٹوں پر باری باری سوار ہو کر نکلے اس میں قریش کے تجارتی قافلہ کی راہ روکنا تھی جو کثیر مال لے کر شام سے آئے

آپ ذو العشیرہ پہنچے جو مدینہ منورہ سے تقریباً ۳۶ میل دُور ہے لیکن وہ دوسری راہ اختیار کرکے نکل گئے۔ اس طرح یہ غزوۂ بدر کا باعث ہُوا۔

اس مقام میں یہ بات ملحوظ خاطر ہو کہ مکہ کے لوگ حربی تھے؛ کیونکہ مکہ اس وقت دارالحرب تھا؛ جبکہ وہاں اسلامی شعائر پر بہت سختی کی جاتی تھی اور وہ علانیہ نماز بھی نہ پڑھنے دیتے تھے۔ اسلام کی رُو سے اہل حرب معصوم الدم نہیں بلکہ ان کو قتل کرنا اور ان کے مال پر قبضہ کرنا مباح ہے تاکہ کفر کی طاقت کمزور ہو اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کا تعاقب کیا جبکہ اس کا پس منظر اسلام کا عروج تھا۔ خالقِ کائنات فرماتا ہے: اِنَّہَا اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ لَکُمْ ،، کہ دو گروہوں میں سے جو ابوسفیان کا قافلہ دوسرا بدر میں جنگ ہے ،، ایک تمہارے مفاد میں ہے اور تم اس میں کامیاب ہو گے اور اس کا ظہور بدر میں ہُوا؛ جبکہ قافلہ نکل گیا۔ خداوند قدوس نے اس طرح دونوں طاقتوں کو آمنے سامنے کیا، کیونکہ اگر جنگ کی تاریخ مقرر کرتے تو اس میں اختلاف راہ پاسکتا تھا؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعَادِ ،، یعنی اگر تم خود جنگ کے لئے وقت مقرر کرتے تو اختلاف کرتے ،، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عروج دیا۔ دراصل ابوسفیان کے قافلہ کے تعاقب کا پس منظر یہی تھا۔ اس سے دنیائے کفر میں اسلام کی سطوت اور غلبہ نے کفر کی کمر توڑ دی۔

غزوۂ بدر

ابوسفیان شام سے تجارت کا مال لایا، جبکہ اس کے ہمراہ صرف ایک سو آدمی تھے۔ اُن میں امیۃ بن خلف بھی تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مال کو قبضہ میں کرنے کے لئے بُلایا۔ ادھر ابوسفیان

کو بھی اطلاع پہنچی تو اُس نے ضمضم بن عمرو کو مکہ بھیجا کہ مال کی حفاظت کے لئے قریش کو اطلاع کرے۔ ضمضم مکہ میں آیا اور اپنے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی اور اپنی قمیص پھاڑ دی اور شور و غوغا کرتا ہُوا قریش کے پاس آیا اور اُن سے کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اور اُن کے ساتھی ابوسفیان کے قافلہ کو روکنے والے ہیں، تم اپنے اموال سے محروم ہو جاؤ گے، بہت جلد ابوسفیان کی مدد کو پہنچو" قریش بعجلت تیاری کرکے ابوسفیان کی مدد کو نکلے،،

ضمضم بن عمرو غفاری کے مکہ مکرمہ جانے سے تین روز قبل حضرت عبدالمطلب کی بیٹی عاتکہ نے خواب دیکھا تھا جس سے وہ بہت پریشان ہُوئی اور یہ خواب حضرت عباس کو سُنایا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ تمہاری قوم پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ میں نے ایک اونٹ سوار کو دیکھا کہ وہ مکہ میں آکر ابطح وادی میں ٹھہر کر بُلند آواز سے پکار رہا ہے کہ اے آلِ غُدر تین دن میں اپنے مرنے کی جگہ جاؤ لوگ جمع ہو گئے پھر وہ مسجد میں گیا اور لوگ اس کے پیچھے تھے اچانک اس کا اونٹ کعبہ کی چھت پر ظاہر ہو کر چلایا خبردار اے آلِ غُدر تین دن میں اپنے مرنے کی جگہ پہنچو پھر اس کا اونٹ جبلِ ابی قُبیس پہ ظاہر ہُوا اور اسی طرح چلایا پھر اُس نے ایک پتھر پکڑ کر چھوڑ دیا وہ گرتا ہُوا پہاڑ کے نیچے حرکت کرنے لگا۔ مکہ مکرمہ میں کوئی چھوٹا بڑا مکان نہ تھا جس میں قلق و اضطراب نہ ہو (یہ خواب کا متن تھا)

حضرت عباس نے اپنی ہمشیرہ عاتکہ سے کہا یہ خواب صیغۂ راز میں رکھو کسی سے بیان نہ کرنا۔ اگر اس خواب کا قریش کو پتہ چل گیا تو وہ ہم کو اذیت پہنچائیں گے۔ عباس عاتکہ سے رخصت ہو کر باہر آئے تو ان کو ولید بن عتبہ ملا جبکہ وہ عباس کا گہرا دوست تھا اُنہوں نے اس سے یہ خواب بیان کیا اور ساتھ ہی کہا کہ اس کو صیغۂ راز میں رکھو۔ ولید نے یہ خواب اپنے والد سے ذکر کیا اس نے یہ لوگوں سے

ذکر کر دیا اس طرح یہ راز افشا ہو گیا۔ پھر عباس نے کہا میں کعبہ کی طرف جاتا تھا کہ اچانک ابوجہل سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا اے عبدالمطلب کے خاندان تم میں یہ نبی خبر کب پیدا ہوئی ہے عباس نے کہا وہ کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا وہ عاتکہ کا خواب ہے کیا تم اس سے خوش ہو کر تمہارے مردوں کی طرح تمہاری عورتوں نے بھی خبریں دینا شروع کر دی ہیں۔ اگر تین دن گزر گئے اور کوئی شئی ظاہر نہ ہوئی تو ہم تمہاری برادری کے حق میں یہ لکھ دیں گے کہ تم عرب میں بہت جھوٹے ہو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عاتکہ کے خواب کو اچھا نہ سمجھا تھا۔ عباس نے کہا بنو عبدالمطلب سے کوئی عورت پیچھے نہ رہی وہ سب جمع ہو گئیں اور کہا کیا تم نے اس خبیث کے لئے اقرار کر لیا ہے جو تمہارے مردوں کے بارے میں باتیں بناتا ہے۔ اب عورتوں کے حق میں بکواس کرنا شروع کر دیا ہے۔ عباس نے کہا میں اس کا مقابلہ کرنے باہر نکلا وہ مجھے دیکھ کر چھپ گیا۔ میں نے کہا یہ خوف زدہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے ضمضم کی آواز سنی۔ (حاکم، بیہقی)

بیہقی نے اپنے اسناد سے بیان کیا جب قریش بدر کی طرف روانہ ہوئے اور عشاء کے وقت جحفہ پہنچے ان میں بنی مطلب بن عبد مناف سے ایک آدمی تھا جسے جہیم بن صلت بن مخرمہ کہا جاتا تھا وہ بیٹھے بیٹھے سر نیچا کر کے سو گیا پھر اچانک اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم نے کوئی سوار دیکھا ہے جو ابھی یہاں آیا تھا۔ انہوں نے کہا تو مجنون ہے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا اُس نے کہا ابھی ابھی میرے پاس ایک سوار آیا اور کہا ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابوالبختری اور امیہ بن خلف سب قتل ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کفار قریش بھی ذکر کئے اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے ساتھ شیطان مذاق کرتا ہے۔ یہ بات ابوجہل کو پہنچی تو اُس نے کہا اے بنی مطلب تم بنی ہاشم جھوٹ بولتے ہو کل دیکھ لو گے کون قتل ہوتا ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے روز تین سو تیرہ مجاہد لے کر نکلے جیسے طالوت تین سو تیرہ سوار لے کر جالوت کے مقابلہ نکلا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اے اللہ! یہ پاؤں سے ننگے ہیں، ان کو سواریاں عطا کر اے اللہ! ان کے جسم برہنہ ہیں ان کو لباس پہنا۔ اے اللہ! یہ بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلا اور سیر کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بدر میں فتح نصیب کی وہ واپس آئے تو ہر ایک کے پاس ایک یا دو اونٹ بوجھ سے لدے ہوئے تھے۔ انہوں نے اچھے لباس زیب تن کئے اور خوب سیر ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

مفسرین نے ذکر کیا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے قریش آنے کی خبر پہنچی تو صحابہ کرام سے مشورہ کیا ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے کہا بہت اچھا بہت اچھا، مقداد نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں خدا کی قسم ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ”تم اور تمہارا رب جاؤ اور عمالقہ سے جنگ کرو، ہم یہاں بیٹھتے ہیں“ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم کو برک غماد کی طرف لے جائیں تو ہم تعمیل ارشاد کریں گے (برک غماد مکہ مکرمہ سے یمن کی جانب پانچ روز کی مسافت میں مقام ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت اچھا!“ پھر انصار سے مشورہ کیا تو سعد بن معاذ نے کہا آپ کا جو ارادہ ہے پورا کریں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں اس سمندر میں لے جائیں تو ہم آپ کے ساتھ سمندر میں داخل ہو جائیں گے جنگ میں صبر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ برکت کرے گا آپ تیاری کریں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ برکت کرے گا۔ اب چلو اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ دو گروہوں میں سے

ایک تمہارے لئے ہے ایک تو نکل گیا۔ اب دوسرا ہمارے سامنے ہے۔ فرمایا اللہ کی قسم! میں اُن کے مرنے کی جگہیں دیکھ رہا ہوں پھر مسلمانوں کا لشکر روانہ ہُوا اور بدر کے قریب ٹھہر گئے۔ ابوسفیان قافلہ لے کر نجات پا گیا، پھر بدر میں آنے والوں کو پیغام بھیجا کہ اللہ نے تمہارے مال محفوظ کر دیئے ہیں۔ اب واپس آجاؤ۔ ابوجہل نے کہا ہم واپس نہ جائیں گے۔ بدر میں ضرور پہنچیں گے۔ بدر عربوں کی منڈی تھی جہاں ہر سال لوگ جمع ہوتے تھے۔ ابوجہل نے کہا ہم بدر میں تین روز اقامت کریں گے اونٹ نحر کریں گے کھانا کھائیں گے، شراب پیئیں گے لونڈیاں رقص و سُرود کی محافل گرم کریں گی۔ عرب سنیں گے تو وہ ہمیشہ ہم سے خائف رہیں گے۔

ابوسفیان کا مکہ سے روانہ ہونا

جب ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ ابوجہل نے واپس آنے سے انکار کر دیا ہے تو اس نے افسوس کرتے ہُوئے کہا "ہائے میری قوم" یہ عمرو بن ہشام کا کام ہے پھر مشرکوں کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک ہونے کے لئے بدر کی طرف روانہ ہُوا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کی شاخوں سے چھوٹی سی جھونپڑی بنائی گئی تھی۔ عُمیر بن وہب نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا میں یثرب کی اونٹنیاں دیکھتا ہوں کہ وہ موت کو اُٹھائے پھرتی ہیں ان کی تلواروں کے سوا ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! میں اُن سے کسی آدمی کو قتل ہوتے نہیں دیکھتا۔ یہاں تک کہ تم سے آدمیوں کو قتل کرے گا۔ اگر اپنی تعداد کے مطابق تم کو قتل کر دیں گے تو اس کے بعد زندگی میں کچھ آرام نہیں۔ عتبہ نے واپس چلے جانے کا قصد کیا تو ابوجہل نے اس کو شرمندگی دلائی۔"

بدر میں حضور کی دعاء

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈوں کو ترتیب دینے کے بعد قبلہ رُو ہو کر دونوں ہاتھوں کو آگے بڑھا کر دعا کی: اے اللہ! اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔" آپ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کی چادر شریف کندھوں سے زمین تک پہنچ گئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کی چادر پکڑ کر آپ کو دی پھر پیچھے کمر سے آپ کو دونوں کلائیوں میں لے کر کہا یا نبی اللہ آپ کا اپنے رب سے سوال کرنا کافی ہے وہ آپ کے ساتھ کیا ہُوا وعدہ ضرور پُورا کرے گا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: بدر کے روز ہمارے پاس دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا زُبیر کا اور دُوسرا مقداد بن اسود کا گھوڑا تھا۔ مشرکوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نظروں میں مسلمان تھوڑے دکھائے اور مسلمانوں کی نظروں میں وہ تقریباً ستر دکھائی دیتے تھے۔ تاکہ دونوں ایک دوسرے کو قلیل شمار کرتے ہوئے جرأت سے لڑائی کریں۔

بدر میں سُرخ اونٹ والا

بیہقی نے کہا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا جب کفار ہمارے قریب آئے۔ ہم بھی اُن کے سامنے صف آراء ہُوئے تو اچانک ایک آدمی سُرخ اونٹ پر سوار اُن میں پھر رہا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سُرخ اونٹ والا کون ہے؟ پھر فرمایا اگر اُن لوگوں میں کوئی اچھی بات کرنے والا آدمی ہے تو یہ سُرخ اونٹ پر سوار ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور

کہا یہ شخص عتبہ بن ربیعہ ہے وہ لوگوں کو جنگ سے منع کرتا ہے اور ان کو واپس چلے جانے کی ترغیب دلاتا ہے اور کہتا ہے آج اس کو میرے سر پر باندھو اور کہو عتبہ بزدل ہو گیا ہے لیکن ابوجہل بدستور انکار کرتا رہا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کفار عتبہ کی بات تسلیم کر لیتے تو ہدایت پا جاتے۔

بدر میں مرنے والوں کے مقامات کی نشاندہی

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی شب میں زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کل فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا مرنے والے کافروں نے حضور کی متعین کردہ حدود سے ذرہ بھر خطا نہ کی۔ جنگ کے دوران عُتبہ اور اس کا بھائی شَیبہ اور بیٹا ولید تینوں آگے بڑھے اور مقابلہ کے لئے للکارا انصار سے چند نوجوان اُن کے مقابلہ میں آئے تو اُنھوں نے کہا تمہارے ساتھ ہمارا معاملہ نہیں پھر اُن کے منادی نے حضور کو ندا دی کہ ہماری قوم سے ہمارے مقابلہ کے لئے نکالو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ، عُبَیدہ اور علی سے فرمایا اٹھو مقابلہ کرو۔ کافروں نے کہا یہ ہمارے مناسب ہیں۔ عُبَیدہ نے عتبہ سے حمزہ نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے مقابلہ کیا تو حمزہ نے شیبہ کو علی نے ولید کو قتل کر دیا۔ عُبَیدہ اور عتبہ ایک دوسرے پر وار کرتے رہے۔ ہر ایک نے دوسرے کو زخمی کر دیا پھر حمزہ اور علی نے عتبہ پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور عبیدہ کو اپنے ساتھ صف میں لے آئے۔" پھر گھمسان کی جنگ شروع ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی مُٹھی لی اور قریش کی طرف متوجہ ہو کر پھینکی اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْہُ، پھر صحابہ سے فرمایا اب حملہ کر دو، صحابہ کرام نے حملہ شروع کیا۔

اور فرشتوں کی آمد بھی شروع ہو گئی۔"

فرشتوں کا بدر میں نزول

بدر میں فرشتے اترنے لگے پہلے ہوا آئی پھر چلی گئی پھر دوسری بار ہوا آئی پھر اور ہوا آئی پہلی ہوا میں حضرت جبرائیل ایک ہزار فرشتوں میں آئے۔ دوسری میں میکائیل ایک ہزار فرشتہ لے کر آئے اور تیسری میں اسرافیل ایک ہزار فرشتوں میں آئے۔ فرشتوں کی علامت نور کے سبز، زرد اور سُرخ عمامے تھے اور وہ مختلف رنگوں والے گھوڑوں پر سوار تھے۔ مشرکوں نے گھوڑوں کی آواز سُنی پھر حال یہ تھا کہ مسلمان کافر کو قتل کرنے کے لئے اس کا پیچھا کرتا تو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی کافر کا سر زمین پر گر پڑتا تھا۔ اس طرح ایک ہزار کفار کے لشکر کو شکست ہوئی اور اس جنگ میں قریش کے ستر بڑے بڑے سردار قتل ہو گئے اور ستر قید کر لئے گئے۔ قیدیوں کے متعلق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہمارے چچوں کے بیٹے اور اپنا ہی قبیلہ ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے اس طرح کفار پر ہماری قوت ہوگی اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دیدے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ابوبکر کی رائے سے متفق نہیں۔ آپ مجھے فلاں شخص جو عمر فاروق کا قریبی تھا کو قتل کی اجازت دیں میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں، علی کو عقیل کے قتل کی اجازت دیں وہ اس کی گردن زنی کرے۔ حمزہ کو ان کے بھائی کو قتل کرنے کی اجازت دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارا اخلاص دیکھ لے کہ ہم مشرکوں سے کوئی نرمی نہیں کرتے۔ یہ لوگ ان کے چودھری اور سردار ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے قیدیوں میں فیصلہ

شیخان ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی بدر کے قیدیوں کے بارے میں رائے سننے کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی اور کافروں سے فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ کیا۔

ابوجہل کا قتل

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا میں بدر کے روز صفِ قتال میں کھڑا تھا۔ میں نے دائیں بائیں نظر کی تو مجھے دو کمسن انصار لڑکے نظر آئے۔ میری خواہش تھی کہ میں طاقتور نوجوانوں کے درمیان ہوتا جو بوقت حادثہ میری مدد کرتے اچانک اُن میں سے ایک نے مجھے بلا کر کہا اے چچا ابوجہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں! میرے بھتیجے اسے کیا کہنا ہے۔ اُس نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میں اس سے جُدا نہ ہوں گا حتیٰ کہ جلدی مرنے والا مرجائے گا! پھر دوسرے نے مجھے اسی طرح کہا مجھے تعجب ہُوا کہ یہ لڑکے کیا کہتے ہیں تھوڑی دیر بعد میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں ٹہل رہا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کیا اس شخص کو دیکھتے ہو؟ وہی تو ابوجہل ہے جس کے متعلق تم پوچھتے تھے وہ بجلی کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر کے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور دونوں کہہ رہے تھے کہ ہم نے قتل

کیا ہے۔ حضور نے ان کی تلواروں پر خون دیکھ کر فرمایا درست ہے تم دونوں نے اُسے قتل کیا ہے اور ابوجہل کے سامان کا فیصلہ معاذ بن عمرو بن جموح کے لئے کیا یہ دو لڑکے مُعاذ بن عمرو اور مُعاذ بن عفراء تھے۔ (بخاری ومسلم)

عبداللہ بن مسعود نے کہا بدر کے روز میں ابوجہل کے پاس گیا جبکہ وہ زمین پر زخمی پڑا ہُوا اپنی تلوار سے اپنا دفاع کر رہا تھا میں نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اللہ کا شکر ادا کیا میں نے کہا اے اللہ کے دشمن ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں جس نے تجھے ذلیل ورسواء کیا ہے۔ ابوجہل نے کہا کوئی بات نہیں اس کی قوم ہی نے اس کو قتل کیا ہے میں نے اس کی تلوار سے اس کا سَر تن سے جُدا کر دیا اور جنابِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ کے دشمن اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے رسوا کیا ہے یہ ملعون اس امت کا فرعون تھا۔ بدر میں فتح کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السّلام گھوڑے پر سوار دربار رسالت میں حاضر ہُوئے، جبکہ اُس نے زرہ پہنے ہوئے ہاتھ میں نیزہ پکڑا تھا اور غبار سے اس کا سَر بھرا ہُوا تھا۔ عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے جُدا نہ ہوں؛ یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیں کیا آپ راضی ہیں؟ فرمایا ہاں میں راضی ہوں تو جبرائیل واپس آسمان پر چلے گئے۔

قریش کے چوبیس سرداروں کو بدر کے کنوئیں میں پھینکا گیا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں فتح کے بعد چوبیس سرداروں کے متعلق حکم دیا کہ ان کو بدر کے خبیث مُخبّث کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔ حضور کی عادت تھی کہ جب کوئی علاقہ فتح کرتے تو تین روز وہاں اقامت فرماتے اور علاقہ کے جملہ انتظامات

کی ترتیب دیتے اس لئے بدر کی فتح کے تیسرے روز سوار ہو کر اس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کفار قریش ڈالے گئے تھے،، آپ نے اُن کے نام اور اُن کے آباء کے نام لے کر ان کو نداء دی اور فرمایا کیا تمہیں اس پر خوشی ہے کہ تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ پُورا ہو گیا ہے کاش کہ تم اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرتے ہم سے جو اللہ نے وعدہ کیا تھا وہ یقیناً پُورا ہو گیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ کن سے گفتگو فرماتے ہیں؟ ان میں تو روحیں نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جو میں اُن سے کہتا ہُوں وہ اُن سے زیادہ تم نہیں سُنتے ہو لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے۔ آپ نے ان کو زجر و توبیخ، ندامت و حسرت اور ان کی تحقیر کے لئے خطاب کیا تھا۔

اصحابِ بدر کی فضیلت

حارثہ نوجوان بدر میں شہید ہو گئے۔ ان کی والدہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبّت تھی اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی امّید رکھتی ہوں اگر کوئی اور صورت ہے تو آپ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تجھ پر رحم ہو کیا تو مجنونہ ہو گئی ہے؟ کیا ایک جنت ہے جنّتیں بہت ہیں اور تیرا بیٹا جنّت الفردوس میں ہے (بخاری)

جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اہلِ بدر کی صداقت کی تصدیق فرمائی اور اُن سے متعلق کسی بھی بدگمانی سے منع فرمایا۔ اہل بدر کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ بدر میں لڑ رہے تھے اُن کے حال کو دیکھتے ہُوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ،، آئندہ جو چاہو کرو تمہارے لئے

جنت ثابت ہو چکی ہے (بخاری) اس خوشخبری اور مغفرت سے مراد آخرت میں مغفرت ہے۔ اگر اہلِ بدر سے کوئی ایسا واقعہ ہو جائے جس کے باعث حد لازم آتی ہو تو وہ ضرور پُورا کیا جائے گا۔ اصحاب بدر کی طرح جو فرشتے بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے تھے وہ فرشتے بھی دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں (بخاری)

غزوہ بدر کے بعد چھوٹے چھوٹے تقریباً پانچ غزوات لڑے ان میں سے غزوہ بنی قینقاع ہے جو دُوسری ہجری تیسری تہائی میں نصف شوال میں وقوع پذیر ہُوا۔ قینقاع کے یہودیوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے صلح کر کے غدر کیا تھا ان میں ابولبابہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر کیا تھا اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا تھا اس غزوہ میں یہودیوں کے نقضِ عہد کے بعد ان کا محاصرہ کیا۔ اُنھوں نے حضور کا فیصلہ تسلیم کیا کہ اُن کے مال آپ کے ہیں اور عورتیں اور بچے انہی کے پاس رہیں گے۔

جب بدر میں کفارِ مکہ کو شکست ہُوئی تو ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک مسلمانوں سے شکست کا انتقام نہ لے گا اس کے لئے چربی حرام ہے وہ مدینہ منورہ کی جانب گیا اور دو مسلمانوں کو قتل کیا اور کچھ مکانات جلا دیئے اور خیال کیا کہ اس کی قسم پُوری ہو گئی ہے پھر بھاگ نکلا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اُن کا تعاقب کیا۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی دوڑتے ہُوئے ستوؤں کے تھیلے پھینک گئے تاکہ ان کا بوجھ ہلکا ہو اور بھاگنے میں آسانی ہو۔ مسلمان تھیلے پکڑ کر واپس آ گئے پھر ان کا تعاقب نہ کیا اس کو غزوۂ سویق کہا جاتا ہے۔ یہ دوسری ہجری کے اواخر میں ہُوا، اس کے ایک مہینہ بعد قرقرۃ الکدر کا واقعہ ہُوا۔ اس میں ابن مکتوم کو مدینہ منورہ پر مقرر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا، ان پر کامیابی حاصل کر کے پانچ سو اونٹ لے کر واپس تشریف لائے۔

ہجرت کے تیسرے سال کی ابتداء میں سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر پہنچی کہ

غطفان جمع ہو رہے ہیں اور وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے والے ہیں۔ حضور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر مقرر کر کے نکلے تو وہ بھاگ گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں آرام کر رہے تھے کہ غورث بن حارث آیا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اُس نے آتے ہی کہا آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور نے فرمایا اللہ! وہ مسلمان ہو گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

تین ہجری کے ابتدا میں خبر پہنچی کہ قبیلہ بنی سلیم کے لوگ حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ آپ ان کی طرف نکلے تو وہ بھاگ گئے

غزوۂ اُحد

جب مشرک بدر میں شکست خوردہ مکہ مکرمہ پہنچے اور دارِ ندوہ کے پاس قافلہ کا مال دیکھا جو ابوسفیان شام سے لایا تھا تو قریش کے سردار ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا ہم یہ مال فروخت کر کے "محمد" کے لئے لشکر تیار کریں تو ہم اپنی جانوں کو آرام پہنچا سکتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں سب سے پہلے یہ تسلیم کرتا ہوں جبکہ بنو عبد مناف میرے ساتھ ہیں۔ انھوں نے سارا سامان فروخت کر دیا جو ایک ہزار اونٹ اور مال پچاس ہزار دینار کے لگ بھگ مال تھا۔ ابوسفیان نے قافلہ والوں کو اصل مال واپس کر دیا اور منافع علیحدہ کر دیئے پھر عربوں کو پیغام بھیجے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہو جائیں ان کو بدر کا حال یاد کرائیں تاکہ وہ قوت سے جنگ کریں،، مکہ کے قریش باہر نکلے جبکہ اُن کے ساتھ ابوعامر راہب تھا۔ قریش تین ہزار تھے ان کے پاس سات سو زرہیں اور پندرہ عورتیں تھیں،، وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ اور اُسید ابن حضیر چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس کھڑے تھے۔ مدینہ منورہ کی حفاظت کی جا رہی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے یہ تھی کہ

مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلیں، لیکن نوعمر نوجوان جو بدر میں حاضر نہ ہوئے تھے اور شہادت کی حرص کرتے ہوئے باہر نکلنے پر مجبور کر رہے تھے۔ اس جنگ میں مشرک تین ہزار پیادے اور دو سو گھوڑوں پر سوار تھے۔ انھوں نے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل گھوڑ سواروں پر صفوان بن اُمیہ یا عمرو بن عاص تیر اندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ مقرر کئے ان میں ایک سو تیر انداز تھے جبکہ مسلمان صرف سات سو تھے ایک گھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ابوبردہ بن نیار کا گھوڑا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر انداز ایک درہ پر بٹھائے انہیں تاکید کی کہ تم ہر حال میں یہاں درہ پر رہو تاکہ پیچھے سے کافر مسلمانوں پر حملہ نہ کریں، اگرچہ ہم غالب آجائیں تم وہیں رہو اور اگر صورت مختلف ہو جائے تو بھی وہاں ہی رہو اور ہماری مدد کو نہ آؤ بہر حال درہ خالی نہ رہنے دو۔

ابوعامر فاسق نے لڑائی کو مشتعل کیا وہ اپنی قوم سے پچاس مردوں کو ساتھ لایا اور پکارنے لگا میں ابوعامر ہوں مسلمانوں نے اس کو سخت الفاظ میں جواب دیا اُس نے کہا میرے بعد میری قوم کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کو پتھر مارنے شروع کئے۔ ابوعامر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ جبکہ مشرکوں کی عورتیں دفیں بجا رہی تھیں اور مشرکوں کو بدر کا حال ذکر کر کے لڑائی پر اُبھار رہی تھیں اور کہتی تھیں : ـ

"ہم طارق کی بیٹیاں قالینوں پر چلنے والی ہیں۔ ہمارے سر خوشبودار ہیں۔ اگر تم آگے بڑھو گے تو تم سے معانقے کریں گی اور اگر تم بھاگ جاؤ گے تو تمہیں چھوڑ جائیں گی اور تم سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہوگا۔"

مسلمانوں اور مشرکوں میں لڑائی کا آغاز ہوا تیر اندازوں نے اُن کے گھوڑوں پر تیر برسانے شروع کئے تو وہ سب بھاگ نکلے۔ طلحہ بن ابوطلحہ جس کے

ہاتھ میں مشرکوں کا جھنڈا تھا چلا کر کہہ رہا تھا میرا مقابلہ کرنے والا کون ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور دونوں صفوں کے درمیان ان کا مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اچھل کر اس کے سر پہ تلوار ماری جس سے اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور نعرۂ تکبیر بلند فرمایا پھر تمام مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرکے مشرکوں پر حملہ کر دیا، ان کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی اور صفیں ٹوٹ گئیں، پھر ابو شیبہ عثمان بن طلحہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور عورتوں کے آگے آگے اشعار پڑھنے شروع کئے۔ اس پر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کرکے اس کے کندھے پہ تلوار ماری اس کا ہاتھ اور کندھا کاٹ ڈالا اس کے ازار بند تک تلوار پہنچ گئی پھر ابو سعید بن ابو طلحہ نے جھنڈا پکڑا تو اس کو سعد بن ابی وقاص نے تیر مارا جو اس کی شاہ رگ میں لگا اور کتے کی طرح اس کی زبان باہر نکل آئی اور وہ مرگیا پھر مسافع بن طلحہ بن ابو طلحہ نے جھنڈا پکڑا تو اس کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے تیر مار کر قتل کر دیا۔ پھر کلاب ابن ابی طلحہ بن عبید اللہ نے جھنڈا اُٹھایا تو اس کو علی المرتضیٰ نے قتل کر دیا پھر شُرَیح بن قارظ نے جھنڈا اُٹھالیا تو وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے قاتل کا نام معلوم نہیں پھر اس کے غلام صواب نے جھنڈا اُٹھایا اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کر دیا۔ بعض نے کہا حضرت علی نے قتل کیا۔ بعض نے کہا قزمان نے قتل کیا جب مشرکوں میں جھنڈا اُٹھانے والا کوئی نہ رہا تو وہ بھاگ نکلے یہاں تک کہ ان کی عورتیں جو ہمراہ لائے تھے تیز بھاگ کر پہاڑوں کی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گئیں

بدر میں آنے والی بعض عورتیں

اُن میں سے ہند بنت عُتبہ ابو سفیان کے ساتھ نکلی۔ دوسری ام حکیم بنت

حرث بن ہشام اپنے شوہر عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ آئی۔ تیسری فاطمہ بنت ولید ابن مغیرہ اپنے شوہر حرث بن ہشام کے ساتھ چوتھی برزہ بنت مسعود ثقفیہ صفوان بن امیہ کے ساتھ پانچویں ریطہ بنت شیبہ سہمیہ اپنے شوہر عمرو بن عاص کے ہمراہ آئی تھی، چھٹی سلافہ بنت سعد اپنے شوہر طلحہ بن ابی عبد اللہ حجبی کے ساتھ ساتویں خناس بنت مالک مصعب بن عمیر کی والدہ، آٹھویں عمرہ بنت علقمہ بن کنانہ، یہ عورتیں جنگ اُحد میں شریک تھیں۔ یہ عورتیں کفار کی شکست کے بعد اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھا کر پہاڑ میں دوڑ رہی تھیں۔

لغزش کا انجام

جب مشرک بھاگ نکلے تو درّہ پہ کھڑے مسلمانوں نے کہا مشرک شکست کھاکر بھاگ نکلے ہیں۔ اب غنیمت کا مال جمع کرنا چاہیئے۔ عبد اللہ بن جُبیر نے کہا تمہیں یہ بھول گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم نے بہرحال اس جگہ رہنا ہے۔ اُنھوں نے عبد اللہ کی بات پہ کان نہ دھرا اور درّہ خالی کرکے غنیمت کی فراہمی میں مصروف ہوگئے وہاں صرف عبد اللہ اور چند ساتھی رہ گئے۔ عبد اللہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی نہیں کر سکتا۔ خالد بن ولید نے درّہ خالی دیکھا وہاں گنتی کے صرف چند مسلمان کھڑے ہیں تو اُس نے اور عکرمہ نے اُن پہ حملہ کرکے وہاں موجود مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ عبد اللہ بن جبیر بھی قتل ہوگئے۔ اس وقت مسلمانوں کی صفوں میں شگاف پڑ گئے اور جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور بادِ صبا بادِ سموم سے تبدیل ہوگئی اور موسم خزاں نظر آنے لگا اس حال کو ابلیس نے غنیمت سمجھا اور بلند آواز سے پکارا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے۔ اس آواز سے مسلمانوں میں مزید مایوسی پیدا ہوگئی۔ وہ اضطراب کے

عالم میں بلا تامل ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ کسے قتل کر رہے ہیں۔ اس افراتفری میں حذیفہ کے والد یمان بھی قتل ہو گئے حالانکہ حذیفہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔ یہ میرا والد ہے انہیں قتل نہ کرو لیکن گرمجوشی میں کسی نے کسی کی نہ سُنی۔ آخر انجام یہ ہُوا کہ ستر صحابہ کرام شہید ہو گئے جن میں بیشتر انصار تھے۔ سرورِ کائنات بدستور میدانِ کارزار میں مصروف رہے اور کمان سے تیر پھینکتے رہے۔ ابو بکر صدیق بھی آپ کے شانہ بشانہ لڑتے رہے مسلمانوں کے لئے یہ مصیبت کا دن تھا جب کفار سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو آپ نے ان کو پتھر مارنے شروع کئے۔ اس ہیجان میں حضور کے سامنے والے دانت شریف متاثر ہوئے اور ہونٹ مبارک بھی زخمی ہو گیا اور چہرۂ جہاں آرا خون آلود ہُوا۔ (بخاری)

جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دانت شریف پتھر لگنے سے متاثر ہوئے اور چہرۂ انور زخمی ہُوا تو حضور نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کیا جبکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرتا تھا (مسلم) عتبہ بن ابی وقاص نے حضور کا دانت توڑا وہ کافر مرا تھا اس کی نسل میں جو بچہ پیدا ہوتا تھا اس کے سامنے والے دانت ٹوٹے ہوتے تھے یہی حال ان لوگوں کا تھا جو عتبہ کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور زخمی کرنے میں شریک تھے ان کی اولاد کے سامنے والے دانت ٹوٹے ہوئے تھے (فریابی)

اُبی بن خلف کا قتل

جب بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا تو ابی بن خلف نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے پاس اعلیٰ نسل کا گھوڑا ہے اس کو دانہ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں گا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں تجھے قتل

کروں گا جب اُحد کی جنگ میں مسلمان اُحد کی گھاٹی میں جمع ہُوئے تو اُبی بن خلف نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ پر پوری قوت سے حملہ کیا تو زُبیر بن عوام نے اس پر حملہ کر دیا جبکہ زُبیر کے پاس برچھا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کا برچھا اپنے دستِ اقدس میں لیا اور ابی بن خلف کے سینہ میں مارا تو وہ زمین پر اوندھے منہ گر پڑا۔ مشرکوں نے اُس کو اُٹھایا جبکہ بُلند آواز سے رو رہا تھا۔ مشرکوں نے کہا تو بچ گیا ہے۔ چُپ رہ اُس نے کہا مجھے اُنھوں نے فرمایا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ مشرک اس کو اُٹھا کر لائے اور وہ مکہ مکرمہ سے چند میل دُور مرظہران میں مر گیا۔ اس کا بھائی امیہ بن خلف بدر میں واصل جہنم ہُوا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں سفید پوش دو شخص دیکھے جو پہلے کبھی نہ دیکھے تھے، وہ سخت جنگ کر رہے تھے (بخاری مسلم)

لڑائی کے بعد ابوسفیان کا کلام

جب لڑائی ختم ہُوئی اور ستر صحابہ کرام شہید ہُوئے۔ حضور کا چہرۂ انور بھی خون آلود تھا تو ابوسفیان بُلند آواز سے پُکارا: کیا محمد ہے؟ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے فرمایا، اس کو جواب نہ دو، پھر کہا کیا تم میں ابو بکر ہے؟ حضور نے فرمایا جواب نہ دو، پھر کہا لوگوں میں ابن خطاب ہے پھر اپنے مشرک ساتھیوں کی طرف متوجہ ہُوا اور کہا یہ سب قتل ہو گئے ہیں۔ اب تم بے فکر رہو۔ حضرت عمر فاروق سے چپ نہ رہا گیا اور کہا اللہ کے دشمن جھوٹ بولتا ہے جن کو تو نے ذکر کیا ہے سب زندہ ہیں تیری رسوائی کرنے والا باقی ہے اُس نے کہا مجھے کوئی غم نہیں پھر اپنے بُت ہُبل کا نام لے کر پکارا: "اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَل" اے ہبل بلند ہو بلند ہو۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحابہ سے فرمایا کیا تم اس کو جواب نہیں دیتے ہو۔ عرض کیا حضور کیا جواب دیں۔ فرمایا تم کہو: "اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ" ابوسفیان پھر بولا اور کہا "لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ"، حضور نے فرمایا اس کو جواب دو انھوں نے کہا کیا جواب دیں۔ فرمایا تم کہو "اَللّٰہُ مَوْلٰی لَنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ"۔ (بخاری)

نوشتۂ تقدیر

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی شکست کا سبب درّہ پہ مقرر لوگوں کی لغزش تھی۔ یہ ظاہری سبب تھا۔ دراصل نوشتۂ تقدیر کچھ اور تھا جنگِ بدر میں جب "ستّر" مشرک قتل ہوئے اور "ستّر" قید کر لئے گئے۔ ان کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے اس میں صحابہ کے خیالات مختلف تھے۔ بعض ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اور بعض کا خیال تھا کہ اُن سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ اس بحث کے دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ان کو رہا کرنا ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ آئندہ جنگ میں ان سے ستّر قتل ہوں گے حضرات صحابہ کرام نے کہا حضور یہ شرط ہمیں منظور ہے۔ ہم جامِ شہادت نوش کریں گے۔ چنانچہ اس شرط پر مشرکوں سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا گیا۔ اس شرط کی تکمیل کے لئے اُحد میں مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی جس کا سبب درّہ پر کھڑے صحابہ کی لغزش تھی۔ "وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا"۔ یہ بات بھی ملحوظِ خاطر ہو کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جنگ میں شکست نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ سرِ مُو پیچھے ہوئے ہیں، زیادہ ہیجان صرف غزوۂ حُنین میں تھا جبکہ ہوازن سخت تیرانداز تھے اس میں حضور آگے بڑھے اور فرمایا "انا ابن عبدالمطلب"، دوسرا اس

سے پہلے اُحُد کی جنگ میں سخت ہیجان تھا لیکن حضور بدستور آگے بڑھتے رہے۔

اُحُد کے واقعہ کے بعد جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ پہنچے تو زخموں کے علاج میں مشغول ہو گئے۔ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی تو بلال کو حکم دیا کہ بلند آواز سے ندا کرے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دشمن کی تلاش کا حکم فرماتے ہیں اور ہمارے ساتھ وہی جائے جو کل اُحد میں نکلے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے جبکہ چہرۂ انور زخمی تھا اور ہونٹ سے خون بہتا تھا۔ حمراء الاسد میں لشکر جمع ہوا تو دشمن بھاگ گیا پھر آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے پھر اس کے پانچ ماہ بعد عمرو بن امیہ نے دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو حضور نے امان دیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت کے متعلق بنی نضیر سے گفتگو کی تو انہوں نے اعانت کا وعدہ کر لیا۔

عمرو بن جحاش نے کہا میں مکان کی چھت پہ جاتا ہوں، وہاں سے حضور پہ پتھر گرا دوں گا۔ سلام بن مشکم نے کہا یہ مت کرو، اللہ کی قسم تمہارے قصد کی ان کو خبر پہنچ جائے گی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ بہت جلد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور بنی نضیر کو پیغام بھیجا کہ میرے شہر سے نکل جاؤ۔ میں نے تم کو جلاوطن کر دیا ہے۔ بنی نضیر نے تیاری کی تو عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے ان کو کہلا بھیجا کہ مت نکلو میرے ساتھ میری قوم اور ان کے علاوہ دو ہزار آدمی ہیں قریظہ اور تمہارے حلیف غطفان بھی تمہاری مدد کریں گے بنی نضیر کا سردار حیی اس طمع میں مبتلا ہو گیا اور کہا ہم نہیں نکلیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف گئے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ آپ کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے ابن مکتوم کو مدینہ منورہ پہ مقرر کیا۔ آپ ان کے قلعہ پر کھڑے ہوئے ان کو تیر اور پتھر مارنے لگے۔ قریظہ اُن سے الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن اُبی اور اُس کے حلیف غطفانیوں

نے بنی نضیر کو رسوا کیا۔ حضور نے ان کا محاصرہ کیا ان کے کھجور کاٹ ڈالے اب اُنھوں نے کہا ہم نکل جاتے ہیں اور چھ سو اونٹوں پر سامان لاد دیا۔ حضور نے فرمایا یہاں سے نکل جاؤ، چاندی کے سوا اپنی جانیں اور اونٹ لے جاؤ آپ نے اُن سے پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں لیں۔ یہ مال خالص حضور کا تھا۔ اس سے کسی کو حصّہ نہ دیا۔

غزوہ بدر الصغریٰ

ابوسُفیان جنگِ اُحُد سے فارغ ہو کر مکہ روانہ ہُوا تو جاتے ہُوئے واضح کر گیا کہ اس سال کے اختتام پر ہمارے اور تمہارے درمیان بدر الصغریٰ میں جنگ ہوگی۔ جب مقررہ وقت قریب آیا تو اپنا لشکر لے کر نکلا جب مرّ ظہران پہنچا تو واپس ہوگیا اور آگے جانا پسند نہ کیا اور کہا اب قحط سالی ہے، لڑنا مناسب نہیں — ادھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم پندرہ سو مجاہدوں کی معیّت میں نکلے، جبکہ حضرت علی المرتضیٰ جھنڈا اُٹھائے ہُوئے تھے۔ حضور اپنے ساتھ کچھ سامانِ تجارت لے کر آئے تھے، چونکہ بدر الصغریٰ منڈی تھی۔ جہاں ذی القعدہ میں لوگ خرید و فروخت کے لئے آتے تھے۔ حضور وہاں پہنچے تو ابوسفیان کے واپس چلے جانے کے باعث منڈی میں خرید و فروخت کیا اور بہت نفع حاصل کیا اور کامیابی سے واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ ذات الرِّقاع

رقاع ایک پہاڑ ہے جس میں سرخ، سیاہ اور سفید رنگ کے پتھروں کے ٹکڑے ہیں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو خبر پہنچی کہ قبیلہ انمار کے لوگوں نے حضور

کا مقابلہ کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ آپ نے مدینہ منورہ پر عثمانِ غنی کو مقرر کیا اور خود ذات الرقاع میں ان کے پاس پہنچے۔ آپ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں سوا عورتوں کے کچھ نہ پایا ان کو گرفتار کر کے واپس تشریف لے آئے، پھر آپ کو خبر پہنچی کہ دومتہ الجندل میں بہت سے لوگ جمع ہوگئے ہیں اور جو کوئی اُن کے پاس سے گزرتا ہے اس پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے سباع بن عُرفطہ کو مدینہ منورہ پر مقرر کیا اور ایک ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے وہ سب بھاگ گئے۔ ان کے جانور اور چرواہے ہاتھ لگے کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگ گئے، پھر آپ واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ المُرَیسِیع (یا غزوۂ بنی المصطلق)

یہ بنی مصطلق کا کنواں ہے ان کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا۔ اس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جنگ کے لئے بہت بڑا لشکر جمع کیا۔ حضور ان کی طرف نکلے اور کچھ وقت تیراندازی ہوتی رہی پھر آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا ایک ہی بار حملہ کرو جس کے نتیجے میں دس کافر قتل ہُوئے اور باقی گرفتار کر لئے گئے، جبکہ مسلمانوں سے صرف ایک آدمی شہید ہُوا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں، مردوں اور ان کی اولاد کو گرفتار کیا اور ان کے جانور قبضہ میں کئے جبکہ اونٹ دو ہزار بکریاں پانچ ہزار اور قیدی دو سو تھے، ان میں جویریہ بنت حارث بھی تھی جو ثابت بن قیس اور اس کے چچا زاد بھائی کے حصّہ میں آئی۔ اُنھوں نے اس کو مکاتبہ کر دیا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور مالِ کتابت ادا کرنے میں مدد طلب کی۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کر لیا

لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال غلام بنا لئے گئے اس لئے اُنھوں نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔" یہ غزوہ چار (۴) ہجری میں واقع ہُوا۔"

غزوۂ خندق

غزوۂ خندق کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ چار ہجری کے شوال میں ہُوا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا تو اُن کے سرداروں کا ایک گروہ مکہ مکرمہ گیا اور اہلِ مکہ کو اشتعال دلایا اور ان کو حضور سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے دعوت قبول کر لی اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے پھر وہ غطفان اور بنی سلیم کے پاس آئے ان کو بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کر لیا اس طرح قریش اور دوسرے قبائل چودہ ہزار کی تعداد میں ابوسفیان کی قیادت میں جمع ہو گئے۔ بنو سلیم سات سو کی تعداد میں تھے ان کا قائد سفیان بن عبد شمس تھا۔ بنو اسد بھی ان کے ساتھ مل گئے جبکہ ان کا قائد طلحہ بن خویلد تھا اور قبیلہ فزارہ بھی ایک ہزار اُونٹ پر سوار عُیَینہ کی قیادت میں اُن سے آملا۔ اِدھر قبیلہ اُشجع چار سو کا لشکر لے آیا ان کا قائد مسعود بن رجیلہ تھا اور حارث بن عوف بھی بنو مرہ سے چار سو فوجی لے کر آ گیا۔ ان قبائل کا کل شمار تقریباً دس ہزار تھا تمام کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا اور جنگی تدابیر بروئے کار لا رہا تھا۔

جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھدوائی مسلمان تین ہزار تھے اُنھوں نے چھ دن میں خندق تیار کر لی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے ہمراہ خود خندق کھودنے میں شریک تھے۔ خندق کھودنے کے وقت ایک بہت بڑا پتھر حائل ہُوا جس کو توڑنے میں صحابہ کرام کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام نے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ عرض کیا تو آپ خندق میں تشریف لائے اور پتھر توڑنے والا آلہ ہاتھ میں لیا اور "بسم اللہ" پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ حضور نے نعرۂ تکبیر بُلند کرتے ہُوئے فرمایا: مجھے ملکِ شام کی کنجیاں عطاء کر دی گئی ہیں اللہ کی قسم! میں اس وقت شام کے سُرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔" پھر دُوسری ضرب لگائی تو دوسری تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطاء کر دی گئی ہیں۔ خُدا کی قسم! میں مدائن کا سپید محل دیکھ رہا ہوں پھر "بسم اللہ" پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں اللہ کی قسم! میں اس جگہ پر صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ خندق کے روز شدید خوف و ہراس تھا لوگ بہت ہراساں ہُوئے اور بال بچوں اور اموال پر شدید خوف محسوس کر رہے تھے۔ مشرکوں نے خندق میں تنگ جگہ دیکھ کر اس میں گھوڑے داخل کر دیئے، اُن کی ایک جماعت نے عبور کر لیا اُن میں سے عمرو بن عبدِ وُد تھا۔ وہ ستر سال کی عمر کے لگ بھگ تھا اس نے للکارا اور کہا کوئی مجھ سے مقابلہ کرنے آئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر دیا پھر اُنھوں نے کثت لشکر جمع کیا جن میں خالد بن ولید بھی تھا، رات گئے تک مقابلہ ہوتا رہا۔ اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز بھی نہ پڑھ سکے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کافروں کے گھر اور قبریں آگ سے بھر دے اُنھوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ پڑھنے سے روکا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام چوبیس دن رُکے رہے۔ اس اثناء میں سخت سرد ہوا چلی جو کافروں کی برداشت سے باہر تھی ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم سفر کی حالت میں ہو، اونٹ اور گھوڑے ٹھنڈی ہوا سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ قریظہ نے اختلاف کیا۔ ابوسفیان نے کہا تم

دیکھتے ہو کس قدر سرد ہوا ہے میں واپس جاتا ہوں تم بھی چلے جاؤ۔ اس روز تین مشرک قتل ہوئے اور مسلمانوں سے چھ مجاہد شہید ہوئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بادِ صبا سے میری مدد کی جبکہ قوم ثمود کو پچھم سے ہلاک کیا (بخاری)

غزوہ بنی قریظہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے اور غسل کا ارادہ کیا۔ ابھی غسلخانہ میں داخل ہوئے ہی تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں؟ فرشتوں نے ہتھیار نہیں اُتارے، میں اب بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس کو دروازے کے سوراخ سے دیکھا اس کے سر کے بال غبار سے ڈھنپے ہوئے تھے"

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے فرمایا عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھو اور ابن ام مکتوم کو مدینہ منورہ پر مقرر کیا اور تین ہزار صحابہ کرام کے ساتھ بنی قریظہ کا سخت محاصرہ کیا۔ یہودیوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیجیں۔ آپ نے انہیں بھیجا تو یہودیوں نے اُن سے مشورہ کیا کہ ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے۔ ابولبابہ نے ان کی طرف ہاتھ کے اشارے سے کہا تم کو ذبح کیا جائے گا پھر نادم ہوئے کہ ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ یہ تو اللہ اور اُس کے رسول سے خیانت ہے پھر اس کی پاداش میں اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا کہ جب تک توبہ قبول نہ ہو گی اسی طرح رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی"۔ یہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہودیوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم تسلیم کیا تو آپ نے مردوں کو عورتوں اور بچوں سے علیحدہ کر دینے کا حکم دیا

اور اُن کا سامان اکٹھا کیا گیا جو ڈیڑھ ہزار تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے پانچ سو ڈھالیں اور اونٹ وغیرہ تھے۔ یہودی اوس کے حلیف تھے اس لئے اُنھوں نے حضرت سعد بن معاذ اوسی کا حکم تسلیم کیا تو حضور نے سعد بن معاذ کو بلوایا جبکہ وہ غزوۂ خندق میں بازو میں تیر لگنے سے سخت بیمار تھے۔ ارشاد کے مطابق تشریف لائے اور فیصلہ یہ دیا کہ جن یہودیوں نے جنگ میں حصہ لیا ہے ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کے مویشی غنیمت کا مال بنا لئے جائیں وہ اور مال وغیرہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔ یہ فیصلہ سُن کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تمہارا یہ فیصلہ لوحِ محفوظ میں لکھا ہُوا ہے۔ بنو قریظہ کا یہ حشر اس لئے ہُوا کہ اُن سے مسلمانوں کا عہد تھا کہ وہ اُن کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کریں گے لیکن اُنھوں نے عہد شکنی کی اور غزوۂ خندق میں مشرکوں کی مدد کی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا جس میں ان کو ناکامی ہُوئی (بخاری)

چھ ہجری میں بنو لحیان نے سر اُٹھایا تو حضور ان کی طرف تشریف لے گئے وہ دوڑ گئے اور پہاڑوں میں چھپ گئے، آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسی سال عیینہ بن حصن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اونٹنیاں ہانک کر لے گیا اور ان کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابن ام مکتوم کو مدینہ منورہ پر مقرر کیا اور سعد بن عبادہ کی قیادت میں تین سو صحابہ تیار کئے اور مقداد کو جھنڈا دے کر کہا تم چلو، ہم تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ سلمہ بن اکوع نے ان کا پیچھا کیا۔ سلمہ سخت تیر انداز تھے تنہا نے اُن سے اونٹنیاں چھین لیں وہ اور سامان بھی چھوڑ کر بھاگ گئے اتنے میں حضور بھی پہنچ گئے تو سلمہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ دُور بھاگ گئے ہیں اور سخت پیاسے ہیں، چند آدمی ان کی طرف بھیجے۔ حضور نے فرمایا تم نے فتح حاصل کر لی ہے۔ اب آرام کرو اور واپس تشریف لے آئے (بخاری)

غزوہ حُدیبیہ

حُدیبیہ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں ایک کنواں ہے جو مسجد شجرہ کے پاس ہے اس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان نَو مراحل ہیں وہاں سے مکہ مکرمہ صرف ایک میل دُور ہے۔ یہ شجرہ کیکر کا درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام نے بیعت کی تھی اس کنوئیں کے نام پر اس گاؤں کو حُدَیبیَہ کہا جاتا ہے۔ اس کا کچھ حصّہ حرم میں ہے اور کچھ حرم سے باہر ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چھ ہجری میں جبکہ ذوالقعدہ کا چاند نظر آیا۔ مدینہ منورہ سے پیر کے روز عمرہ کے لئے نکلے اس میں بہت جلدی کی اور ابن ام مکتوم کو مدینہ منورہ پر مقرر کیا کوئی ہتھیار وغیرہ نہ لئے صرف تلواریں ساتھ لیں اور وہ بھی میان میں ڈالی ہُوئی تھیں۔ آپ نے اور صحابہ کرام نے اونٹ ہمراہ لئے آپ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی؛ پھر اونٹوں پر جُھل ڈالے گئے پھر ان کی کوہانوں کی داہنی جانب سے خون نکالے گئے اور ان کو خون آلود کر دیا تاکہ دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہدی ہے۔ پھر اُن کی گردنوں میں علامت کے طور پر کچھ اشیاء باندھ دیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ستّر اونٹ لائے تھے ان میں ابوجہل کا وہ اونٹ بھی تھا جو بدر کی جنگ میں غنیمت میں آیا تھا۔ حضور نے احرام باندھا اور تلبیہ کہا۔ مشرکوں کو خبر پہنچی کہ حضور مکہ مکرمہ تشریف لا رہے ہیں تو انھوں نے مکہ مکرمہ سے باہر بلدح مقام میں آپ کو روکنے کے لئے لشکر جمع کیا اور کراع غمیم کی طرف دو سو سواروں کو بھیجا اور خود قریب ہوتے گئے۔ وہاں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃِ خوف پڑھی پھر مکہ مکرمہ کے قریب آئے تو آپ کی اونٹنی قصواء بیٹھ گئی۔ مسلمانوں نے اس کو ڈانٹا کہ اٹھ کر چلے مگر وہ بدستور بیٹھی رہی اور اُٹھنے سے انکار کیا۔ صحابہ نے کہا قصواء تھک گئی ہے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَصْواء عاجز نہیں ہُوئی اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے اس کو صرف اس نے روکا ہے جس نے فیل کو روکا تھا پھر آپ نے اونٹنی سے آہستہ آواز میں فرمایا اہلِ مکہ مجھ سے جو بھی بات کہیں گے میں تسلیم کر لوں گا، بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حرمات کی تعظیم ہو یہ کہہ کر اُس کو ڈانٹا تو وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف چلے گئے حتیٰ کہ حدیبیہ کے آخر میں ایک کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ لوگوں نے اس سے تھوڑا تھوڑا پانی پیا جبکہ صحابہ کرام پندرہ سو افراد تھے۔ کنوئیں کا پانی ختم ہو گیا تو صحابہ نے پیاس کی شکایت کی تو آپ نے ترکش سے تیر نکالا اور صحابہ سے فرمایا اس کو کنوئیں میں رکھ دو، تیر کو رکھتے ہی کنوئیں سے پانی نے جوش مارنا شروع کیا حتیٰ کہ سارا لشکر سیر ہو گیا۔ اس اثناء میں بُدیل بن ورقہ خزاعی اپنی قوم خزاعہ سے کچھ لوگ لے کر آیا وہ اہلِ تہامہ سے حضور کا مخلص رازدان تھا۔ آپ کی نبوت کی تصدیق کرتا تھا اور فرمانبردار تھا۔ اُس نے کہا میں کعب بن لُوَیّ اور عامر بن لُوَیّ کو جو حُدیبیہ کے کنوئیں کے پانی کے قطرات کی تعداد میں ہیں چھوڑ کر آیا ہوں، ان کے ساتھ اونٹ اور چھوٹے بڑے بچے ہیں جن کو وہ ہمراہ لائے ہیں وہ آپ کے ساتھ جنگ کرنے آ رہے ہیں۔ وہ آپ کو بیت اللہ کے طواف سے روکیں گے اور عمرہ نہیں کرنے دیں گے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی سے جنگ کرنے نہیں آئے ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ قریش کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا ہے۔ اُنھوں نے سخت مشکلات کا سامنا کیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو ہم کچھ وقت کے لئے صلح کر لیتے ہیں۔ وہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان تخلیہ کر دیں۔ اگر میں غالب آ گیا تو اگر وہ چاہیں تو اسلام میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہیں تو یہ منظور کر لیں اور اگر وہ ہمارے دینِ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کریں تو ہم اس معاملہ میں اُن سے جنگ کریں گے اگرچہ مجھے تنہا یہ امر سرانجام دینا پڑے۔ اللہ تعالیٰ

اپنا حکم ضرور نافذ کرے گا۔ بُدیل نے کہا میں آپ کا حکم ان کو پہنچا دیتا ہوں۔ بُدیل مکہ روانہ ہوگیا اور قریش سے ملا۔

بُدیل کا قریش سے گفتگو کرنا

بُدیل نے قریش سے کہا میں اس عظیم ہستی کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں نے اُن سے سُنا ہے وہ کچھ کہتے ہیں۔ اگر تم مناسب خیال کرو تو بیان کرتا ہوں قریش کے بیوقوف لوگوں نے کہا ہم کو تمہارا پیغام سُننے کی کوئی ضرورت نہیں اُن میں سے عقلمند لوگوں نے کہا جو کچھ اُن سے سُن کر آئے ہو بیان کرو! بُدیل نے کہا وہ فرماتے ہیں اور سارا قصہ ذکر کیا جو حضور نے بُدیل سے ذکر کیا تھا۔ یہ سُن کر عروہ بن مسعود کھڑا ہوگیا اور کہا۔

عروہ بن مسعود کا قریش سے خطاب

عروہ بن مسعود نے کہا اے میری قوم کیا تم شفقت اور محبت میں اولاد کی مثل نہیں ہو؟ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا میں والد نہیں ہوں؟ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم مجھے کسی بات میں متہم کرتے ہو؟ اُنھوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں نے عُکاظ کے لوگوں کو تمہاری نصرت کی دعوت دی تھی۔ جب اُنھوں نے میری بات سے انکار کر دیا تو میں اپنے اہل و اولاد لے کر تمہارے پاس آگیا میں انکو بھی لے کر آگیا جنہوں نے میری اطاعت کی تھی قریش نے کہا کیوں نہیں تم درست کہتے ہو۔ عروہ نے کہا کہ اس شخص (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے سامنے اچھی بات پیش کی ہے اس کو قبول کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اُن کے پاس جاتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا اجازت ہے جاؤ اُن سے گفتگو کرو۔

عُروہ کی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو

عُروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور گفتگو شروع کی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کچھ فرمایا جو بُدیل سے فرمایا تھا۔ عروہ نے کہا مجھے آپ بتائیں اگر آپ اپنی قوم کو ہلاک کریں گے تو کیا اس سے پہلے بھی کبھی ایسا واقعہ ہُوا کہ اپنی قوم کو کسی نے ہلاک کیا ہو؟ اور اگر کوئی اور بات ہے تو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ چہرے اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ جائیں گے۔ یہ سُن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ارے عروہ! لات کی فرج کے دونوں طرفوں کے درمیان والی چونچ کو چوس! کیا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابوبکر صدیق ہے۔ عروہ نے کہا میری بات سنو۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا مجھ پر ایک احسان ہے جس کا میں نے بدلہ نہیں چکایا اگر وہ نہ ہوتا، تو میں تجھے جواب دیتا ـــ پھر عروہ نے حضور سے کلام شروع کیا اور جب بھی کوئی بات کرتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف کو ہاتھ لگاتا اس وقت مغیرہ بن شعبہ حضور کے پاس کھڑے تھے اُن کے ہاتھ میں تلوار اور سر پہ خود تھا، جب بھی عروہ حضور کی داڑھی شریف کی طرف ہاتھ جھکاتا تو مغیرہ تلوار کا کنارہ اس کے ہاتھ پہ مار کر کہتے حضور کی داڑھی شریف سے اپنا ہاتھ دُور رکھ۔ عروہ نے رُوئے سخن مغیرہ کی طرف کیا اور کہا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے کہا کیا میں تیرے جُرم کی مدافعت میں ساعی بروئے کار نہ لایا تھا؟ یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بحالتِ کفر جاہلیت کے

زمانہ میں ایک قوم کا حلیف بنا تھا، پھر ان کو قتل کر کے ان کا مال چھین لایا اور مسلمان ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں، لیکن تمہارے مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں پھر عروہ نے آنکھوں کے کنارے سے حضور کو دیکھا اور کہا اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت آپ کے صحابہ کے دلوں میں اس قدر تھی کہ آپ اگر کھنگار نکالتے تو صحابہ کرام اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتے اور اپنے چہروں اور جسم پر مل لیتے تھے اور حضور کے حکم کی تعمیل میں بہت جلدی کرتے جب آپ وضوء کرتے تو گرنے والے پانی میں جھگڑا کرتے ان کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وضوء کا پانی ان کے ہاتھ لگے جس کو وہ تبرک خیال کرتے تھے جب آپ کلام کرتے تو آوازیں پست کر لیتے اور خاموش ہو کر آپ کا ارشاد سنتے آپ کی تعظیم اور عظمت کے پیشِ نظر آپ کی طرف نگاہیں نہ اُٹھاتے تھے۔

عروہ کا واپس جاکر اپنے ساتھیوں سے گفتگو کرنا "

جب عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو اُن سے کہا اے میری قوم واللہ! میں بادشاہوں کے پاس گیا، میں قیصر و کسریٰ کے پاس گیا، میں نجاشی کے پاس گیا۔ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جو محمد "مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے ساتھی محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی تعظیم کرتے ہیں واللہ کی قسم اگر کھنگار پھینکتے ہیں تو اس کو ہاتھوں میں دبوچ لیتے ہیں اور اپنے چہروں اور اجسام پر ملتے ہیں اور ان کے حکم کی فوراً تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضوء کریں تو وضوء کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے اور اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں۔ جب آپ بات کریں تو آوازیں پست کر لیتے ہیں اور آپ کی تعظیم کرتے ہوئے نظریں اونچی نہیں کرتے انھوں نے کہا

تم سے اچھی بات پیش کی ہے اس کو قبول کر لو۔

عروہ کے بعد ایک اور شخص کی حضور سے گفتگو

عروہ کی تقریر سُن کر بنی کنانہ کے ایک شخص نے کہا اگر اجازت ہو تو میں اُن کے پاس جاتا ہوں۔ کفار مکہ نے اس کی پیش کش تسلیم کر لی۔ جب وہ آیا اور دُور سے اس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے دیکھا تو فرمایا یہ فلاں شخص ہے یہ ایسی قوم کا فرد ہے جو اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں تم اس کے آنے سے پہلے اونٹ کھڑے کر دو چنانچہ اونٹ کھڑے کر دیئے گئے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تلبیہ کہتے ہوئے اس کے سامنے آئے تو اُس نے یہ دیکھ کر کہا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں جب وہ واپس گیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا میں نے اونٹ دیکھے ہیں اُن کے گلوں میں قلادے ڈالے گئے ہیں اور اِن کو اِشعار کیا گیا ہے یعنی اِن کی کوہانوں سے خون بہایا گیا ہے۔ میں ان کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔

مِکرز کی گفتگو

اس کے بعد مِکرز کھڑا اور اپنی قوم سے حضور سے گفتگو کرنے کی اجازت چاہی وہ آیا اور دُور سے صحابہ کرام کو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز فاجر شخص ہے وہ حضور سے ہمکلام ہوا ہی تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا اس کو دیکھتے ہی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا معاملہ آسان فرما دیا ہے اُس نے آتے ہی کہا آیئے صلحنامہ لکھیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلا کر فرمایا: لکھو! " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم "رحمٰن" کو نہیں جانتے ہیں۔ آپ اس طرح لکھیں اے اللہ تیرے نام سے لکھتا

ہوں جیسے آپ لکھا کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا بخدا! ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے سوا اور کچھ نہ لکھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو، اے اللہ! ہم تیرے نام سے لکھتے ہیں، پھر فرمایا یہ وہ صلحنامہ ہے جس کو محمد رسول اللہ لکھتے ہیں

سہیل نے کہا بخدا اگر ہم جانتے کہ آپ ....

اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے، لیکن محمدؐ بن عبداللہ لکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واللہ! میں اللہ کا رسول ہوں، اگرچہ تم میری تکذیب کرو۔ لکھو، محمد بن عبداللہ زہری نے کہا یہ اس لئے کہ آپ نے فرمایا تھا وہ لوگ جو بات میرے سامنے پیش کریں گے جس میں وہ اللہ کے حرم کی تعظیم کرتے ہوں، میں اسے قبول کروں گا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلح کی شرط یہ ہے کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان تخلیہ کردو، ہم طواف کرلیں۔ سہیل نے کہا واللہ! عرب باتیں کریں گے کہ ہم کو مجبور کردیا گیا ہے۔ لیکن یہ آئندہ سال ہوگا، آپ اس سال طواف نہ کریں تاکہ عرب ہم کو مطعون نہ کریں کہ اہل مکہ نے مرعوب ہوکر طواف کی اجازت دی ہے۔ آپ آئندہ سال عمرہ کرلیں مگر اس کے بعد تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں گے جب مکہ میں داخل ہوں گے تو تلواریں میان میں ہوں گی۔ اس کے بعد سہیل نے کہا صلح کی شرط یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی آپ کے پاس آئے اگرچہ وہ آپ کے دین میں داخل ہو اس کو واپس کردیں۔ مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! مسلمان کو مشرکوں کی طرف کیسے واپس کیا جاسکتا ہے؟ اثناءِ تحریرِ صلحنامہ میں ابوجندل بن سہیل آگیا جبکہ قید کے باعث آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ وہ اسفلِ مکہ سے نکل کر آیا تھا۔ سہیل نے کہا یہ پہلا واقعہ ہے جس کا میں آپ سے فیصلہ کرواتا ہوں کہ آپ اس کو میری طرف واپس کردیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی ہم نے صلحنامہ مکمل نہیں کیا

لہٰذا اس کو واپس نہ کیا جائے گا۔ سہیل نے کہا بخدا! اس وقت میں کسی بات پر صلح نہیں کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بات مانو اور اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کرو۔ سہیل نے انکار کرتے ہوئے کہا اس کو ضرور واپس کریں۔ حضور نے فرمایا ضد نہ کرو یہ صلحنامہ کی تکمیل سے پہلے آگیا ہے اس پر شرط لاگو نہیں ہوتی۔ سہیل بدستور ابوجندل کی واپسی پر مصر تھا اتنے میں مکرز نے کہا ہم آپ کے لئے اسے رہنے دیتے ہیں۔ ابوجندل نے مذکور گفتگو میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا مجھے مشرکوں کے حوالہ کیا جائے گا؟ حالانکہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور مخلص مسلمان ہوں کیا تم مجھے دیکھتے نہیں ہو؟ جو میرے ساتھ ہوا ہے صرف قبولِ اسلام پر مجھے سخت اذیت پہنچائی گئی ہے۔ میری جسمانی حالت تم دیکھ رہے ہو۔

صلح کی شرائط پر عمر فاروق کا اضطراب

جب صلحنامہ کی تحریر مکمل ہوگئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا: کیوں نہیں ہم یقیناً حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ عمر فاروق نے کہا تو پھر ہم کیوں کمزوری کا اظہار کررہے ہیں۔ ہم نے مشرکوں کی تمام شرطیں تسلیم کرلی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میرا مددگار ہے۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ حضور نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے ضرور یہ خبر دی تھی لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم اس ہی سال بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ تم مکہ مکرمہ ضرور آؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کروگے۔

عمرِ فاروق کا ابوبکر صدیق کے پاس اضطراب

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے بعد عمرِ فاروق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا اے ابابکر کیا حضور اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ ابوبکر نے کہا کیوں نہیں؟ حضور اللہ کے رسول ہیں اور سچے پیغمبر ہیں۔ عمرِ فاروق نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ ابوبکر نے کہا یقیناً ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ عمرِ فاروق نے کہا ہم اپنے دین میں کیوں کمزوری دکھا رہے ہیں ابوبکر صدیق نے کہا اے عمر! میری بات سنو حضور اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً حضور کا مددگار ہے۔ اللہ کی قسم آپ حق پر ہیں تم اتنی بیقراری میں نہ پڑو۔ عمرِ فاروق نے کہا کیا حضور نے یہ خبر نہ دی تھی کہ ہم مکہ جائیں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ ابوبکر نے کہا یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی۔ کیا آپ نے یہ خبر دی تھی کہ اسی سال طواف کریں گے؟ عمرِ فاروق نے کہا نہیں ابوبکر نے کہا تم یقیناً مکہ آؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کرو گے۔ ان شاء اللہ!

صلحنامہ کی تکمیل کے بعد کیا ہُوا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب صلحنامہ سے فارغ ہُوئے تو حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا اُٹھو اور اونٹ نحر کرو پھر سر منڈاؤ لیکن صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اُٹھا حتیٰ کہ آپ نے تین بار فرمایا جب کوئی نہ اُٹھا تو حضور ام المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے لوگوں کا حال ذکر فرمایا ام المؤمنین نے کہا یا نبی اللہ! آپ اونٹوں کو نحر کرنا اور حلق کرنا پسند کرتے ہیں آپ کسی شخص سے کلام کئے بغیر اونٹ نحر کریں اور حجام کو بلائیں کہ وہ آپ کے سر کے بال

مونڈے۔ جب صحابہ نے یہ دیکھا تو اُنھوں نے اونٹ نحر کرنے اور بال منڈانے شروع کر دیئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ غم کے سبب ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے اس طرح وہ عمرہ کے احرام سے باہر ہُوئے (بخاری)

مہاجرات عورتیں

پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرات آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو اُن کا امتحان لو حتیٰ کہ "بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ" پر پہنچے، اس روز عمرِ فاروق نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دے دی جو مکہ مکرمہ میں تھیں اور مشرف با سلام نہ ہُوئی تھیں۔ اُن میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن ابی امیہ نے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عازم مدینہ منورہ ہُوئے تو ابوالبصیر آ گیا جو مکہ میں مسلمان ہو چکا تھا۔ قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے کہ عہد کے مطابق ابوالبصیر کو واپس مکہ بھیج دیں حضور نے ابوالبصیر کو اُن کے حوالے کر دیا۔ وہ ابوالبصیر کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو کھجوریں کھانے کے لئے ایک جگہ بیٹھے اُن میں سے ایک کو ابوالبصیر نے کہا تمہاری یہ تلوار بہت اچھی نظر آتی ہے دوسرے نے تلوار میان سے نکال کر کہا یہ تلوار بہت اچھی ہے۔ ابوالبصیر نے کہا مجھے دکھاؤ اُس نے تلوار ابوالبصیر کے ہاتھ میں دے دی تو اس کو اسی تلوار سے قتل کر دیا جب دوسرے شخص نے اپنے ساتھی کو مقتول دیکھا تو بھاگتا ہُوا مدینہ منورہ آ گیا۔ جب حضور کے پاس آیا تو کہا میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور مجھے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ اس اثناء میں ابوالبصیر بھی آ گیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

آپ نے اپنا عہد پُورا کر دیا تھا اور مجھے اُن کے حوالہ کر دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن سے نجات دی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو سمجھایا جائے اس طرح لڑائی بھڑک اُٹھے گی جب ابوالبصیر نے سُنا کہ اس کو ضرور مکہ مکرمہ واپس کر دیا جائے گا تو مدینہ منورہ سے باہر نکل گیا اور دریا کے کنارے پہنچا اور وہاں ہی رہائش بنالی۔ اِدھر ابوالجندل بھی مکہ مکرمہ سے بھاگ کر ابوالبصیر سے جا ملا حتیٰ کہ جو بھی مکہ مکرمہ سے بھاگ کر نکلتا ابوالبصیر کے پاس چلا جاتا۔ اس طرح مکہ سے بھاگ کر آنے والوں کا ایک گروہ ہو گیا؛ بہر حال یہ تھا کہ مکہ کے قریش کا قافلہ تجارت کے لئے وہاں سے گزرتا تو اس پر قبضہ کر لیتے اور کافروں کو قتل کر دیتے۔

اہلِ مکہ نے تنگ آکر حضور کو خط بھیجا کہ رحم کا واسطہ ابوالبصیر کو فرمائیں کہ وہ قریش کو اذیت نہ پہنچائے۔ آئندہ جو بھی مکہ سے آپ کے پاس آئے اس کو واپس نہ کریں۔ حضور نے ابوالبصیرؓ کو خط بھیجا کہ آئندہ قریش کے کسی قافلہ کو نہ روکو اُنھوں نے واپسی والی شرط منسوخ کر دی ہے۔ اس کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو بھی عورت مسلمان ہو کر آتی آپ اس کا امتحان لیتے کہ وہ اللہ کا شریک نہ بنائے گی اور احکامِ شرع کی پابند رہے گی۔ ان عورتوں میں سے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی مُعیط تھی وہ مکہ میں مشرف باسلام ہُوئی۔ ایک روائت کے مطابق پیدل مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچی تھی۔ اس سے زید بن حارثہ نے نکاح کیا پھر اُن کے موتہ کی جنگ میں شہید ہو جانے کے بعد زبیر بن عوام نے اس سے نکاح کیا۔ زبیر نے اسے طلاق دی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ نکاح سے ایک ماہ بعد فوت ہو گئی۔ اس خاتون کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی (بخاری)

○

بیعت رضوان

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تشریف فرما تھے۔ خیال فرمایا کہ قریش کو اطلاع کر دیں کہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں۔ آپ نے عمر فاروق کو فرمایا کہ تم مکہ جاؤ اور قریش کو ہمارے مقصد کی اطلاع دو۔ اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مکہ میں جان کا خطرہ ہے قریش میرے ساتھ مزاحمت کریں گے۔ حضُور نے عثمان کو بُلا کر کہا کہ تم مکہ مکرمہ جاؤ اور ان سے ہماری آمد کا مقصد ذکر کرو۔ علاوہ ازیں جو کمزور مسلمان وہاں رہتے ہیں انہیں خوشخبری دو کہ عنقریب مکہ فتح ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو قریش کو مقامِ بلدح میں جمع ہوتے دیکھا اُنھوں نے مصمّم ارادہ کر لیا تھا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکیں گے۔ ابان بن سعید بن عاص نے حضرت عثمان کو امن دیا پھر صلح کا تذکرہ شروع ہُوا وہ صُلح کی انتظار میں ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے۔ اچانک ایک فریق میں سے کسی نے دوسرے فریق کے کسی شخص کو تیر مارا۔ اس سے ان میں محاربت شروع ہو گئی اور جانبین سے تیر اندازی ہونے لگی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بیعت کے لئے بلایا۔ صحابہ کرام جمع ہو گئے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سایہ دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ حضور نے ان کی اس شرط پر بیعت کی کہ وہ لڑائی سے نہیں بھاگیں گے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے قلوب میں رُعب داخل کیا اور وہ بیک زبان صلح کرنے پر تیار ہو گئے۔ بیعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے ابوسنان حاضر ہُوئے تھے۔ اس اثناء میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو دوسرے پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس کا باعث یہ تھا کہ مشہور ہو گیا تھا کہ حضرت عثمان

کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جس درخت کے نیچے حضور نے صحابہ کو بیعت کیا تھا اس کو شجرۂ مبارکہ کہا جاتا تھا اور اس بیعت کو بیعتِ رضوان سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پھر یہ درخت لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہو گیا۔ اس کا اخفا بھی لوگوں پر اللہ کی رحمت تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عقیدت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اس لئے بیعت لی تھی کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مشرکینِ مکہ سے کہا تھا کہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں تم مزاحمت نہ کرو تو انھوں نے انکار کیا اور محاربت کے لئے تیار ہو گئے تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام زبردست جنگ کے لئے تیار ہو گئے ہیں تو وہ مرعوب ہو گئے اور جن مسلمانوں کو انہوں نے مکہ میں روک رکھا تھا انہیں واپس کر دیا اور صلح کرنے پر مجبور ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ عثمان بیت اللہ کا طواف کر کے آئیں گے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ناممکن ہے کہ ہم سے پہلے عثمان طواف کرے جب وہ واپس آئے تو صحابہ نے پوچھا کیا تم نے طواف کر لیا ہے؟ عثمان نے کہا یہ ناممکن ہے کہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے طواف کرے تمہارا ایسا خیال کرنا صحیح نہ تھا، کیونکہ اگر میں سال بھر مکہ مکرمہ میں مقیم رہتا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں ہوتے تو حضور کے طواف کرنے سے پہلے میں کبھی طواف نہ کرتا، حالانکہ مشرکوں نے مجھے کہا تھا کہ میں طواف کر لوں لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔ (بیہقی)

غزوہ فتح مکہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکینِ مکہ سے جنگ کا ارادہ کیا اور صورتِ احوال کو صیغۂ راز میں رکھا اور دعاء فرمائی: اے اللہ مشرکوں کی نظروں میں مجھے

پوشیدہ کر دے وہ مجھے اچانک دیکھیں، حضور نے گرد و نواح کے عرب قبائل، "اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ، اشجع اور سلیم کو پیغام بھیجے کہ وہ سب مدینہ منورہ میں جمع ہو جائیں۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ حضور نے عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ منورہ میں حاکم مقرر کیا اور نو ہجری کے رمضان کی دس تاریخ کو مکہ فتح کرنے نکلے اور مقام قُدَید میں چھوٹے بڑے جھنڈوں کو مرتب کیا۔ قریش کو آپ کے حملہ کی خبر نہ دی اُنھوں نے ابوسفیان کو حالات کا جائزہ لینے بھیجا تھا اور کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤ تو اُن سے ہمارے لئے امان طلب کرو۔ ابوسفیان کے ساتھ حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقاء تھے۔ جب اُنھوں نے مسلمانوں کا لشکر دیکھا تو گھبرائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی آواز پہچان کر کہا "اے ابا حنظلہ" یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے لشکر میں آ رہے ہیں وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔ حضرت عباس نے ان کو امان دی اور تینوں کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا تو حکیم اور بُدیل بھی مسلمان ہو گئے۔ حضور نے ابوسفیان کی عزت افزائی کی اور حکم فرمایا جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے امان ہے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے اس کو امان ہے۔ ابوسفیان نے حضرت عباس سے کہا اے عباس تمہارے بھتیجے کا ملک عظیم ہو گیا ہے۔ حضرت عباس نے کہا یہ ملک نہیں نبوت ہے۔

اہل مکہ کے لئے حضور کا ارشاد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عوام کو قتل سے منع فرما دیا اور چند مردوں اور چند عورتوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو اُن میں سے ایک عکرمہ بن ابی جہل تھا وہ بھاگ گیا پھر اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث نے اس کے لئے امان طلب کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو امن دے دیا۔

دوسرا ھبار بن اسود اور تیسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا اس لئے اس کے لئے حضرت عثمان نے امن حاصل کر لیا، چوتھا مقیس بن صبابہ تھا اس کو نُمیلہ بن عبداللہ لیثی نے قتل کر دیا۔ پانچواں حُویرث بن نُقید تھا اس کو حضرت علی المرتضیٰ نے قتل کر دیا۔ چھٹا ابو عبداللہ ھلال تھا اس کو ابو برزہ نے قتل کر دیا۔ عورتوں میں سے ھند بنت عتبہ مسلمان ہو گئی اور دوسری سارہ جو عمرو بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ اس کو قتل کر دیا۔ تیسری عورت قُریبہ کو بھی قتل کر دیا گیا۔ چوتھی فرتنی مسلمان ہو گئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہو گئی۔

فتح مکہ کے بعد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام حجون میں قبہ نصب کیا گیا اور مکہ میں غلبہ سے داخل ہوئے۔ بعض اہل مکہ نے خوشی سے اسلام قبول کیا اور بعض مجبوراً مسلمان ہوئے۔ حضور نے سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا جبکہ کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بُت تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بُت کے پاس سے گزرتے تو دستِ اقدس میں چھڑی سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتے: حق آیا باطل زائل ہُوا،، تو بُت منہ کے بل گر پڑتا تمام بتوں سے عظیم تر بُت ھُبَل،، جو کعبہ کے سامنے تھا، پھر حضور مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھ کر ایک کنارے میں بیٹھ گئے پھر بلال کو عثمان بن ابی طلحہ کے پاس بھیجا کہ وہ کعبہ کی کنجی لائے وہ کنجی لے کر آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے کعبہ کا دروازہ کھولا اور کعبہ میں داخل ہو کر دو رکعتیں پڑھیں پھر عثمان بن ابی طلحہ کو بُلا کر کنجی اس کے سپرد کر کے فرمایا اے ابو طلحہ کی اولاد یہ کنجی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی

ظالم کے سوا تم سے کوئی نہیں چھینے گا اور آبِ زمزم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا۔ اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں اور بلال نے کعبہ کے اُوپر ظہر کی اذان کہی اور بتوں کو توڑا گیا اور حضور نے صفا پہاڑی پر خطبہ دیا، اور لوگوں کو اسلام پر بیعت کیا، بیعت کے لئے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ رمضان مبارک کی بیس تاریخ کو جمعہ کے روز مکہ فتح ہُوا پھر پندرہ روز وہاں اقامت کے بعد حنین کی طرف تشریف لے گئے اور مکہ مکرمہ پر عتاب ابن اسید کو حاکم مقرر کیا وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور معاذ بن جبل حدیث اور فقہ کی تدریس کرتے تھے۔

حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کعبہ میں لے گئے اور فرمایا بیٹھ جاؤ میں کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ میرے کندھے پر چڑھ گئے اور فرمایا اُٹھو! میرے اُٹھنے میں کمزوری دیکھی تو فرمایا اے علی میں بیٹھتا ہوں تم میرے کندھے پر چڑھو آپ کھڑے ہو گئے، جبکہ میں آپ کے کندھے پر تھا اس وقت میں خیال کر رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے اُفق پر فائز ہو جاؤں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کا سب سے بڑا بُت جو پیتل سے بنایا گیا تھا اور کعبہ کی دیوار کے ساتھ میخوں سے مضبوط کیا ہُوا تھا۔ اس کو اکھاڑ کر پھینک دو اور فرماتے تھے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ،، میں نے بڑی کوشش سے اس کو بھی اکھاڑ کر اس کو نیچے پھینکا تو وہ منہ کے بل گرا۔

طبرانی نے اوسط میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا جو آج پورا ہو گیا ہے،، اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ،، اور فرمایا آج کے بعد قیامت تک کوئی بھی مکہ پر حملہ آور نہ ہوگا یعنی مکہ مکرمہ میں آج کے بعد کفر سے جنگ نہ ہوگی۔ (بیہقی)

اور نہ ہی کفر کے باعث کوئی قتل کیا جائے گا۔

غزوۂ حُنین

حُنین مکہ مکرمہ سے تین دن کے سفر کی مسافت دُور ہے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہوازن اور ثقیف جمع ہوئے اور اپنے اموال، عورتیں اور لونڈیاں لے کر اوطاس پہنچے اور انہیں کمکیں پہنچنی شروع ہوگئیں وہ اپنے ساتھ دُرید ابن صمّہ نابینا کو بھی لائے جس کی عمر ایک سو ستر برس تھی۔ اس کو ڈولی میں اُٹھا کر ہمراہ لائے۔ ادھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے جب وہاں پہنچے تو صحابہ کرام کی صف بندی کی اور خود اپنے خچر دُلدل پر سوار ہوئے جبکہ آپ نے دو زرہیں پہنی ہُوئی تھیں اور سرِ مبارک پر خود تھا۔

ہوازن نے سامنے سے دفعتہً شدید حملہ کیا تو مسلمان بھاگ نکلے جبکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو! میں اللہ کا رسُول ہوں اور لشکر کی طرف آگے بڑھے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ عباس، فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث، ربیعہ بن حارث اور اُسامہ بن زید ثابت قدم رہے۔ مسند امام احمد میں ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قدم بھی پیچھے نہ پھرے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حضور نے فرمایا مجھے مٹھی بھر مٹی دو۔ آپ نے وہ کافروں کی طرف پھینکی تو سب کافروں کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور مشرک شکست خوردہ بھاگ گئے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف خچر دوڑا رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑ کر اس کو روک رہا تھا اور حضور بدستور کفار کی طرف تیز جا رہے تھے جبکہ ابوسفیان بن حارث خچر کی رکاب پکڑے ہُوئے تھے۔ حضور نے فرمایا اے عباس اصحاب شجرہ کو آواز

دو۔ حضرت عباس جہور الصوت تھے۔ اُنھوں نے بلند آواز سے کہا اصحاب شجرہ یعنی درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ جب اُنہوں نے حضرت عباس کی آواز سُنی تو ایسے پلٹے جیسے گائے اپنے بچّے کی طرف دوڑتی ہے۔ اور حاضر ہیں حاضر ہیں پکارنے لگے۔ پھر مسلمانوں اور کافروں میں گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا یہ لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے۔ پھر کنکریوں کی مٹھی اُن کی طرف پھینکی جس سے اُن کے منہ پھر گئے اور فرمایا ربّ کعبہ کی قسم وہ شکست خوردہ ہوگئے جبکہ ان کی آنکھیں مٹی سے بھری ہُوئی تھیں۔ علماء سیر نے کہا اس جنگ میں فرشتے نازل ہُوئے ان کے سُرخ عمامے تھے۔

غزوۂ حنین میں سنگریزے کیسے پکڑے

ابن عساکر نے ابن مبارک کے طریق سے ذکر کیا کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین میں تھے تو شیبہ بن عثمان نے کہا میں نے اپنے والد اور چچا کا خیال کیا جن کو علی اور حمزہ نے بدر میں قتل کیا تھا۔ میں آج محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سے اُن کا بدلہ لُوں گا۔ میں نے آپ کی طرف نگاہ ڈالی تو عباس "رضی اللہ عنہ" کو آپ کی دائیں طرف دیکھا میں نے سوچا کہ یہ ان کا چچا ہے یہ ان کی پُوری حفاظت کریگا اور اُن کو رسوا نہ ہونے دے گا۔ پھر میں بائیں جانب سے آیا تو ابوسفیان بن حارث کو دیکھا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ ان کے چچا کا بیٹا ہے جو ان کو رُسوا نہ ہونے دیگا پھر میں پیچھے سے آگے بڑھا اور آپ کے قریب ہُوا جبکہ حضور میری تلوار کی زد میں تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ بجلی کی طرح آگ کا شعلہ میرے سامنے ہے میں ڈر کر پیچھے کی جانب بھاگا تو حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا اے شیبہ میرے پاس آجا اور اپنا دستِ اقدس میرے سینہ پر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے سینے سے شیطان کو باہر

نکال دیا۔ میں نے حضور کی طرف نگاہ اُٹھائی تو دیکھتے ہی آپ میری آنکھ، کان اور ہر شئی سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ پھر حضور نے فرمایا اے شیبہ اب کافروں کے ساتھ جنگ کرو، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا مہاجرین کو آواز دیں جنہوں نے شجرہ کے تحت بیعت کی تھی اور انصار کو بلائیں جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی مدد کی تھی تو انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے پلٹے جیسے اونٹنی اپنے بچے کی طرف پلٹتی ہے گویا کہ حضور درختوں کے ذخیرہ میں ہیں — اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انصار کے نیزے کافروں کے نیزوں سے خطرناک معلوم ہوتے پھر حضور نے فرمایا اے عباس مجھے سنگریزے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خچر کو آپ کا کلام سمجھا دیا تو خچر زمین کی طرف اتنا مائل ہو گیا کہ اس کا پیٹ زمین سے مس کرنے لگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان سے سنگریزے پکڑ کر کافروں کے مونہوں کی طرف پھینکے اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ ، تو تمام کافر شکست خوردہ بھاگ گئے۔ ہم نے ان کو نہ تیر مارا اور نہ ہی نیزہ مارا تھا۔ ابو نعیم نے ذکر کیا اس خچر کا نام "دلدل" تھا۔ ابن سعد نے کہا اس جنگ میں صفوان بن امیہ حضور کے ہمراہ تھا حالانکہ وہ اس وقت کافر تھا وہ جعرانہ کی طرف چلا گیا۔ اس دوران جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان کے ساتھ غنیمت کے مال مشاہدہ کر رہے تھے۔ صفوان نے گھاٹی میں نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ وہ اونٹوں، بکریوں اور چرواہوں سے بھری ہوئی ہے۔ صفوان ان کو بغور دیکھ کر تعجب کر رہے تھے۔ اس کا حال دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفوان تجھے اس گھاٹی سے تعجب لاحق ہو رہا ہے۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ جو کچھ ہے کل تمہارے لئے ہو گا۔ بخاری میں ہے کہ کسی نے حنین میں قبیلہ ہوازن کی خبر دی کہ وہ عورتوں، بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں، اونٹوں، بکریوں اور دیگر تمام اموال کو حنین میں لے آئے ہیں، تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ انشاء اللہ کل ہمارے

لئے غنیمت ہو گی "۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ صفوان نے یہ دیکھ کر کہا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی سے اتنا خوش نہ ہوا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ سلمہ بن اکوع نے کہا: ہوازن کے ساتھ لڑائی میں ہم کو بہت پیاس لگی تو حضور نے ایک دو قطرے مشکیزہ سے لئے اور پیالہ میں ڈالے گئے۔ پیالہ سے اس قدر پانی بہنے لگا کہ ہم سب پانی سے سیر ہو گئے۔

قبیلہ ہوازن کا اسلام قبول کرنا

حنین کی فتح کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کچھ دنوں کے بعد ہوازن بھی مدینہ منورہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تائب ہو گئے ہیں اور اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ کریم رحیم ہیں، ہم پر احسان کریں اور ہمارے مال اور اولاد ہمیں واپس کر دیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم اموال اور اولاد میں سے ایک اختیار کر لو انھوں نے کہا ہماری اولاد اور عورتیں واپس کر دیں۔ حضور نے فرمایا جو میرے اور بنو ہاشم کے پاس ہے وہ تمہارا ہے جب ہم ظہر کی نماز پڑھیں تو کہو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہمیں واپس کر دی جائیں۔ میں تمہاری سفارش کروں گا؛ چنانچہ انھوں نے نماز کے بعد اسی طرح کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اور بنو عبد المطلب کے پاس ہے وہ تمہارا ہے مہاجرین نے کہا جو ہمارے پاس ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی طرح انصار نے کہا پھر حضور نے غنائم جمع کرنے کا حکم دیا جن میں چھ ہزار قیدی تھے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ آپ نے ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی ایک سو اونٹ دیئے۔ ابوسفیان نے کہا میرے بیٹے معاویہ کو بھی دیں ان کو بھی حضور

نے اتنا ہی دیا جو ابوسفیان کو دیا تھا۔ حکیم بن حزام کو ایک سو اونٹ دیئے۔ ایک شخص جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا نے کہا آپ نے اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں نے عدل نہ کیا تو کون عدل کرے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے جو بہت نمازیں پڑھیں گے، بہت روزے رکھیں گے تم اپنی عبادات کو ان کی عبادات کی نسبت قلیل تر جانو گے۔ یہ لوگ دینِ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور اس کی لکڑی اور پھالے پر ذرہ بھر نجاست نہیں لگتی اگر میری عمر نے وفا کی تو میں ان کو ایسے ہلاک کروں گا جیسے قوم عاد کا استیصال ہوا۔

غزوۃ الطائف

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین فتح کرنے کے بعد طائف کا قصد کیا جہاں ثقیف نے مضبوط قلعہ بنایا تھا اور اس میں ایک سال کا راشن جمع کر کے مسلمانوں سے جنگ کی تیاری کی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ کے قریب تشریف لائے تو انہوں نے قلعہ سے مسلمانوں پر تیراندازی شروع کر دی۔ حضور نے ان کا اٹھارہ روز محاصرہ کیا اور ان پر منجنیق کے ساتھ پتھر گرائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے بلند آواز سے پکارا جو ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے یہ سن کر چند آدمی باہر آ گئے اور حسبِ اعلان وہ آزاد ہو گئے۔

غزوۂ تبوک

غزوۂ تبوک نو ہجری کے رجب میں وقوع پذیر ہوا اس کا باعث یہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ رومیوں نے مسلمانوں کے ساتھ محاربت کے لئے بہت

لشکر جمع کئے ہیں اور والیٔ شام ہرقل نے اپنے لشکر کے لئے ایک سال کا راشن تیار کر رکھا ہے اور جذام، لخم، عاملہ اور غسان قبائل اپنے ساتھ ملا لئے ہیں اور اپنے مقدمات کو بلقاء بھیج دیا ہے۔ اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور جنگ لڑنے کا مقام بھی بتا دیا تاکہ لوگ اچھی طرح تیاری کر لیں اور مکہ مکرمہ اور عرب قبائل سب طرف پیغامات بھیج دیئے کہ جنگ کے لئے جمع ہو جائیں۔ یہ موسم سخت گرم تھا اور سفر بھی طویل تھا اس جنگ میں منافق شامل نہ ہوئے اور حیلوں بہانوں سے اجازت حاصل کر لی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو مدینہ منورہ پر حاکم مقرر کیا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین بھی اس سفر میں شریک نہ ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدین کو لے کر تبوک پہنچ گئے جبکہ آپ کے ساتھ دس ہزار گھوڑے تھے۔ حضور نے تبوک میں بیس روز اقامت کی جبکہ کفار مرعوب ہو کر مقابلہ میں نہ آئے اور لڑے بغیر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کر دی۔ یہ اسلام میں انیسویں بڑی جنگ تھی اور حضور کا یہ آخری غزوہ تھا۔ ان انیس غزوات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے غزوات کثیر تعداد میں واقع ہوئے ہیں، لیکن ان میں حضور نے شرکت نہیں فرمائی تاکہ مسلمانوں کو ہر غزوہ میں پہنچنے میں دقت نہ ہو اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مسلمانوں پر گراں بار خیال نہ کرتا تو کسی چھوٹے سے چھوٹے لشکر سے جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پیچھے نہ رہتا۔



سلاطین و ملوک کی طرف خطوط بھیجنا

اسکندریہ کے حاکم مقوقس کی طرف والا نامہ

چھ ہجری میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کی طرف حاطب بن ابی بلتعہ کو خط دے کر بھیجا جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے حاطب کا بہت احترام کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پڑھ کر یہ جواب لکھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؛ کیونکہ ایک ہی نبی باقی رہ گیا ہے وہ آپ ہی ہیں۔ میں نے آپ کے قاصد کا احترام کیا ہے اور یہ چار لونڈیاں نذرانہ ہیں۔ اُن میں سے ایک ماریہ قبطیہ ہے اُس نے ایک گدھا بھیجا جس کا نام عفیر تھا ایک خچر بھیجا جس کو دُلدل کہا جاتا تھا لیکن اسلام قبول نہ کیا۔"

چونکہ صرف نبی کہہ دینے سے انسان مسلمان مومن نہیں ہوتا جب تک دل سے تسلیم نہ کرے اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خبیث نے اپنا مُلک بچانے کے لئے ایسا کیا ہے اس کا ملک باقی نہ رہے گا۔ حضور نے اس کا نذرانہ قبول کر لیا اور ماریہ قبطیہ اپنے لئے مخصوص فرمالی۔ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام پیدا ہوئے جو اٹھارہ ماہ بقیدِ حیات رہنے کے بعد انتقال فرما گئے اُن ہی کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ وہ باقی چھ ماہ رضاعت کی مدت جنت میں پوری کریں گے اور انہی کے متعلق فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور حجۃ الوداع سے واپسی میں گدھا فوت ہو گیا اور خچر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک باقی رہا۔ مقوقس نے اہلِ کتاب سے حضور کی صفات سُنے ہوئے تھے اس لئے وہ جانتا تھا کہ حضور نبی حق ہیں لیکن

ایمان نہ لایا۔

روم کے بادشاہ قیصر کی طرف والا نامہ

ایک دن قیصر مغموم بیدار ہُوا تو اُس کے ساتھیوں نے کہا یہ غم کیسا ہے؟ ہرقل نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آگیا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہمارے خیال میں صرف یہودی ختنہ کرتے ہیں اور وہ آپ کی سلطنت میں رہتے ہیں ان کو قتل کر دو۔ وہ اسی سوچ بچار میں تھے کہ اُن کے پاس بُصریٰ کے حاکم کا قاصد ایک عربی کو لے آیا اور کہا کہ یہ عربی اپنے مُلک کی عجیب خبر دیتا ہے۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ اس کے ملک میں کیا نئی شئی ظاہر ہُوئی ہے۔ اُس نے کہا ہم میں ایک آدمی ظاہر ہُوا ہے اور کہتا ہے کہ وہ نبی ہے لوگوں نے اس کی تابعداری کر لی ہے اور دوسرے لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے میں اُن کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ ہرقل نے کہا اس شخص کو برہنہ کرو اُنھوں نے اس کو برہنہ کیا تو دیکھا کہ اس کا ختنہ کیا ہُوا تھا۔ ہرقل نے کہا یہی میں نے دیکھا تھا اس کو کپڑے دے دو، پھر اپنے خاص آدمی کو بلایا اور کہا شام میں پوری تحقیق کر کے کوئی شخص ڈھونڈو جو اس کی قوم سے ہو جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔

ابوسفیان نے کہا میں روم میں تجارت کے لئے گیا تھا ہمارے پاس ہرقل کا سپاہی آیا اور کہا تم اس شخص کی قوم سے ہو جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے؟ ہم نے کہا ہم اس کی قوم سے ہیں وہ ہمیں اپنے ساتھ لے گیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو خط لکھا اس میں قیصر کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ دحیہ کلبی وہ خط لے کر شام گئے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے فرمایا تھا کہ یہ خط بُصریٰ کے حاکم کو دے وہ اس کو

ہرقل تک پہنچائے گا۔ ہرقل تک خط پہنچنے کا یہی طریقہ تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے قیصر سے فارس کے لشکر دُور کیئے تو وہ حمص سے ایلیاء چلا گیا اس کے لئے قالین وغیرہ بچھائے گئے۔ ابوسفیان نے کہا ہم قیصر کے پاس گئے وہ تختِ شاہی پر بیٹھا تھا اس کے سر پر تاجِ مملکت تھا اور اس کے اردگرد روم کے سردار بیٹھے ہوئے تھے اُس نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ تم میں سے کس کا نسب اُن کے زیادہ قریب ہے جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ میں نے کہا میرا نسب اُنکے زیادہ قریب ہے اور وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے سوا بنی عبدمناف سے اس قافلہ میں کوئی نہیں تھا۔ قیصر نے کہا اس کو میرے قریب لاؤ؛ پھر اس کے حکم سے میرے ساتھی میرے پیچھے کھڑے کر دیئے اور اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہو میں اس شخص کے متعلق پوچھنے والا ہوں جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کر دو۔

ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اُس روز مجھے یہ حیاء نہ ہوتا کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ مشہور کر دیں گے تو جب اُس نے مجھ سے پوچھا تھا میں جھوٹ کہہ دیتا لیکن میں نے حیاء کرتے ہوئے کہ میرا جھوٹ مشہور ہو جائے گا۔ ہرقل کے سامنے سچ کہا۔

ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اسے کہو تم میں اس شخص کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: وہ ہم میں عالی نسب ہے۔

ہرقل: کیا اُن سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان: ہرگز نہیں۔

ہرقل: کیا نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے تم ان کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے۔

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: کیا اُن کے اباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہُوا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: مالدار لوگوں نے اُن کی تابعداری کی ہے یا غریبوں نے؟

ابوسفیان: غریب لوگوں نے ان کی اطاعت کی ہے۔

ہرقل: کیا وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہونے لگے ہیں؟

ابوسفیان نے کہا: زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

ہرقل: کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے تنگ ہو کر کوئی منحرف بھی ہوتا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟

ابوسفیان: وہ عہد شکنی نہیں کرتے لیکن اب ہماری اُن سے صلح ہے ہم نہیں جانتے اس مدت میں کیا کیا ہوگا؟ ابوسفیان نے کہا میں نے اس بات کے سوا اور کوئی بات اُن کے خلاف نہیں کی؛ کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے کوئی جھوٹی بات کہہ دی تو وہ لوگوں میں مشہور ہو جائے گی۔

ہرقل: کیا تم نے اُن سے اور اُنھوں نے تم سے جنگ کی ہے؟

ابوسفیان: ہاں!

ہرقل: تمہاری اور ان کی جنگ کیسی رہی؟

ابوسفیان: ہماری جنگ خون کے ڈول تھے کبھی وہ غالب آجاتے کبھی ہم غلبہ کر لیتے۔

ہرقل: وہ تمہیں کیا حکم کرتے ہیں؟

ابوسفیان: وہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرو اس کا کوئی شریک نہ بناؤ، جن بتوں کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کرتے تھے اس سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں نماز

پڑھو، سچ بولو، پاکدامنی اختیار کرو، صلہ رحمی کرو، عہد پورا کرو اور امانت ادا کرو۔

ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اسے کہو، میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا تھا تم نے کہا وہ تم میں اعلیٰ نسب ہیں۔ رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں مبعوث ہوتے ہیں۔

میں نے تم سے پوچھا تھا کیا اُن سے پہلے بھی کسی نے یہ بات کی ہے تم نے کہا نہیں کی۔ میں کہتا ہوں اگر اُن سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو میں کہتا یہ بھی اسی بات پر گامزن ہیں جو اُن سے پہلے کسی نے کہی تھی۔

میں نے تم سے پوچھا تھا کیا تم اس دعویٰ کے پہلے ان کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے تم نے کہا نہیں۔ میں نے معلوم کر لیا جو شخص لوگوں پر جھوٹ کہنا چھوڑ دے وہ اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ میں نے کہا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔ میں نے خیال کیا اگر اُن کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں گمان کرتا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کا ملک طلب کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا رئیس لوگ ان کی تابعداری کرتے ہیں یا کمزور لوگ؟ تم نے کہا کمزور اور غریب لوگ ان کی تابعداری کرتے ہیں۔ رسولوں کی پیروی کرنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔

میں نے تم سے پوچھا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں۔ تم نے کہا وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ مکمل ہو جائے۔

میں نے تم سے پوچھا کیا اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اُن کے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کی وضاحت دلوں میں مل جائے۔

میں نے تم سے پوچھا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں۔ رسول ایسے ہی ہُوا کرتے ہیں وہ عہد شکن نہیں ہوتے۔

میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے اُن سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا ہاں! تمہاری ان سے لڑائی ڈول کی مثل رہی کبھی وہ ہم سے اور کبھی ہم اُن سے جیتے ہیں یعنی کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب ہوتے ہیں۔ رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ مبتلا ہوتے ہیں۔ آخر وہی کامیاب ہوتے ہیں۔

میں نے تم سے پوچھا وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا وہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور تم کو بتوں کی پوجا سے روکتے ہیں اور نماز، صدق اور پاکدامنی کا حکم کرتے ہیں اور عہد پورا کرنے اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ نبی کی صفت ہے۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں، لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم سے ہوں گے جو کچھ تو نے کہا ہے اگر یہ حق ہے تو عنقریب وہ میرے قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ اللہ کی قسم اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اُن تک پہنچ سکوں گا تو میں ضرور وہاں تک پہنچنے میں تکلف کرتا اور اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو اُن کے قدم دھوتا۔

اس کے بعد ہرقل نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبرک خط جو آپ نے دحیہ کلبی کے ذریعے بصریٰ کے بادشاہ کو بھیجا تھا۔ اور اُس نے وہ ہرقل تک پہنچا دیا تھا طلب کیا اور اسے پڑھا تو اس مکتوب کا متن یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰

"اللہ کے عبد اور اس کے رسول کی طرف سے یہ خط روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف ہے ہدایت کی اتباع کرنے والے پر سلام ہو اس کے بعد جان لو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے اور تمہیں دوگنا ثواب دے گا۔ اور اگر تم نے اسلام سے روگردانی کی تو تمہاری ساری رعایا کا گناہ تم پہ ہوگا! اے کتابیو!

ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں یکساں ہے یہ کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے سوا اللہ کے۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

ابو سفیان نے کہا جو کچھ ہرقل نے کہنا تھا جب کہہ لیا اور مقدس گرامی نامہ پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس شور و غل ہونے لگا اور آوازیں بلند ہوئیں اس وقت ہم کو باہر نکال دیا گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جبکہ ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ ابن ابی کبشہ کا کام عظیم تر ہو گیا کہ اُن سے روم کا بادشاہ خائف ہے۔

ابو سفیان نے کہا اللہ کی قسم! میں ہمیشہ کمزور رہا اور یقین کرتا رہا کہ حضور غالب آجائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام ڈالا؛ حالانکہ میں اسلام کو پسند نہ کرتا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ نصاریٰ کے ایک عالم نے کہا جب ہرقل کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا تو اس کو اپنی ران پر رکھ کر رومیہ کے ایک شخص کو خط لکھا جبکہ عبرانی زبان میں اس کو خبردار کر رہا تھا تو رومیہ والے نے جواب لکھا کہ جس نبی کے ہم منتظر تھے یقیناً یہ وہی نبی ہیں اُن کی پیروی کر لیں اور دل سے ان کی تصدیق کر لیں اس کے بعد ہرقل نے رومی سرداروں کو ایک ہال میں جمع کیا اور اس کے دروازے مقفل کر دیئے پھر اپنے بالاخانہ سے نیچے اُترا جبکہ وہ اُن سے دل میں خوف محسوس کر رہا تھا۔ اُس نے آتے ہی کہا اے رومی سردارو! میرے پاس اس شخص کا گرامی نامہ آیا ہے وہ مجھے دینِ اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کی قسم وہ یقیناً وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے اور اپنی کتابوں میں ان کا ذکر پاتے ہیں آؤ ہم سب اُن کی پیروی کر لیں تو ہماری دُنیا اور آخرت میں سلامتی ہو گی۔ یہ سُن کر

اُنہوں نے بیک زبان آوازیں بلند کیں اور انکار کرتے ہوئے باہر بھاگنا شروع کیا، لیکن دروازوں کو مقفل پاکر ٹھہر گئے۔ ہرقل نے ان کو واپس بلایا اور کہا میں تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا اور دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین میں کس قدر مضبوط ہو سو میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم اپنے مذہب میں بہت مضبوط ہو۔ یہ سُن کر سب نے ہرقل کو سجدہ کیا اور واپس چلے گئے۔

ایک روایت میں دحیہ کلبی سے منقول ہے کہ جب میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ دمشق میں روم کے بادشاہ کو دیا تو اُس نے اس کی مُہر کو بوسہ دیا اور ایک طرف چھپا کر رکھ لیا۔ پھر روم کے عظماء کو بلا کر کھڑے ہو کر والا نامہ پڑھ کر سُنایا؛ جب اُنھوں نے سُنا تو باہر بھاگنا شروع کیا، پھر دُوسرے روز خفیۃً مجھے بلا کر ایک بہت بڑے ہال میں مجھے داخل کیا۔

"روم کے عظیم ہال میں نبیوں کی صورتیں"

اس عظیم ہال میں تین سو تیرہ نبیوں رسولوں کی تصاویر تھیں۔ ہرقل نے مجھے کہا دیکھو ان تصاویر میں نبی آخر زمان کی کونسی تصویر ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دیکھی گویا کہ حضور مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صورت ہے۔ ہرقل نے کہا تو نے سچ کہا یہی حضور کی صورت ہے۔

ہرقل نے کہا : ان کے دائیں جانب کس کی صورت ہے؟

دحیہ : یہ شخص حضور کی قوم سے ہے۔ اس کو ابوبکر صدیق کہا جاتا ہے۔

ہرقل : ان کے بائیں جانب کس کی صورت ہے؟

دحیہ : یہ شخص بھی حضور کی قوم سے ہے اسے عمر بن خطاب کہا جاتا ہے۔

دحیہ نے کہا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سارا

واقعہ بیان کیا۔ حضور نے فرمایا ہرقل نے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ اس دین کو ابوبکر اور عمر کے ذریعہ مکمل کرے گا۔

اقول: حضرت شمویل علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے تابوت نازل ہوا جو طالوت کی قیادت کی دلیل تھا۔ اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر تھیں ان کے علاوہ اور بھی تصاویر موجود تھیں ممکن ہے کہ اُن میں سے ہرقل کے پاس تصاویر موجود ہوں۔

ابن اسحاق نے بعض علماء سے ذکر کیا کہ ہرقل نے دحیہ کلبی سے کہا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب نبی ہیں انہی کے ہم منتظر تھے لیکن مجھے رومیوں سے ڈر لگتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں آپ کے صاحب کی اتباع کرتا۔ ابنِ اسحاق نے قدماء روم سے ذکر کیا کہ جب ہرقل نے شام سے قسطنطنیہ جانے کا ارادہ کیا جبکہ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا تھا تو اُس نے رومیوں کو جمع کیا اور کہا میں تمہارے سامنے ایک چیز پیش کرتا ہوں اس میں غور کرو۔ اُنہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ ہرقل نے کہا یہ شخص یقیناً نبی مُرسَل ہے ہم تورات و انجیل میں ان کا ذکر پاتے ہیں اور ان کی صفات سے انہیں پہچانتے ہیں۔ آؤ سب ان کی پیروی کر لیں۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم نے ان کی پیروی کر لی تو ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں گے۔ ہرقل نے کہا میں ان کو ہر سال جزیہ دوں گا۔ اور اُن کے ساتھ لڑائی سے آرام حاصل کریں گے۔ اُنھوں نے کہا اللہ کی قسم یہ ہرگز نہ ہوگا کیا ہم عربوں کے سامنے ذلیل و خوار ہو کر رہیں گے؟ ہرقل نے کہا میں ان کو فلسطین، اردن، دمشق اور حمص کے علاقے دیتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

ہرقل نے کہا اللہ کی قسم کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اس طرح تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد ہرقل اپنے خچر پہ بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب درب کے قریب

پہنچا تو شام کی زمین کی طرف متوجہ ہو کر کہا "السلام علیکم" اے سوریہ کی زمین میں تجھے الوداع کہتا ہوں، پھر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ ابن جوزی نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت ذکر کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہشام بن عاص، نُعیم بن عبداللہ اور ایک اور شخص کو روم کے بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ اُس نے کہا ہم جبلہ بن ایہم کے پاس گئے جبکہ وہ غُوطہ میں تھا۔ اُس نے سیاہ لباس پہنا ہُوا تھا اور اس کے ارد گرد بھی تمام اشیاء سیاہ تھیں اُس نے کہا میں نے سیاہ لباس اس لئے پہن رکھا ہے کہ میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک تم کو شام سے باہر نہ نکالوں گا یہ لباس نہیں اُتاروں گا۔ ہم نے کہا تھوڑا سا ٹھہر تجھے اس جگہ پر بھی نہ بیٹھنے دیں گے جہاں تُو اب بیٹھا ہے یہ بھی ہم تجھ سے اور بڑے بادشاہ سے چھین لیں گے۔ اُس نے کہا اگر یہ بات ہے تو تم سمراد ہو۔ ہم نے کہا سمراد کیا ہے اُس نے کہا تم وہ نہیں ہم نے کہا وہ کون ہیں اُس نے کہا وہ دن میں روزہ سے ہوتے ہیں اور رات عبادت میں کھڑے رہتے ہیں ہم نے کہا اللہ کی قسم وہ ہم ہی ہیں اُس نے کہا تمہاری نماز کیسی ہے ہم نے اپنی نماز کی وصف بیان کی یہ سُن کر اس کو سیاہی نے ڈھانپ لیا گویا کہ اس کا چہرہ ہنڈیا کی طرح سیاہ ہو گیا۔ اُس نے کہا اُٹھو اور بادشاہ کے پاس جاؤ۔ ہم ادھر چل پڑے تو شہر کے دروازہ پہ ہم سے ایک قاصد ملا۔ اُس نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس خچر لاتا ہوں اور اگر چاہو تو گھوڑے لاتا ہوں۔ ہم نے کہا ہم اسی طرح اس کے پاس جائیں گے۔ اس نے اس کو پیغام بھیجا کہ وہ ہر شئی کا انکار کرتے ہیں اس نے کہا انہیں آنے دو۔ ہم عمامے باندھے ہوئے تلواریں لٹکاتے ہُوئے وہاں گئے جب بادشاہ کے دروازہ تک پہنچے تو اُس نے ہماری طرف نظر کی جبکہ وہ بلند بالاخانہ میں تھا تو ہم نے اپنے سر اُٹھا کر کہا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" تو اس کا بالاخانہ ٹوٹ پھوٹ گیا اور اُس نے کہا تمہارے لئے مناسب نہیں کہ میرے پاس تم اپنا دین بلند آوازوں سے ظاہر کرو پھر ہمیں پیغام

بھیجا کہ اندر داخل ہو جاؤ ہم اندر گئے تو اسے دیکھا کہ وہ بہت بلند فراش پر بیٹھا ہے اور اس کا سرخ لباس ہے اور اس کے گرد و نواح ہر شئی سُرخ ہے اور اس کے پاس روم کے سردار ہیں جب وہ ہم سے قاصد کے ذریعہ گفتگو کا ارادہ کرتا تو ہم کہتے اللہ قسم! ہم قاصد کے ذریعہ بات نہیں کریں گے ہم تو صرف بادشاہ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اگر تو یہ پسند کرتا ہے تو ہمیں گفتگو کی اجازت دو۔

جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ ہنس پڑا ہم نے اسے دیکھا کہ وہ فصیح شخص ہے بہترین عربی میں کلام کرتا ہے۔

ہم نے کہا" لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اُن کی چھت ٹوٹ گئی۔ یہاں تک اُس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنے سر چھت کی طرف بلند کیئے۔ بادشاہ نے کہا تمہارے نزدیک عظیم تر کلام کیا ہے۔ ہم نے کہا یہی کلمہ جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ اُس نے کہا جو تم نے ابھی کہا ہے؟

ہم نے کہا ہاں! اُس نے کہا جب تم اپنے دشمنوں کے علاقہ میں یہ کہتے ہو تو ان کی چھتیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں؟ ہم نے کہا ہم نے تو ایسا کرتے نہیں دیکھا یہ ایک ممتاز شئی ہے۔ جس سے آپ مختص ہیں۔ اُس نے کہا سچی بات کیا ہی اچھی ہے۔ یہ بتاؤ کہ جب تم شہر فتح کرتے ہو تو کیا کہتے ہو۔ ہم نے کہا ہم "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہیں اُس نے کہا تم کہتے ہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اس کے ساتھ کوئی شئی نہیں کہتے؟ اللہ بہت بڑا ہے اور ہر شئی سے بڑا ہے۔ ہم نے کہا: ہاں! اُس نے کہا تم مجھے سلام کہنے میں کونسی شئی منع کرتی ہے؟ جیسے تم اپنے نبی کو سلام کرتے ہو!

ہم نے کہا ہمارے نبی کا سلام تیرے لئے جائز نہیں اور نہ تیرا سلام ہمارے لئے

جائز ہے ہم تجھے تمہارا سلام کہتے ہیں۔

اُس نے کہا : تمہارا سلام کیا ہے؟

ہم نے کہا : ہمارا سلام جنتیوں کا سلام ہے۔

اُس نے کہا : تم اپنے نبی کو جنتیوں کا سلام کرتے ہو؟

ہم نے کہا : ہاں!

اُس نے کہا : تمہارا وارث کون ہے؟

ہم نے کہا : جس کی قرابت قریب ہو۔

اُس نے کہا : تمہارے بادشاہ بھی ایسے ہی وارث ہوتے ہیں؟

ہم نے کہا : ہاں!

اس کے بعد اُس نے ہمارے لئے اچھی بہمانی اور اچھی اقامت گاہ کا حکم دیا ہم نے تین روز اقامت کی تو اُس نے پھر ہمارے پاس پیغام بھیجا ہم اس کے پاس گئے جبکہ اُس کے پاس کوئی شخص نہ تھا اور ہم سے پھر اسی گفتگو کا اعادہ کیا۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی صورتیں

ہم نے دیکھا کہ اس کے پاس عظیم سنہری مکان ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکالا جس میں سفید صورت تھی۔ اس میں ایک طویل قامت آدمی تھا جس کے بال بہت زیادہ تھے۔ اُس نے کہا کیا اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں!

اُس نے کہا یہ آدم ہیں "علیہ السلام"

اُس نے پھر ایک اور دروازہ کھولا تو اس سے سیاہ ریشم نکالا اس میں سفید صورت تھی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک عظیم آدمی ہے جس کا سر بہت بڑا اور

لمبے بال تھے جیسے قبطیوں کے بال ہیں۔ اس کے سرین عظیم اور آنکھیں سُرخ ہیں۔ اُس نے کہا اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔

اُس نے کہا یہ نوح ہیں "علیہ السلام"

اُس نے پھر ایک اور دروازہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشم نکالا جس میں سفید صورت تھی۔ ہم نے کہا یہ ہمارے نبی کریم ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم"

اُس نے کہا بخدا یہ محمد رسول اللہ ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" ہم نے کہا اللہ کی قسم یہ ہمارے نبی کریم ہیں گویا کہ ہم آپ کو زندہ دیکھ رہے ہیں۔ پھر اُس نے کہا یہ آخری دروازہ ہے لیکن میں نے جلدی کی ہے تاکہ تمہارا خیال معلوم کر لوں، پھر اُس نے ایک اور دروازہ کھولا اور اس سے سیاہ کپڑے کا ٹکڑا نکالا جس میں سفید صورت تھی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی باریک ہونٹوں والا، گہری آنکھوں والا سخت دانتوں والا بھاری داڑھی والا جلالی شخص ہے اُس نے کہا اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔

اُس نے کہا یہ موسیٰ ہیں "علیہ السلام"، اُس کے پہلو میں اُن کے مشابہ ایک شخص ہے لیکن اس کی آنکھوں میں حول اور سر گول ہے اُس نے کہا یہ ہارون ہیں "علیہ السلام" — پھر ایک اور دروازہ کھولا اور اس سے سیاہ کپڑے کا ٹکڑا نکالا اس میں سُرخ یا سفید صُورت ہے وہ ایک آدمی ہے جس کا قد درمیانہ ہے۔ اُس نے کہا اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یہ داؤد ہے "علیہ السلام"

پھر ایک اور دروازہ کھولا اور سیاہ ریشم نکالا اس میں سفید صورت تھی ہم نے دیکھا کہ وہ آدمی ہے جو گھوڑے پر سوار ہے۔ اس کے پاؤں لمبے لمبے ہیں پشت چھوٹی اس کی ہر شئی پر ہے اس کو ہوا نے ڈھانپ لیا ہے اس نے کہا اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یہ سلیمان ہے "علیہ السلام"

پھر ایک اور دروازہ کھولا، اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکالا اس میں سفید

صورت تھی۔ ہم نے دیکھا کہ وہ نوجوان آدمی زرد رنگ، کشادہ پیشانی اور خوبصورت داڑھی ہے اُس نے کہا اس کو پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یہ عیسیٰ بن مریم ہیں "علیہ الصلوٰۃ والسلام"، پھر اس کو واپس کر دیا اور مکان سے اٹھ جانے کا حکم دیا۔

ہم نے کہا ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت پہچان لی ہے، کیونکہ ہم نے آپ کو دیکھا ہے جن صورتوں کو ہم نے نہیں دیکھا ان کو کیسے پہچانیں کہ یہ وہی صورتیں ہیں۔ اُس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال عرض کیا تھا کہ ان کو ہر نبی کی صورت دکھائے تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے ریشمی ٹکڑوں میں ان کی صورتیں دکھائیں۔ ذوالقرنین نے ان کو مغرب شمس میں آدم علیہ السلام کے خزانہ میں پایا جب دانیال کا زمانہ تھا اُنھوں نے ان صورتوں کو من وعن بنایا۔

ھرقل کی خواہش

اللہ کی قسم اگر میں اپنے ملک سے نکل سکتا تو میں غلام ہونے کی پرواہ نہ کرتا لیکن قریب ہے کہ میرا دل خوشی سے یہ قبول کرلے۔ پھر ہم کو انعام و کرام دے کر رخصت کیا۔ بعض روایات میں حضرات انبیاء کرام لوط، اسحاق، یعقوب، اسمٰعیل اور یوسف علیہم السلام کی صورتوں کا بھی ذکر ہے۔

جب ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اُن سے سارا واقعہ ذکر کیا ابوبکر صدیق رو پڑے اور کہا اس مسکین کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ کرتا تو ضرور کرتا پھر کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ نصاریٰ اور یہودی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات تورات وانجیل میں پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ" (الاعراف)

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

فارس کے بادشاہ کسرٰی کی طرف والانامہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو والانامہ دے کر کسرٰی کی طرف بھیجا اُس نے وہ بحرین کے وزیر کو دیا اور عظیم البحرین نے کسرٰی تک والانامہ پہنچا دیا، "جب کسرٰی نے خط مبارک پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے" مسیب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر بددعا کی کہ ان کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

والانامہ کا مضمون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فارس کے حاکم کسرٰی بن ہرمز کی طرف سلامتی اُس کے لئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ میں تجھے اللہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں ہی سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بھیجا گیا ہوں تاکہ زندہ لوگوں کو ڈراؤں اور کافروں کے لئے عذاب حق ہے۔ مسلمان ہو جا سلامتی میں رہے گا اور اگر تُو نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تجھ پر ہوگا!"

جب کسرٰی نے خط پڑھا تو اُسے پھاڑ دیا اور یمن کے حاکم باذان کو خط لکھا کہ حجاز میں دو تری آدمی بھیجے جو حجاز کے آدمی کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے وکیل بابویہ کو بھیجا جو اس کا کاتب اور حساب دان تھا اور اس کے ساتھ ایک فارسی کو بھیجا اور ان کو ایک خط دیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا تھا کہ ان دو آدمیوں کے ساتھ کسرٰی کے پاس آئیں اور بابویہ سے کہا ذرا خیال

سے اُس شخص کا حال دریافت کرو اور اُن سے گفتگو کرو پھر مجھے اس کی پوری خبر پہنچاؤ۔ وہ دونوں آدمی طائف آئے اور حضور کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا وہ مدینہ منورہ میں ہیں وہ بہت خوش ہوئے کہ اب ان کا کسرٰی سے مقابلہ ہوگا اور ہماری خلاصی ہو جائے گی۔

وہ دونوں طائف سے نکلے اور مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ بابویہ نے حضور سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ بادشاہوں کا بادشاہ کسرٰی نے اپنے ماتحت باذان کو لکھا ہے کہ آپ کے پاس کسی کو بھیجے جو آپکو کسرٰی کے پاس لے جائے اور اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ میرے ساتھ چلیں اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو میں کسرٰی کو خط لکھتا ہوں جس سے تمہارا نفع ہوگا اور وہ آپ کو اذیت نہیں پہنچائے گا۔

اور اگر آپ نے انکار کیا تو وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور تمہارے شہر تباہ و برباد کر دے گا۔ یاد رہے جب وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے۔ اُنھوں نے اپنی ڈاڑھیوں کا حلق کیا ہُوا تھا اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں۔ حضور نے ان کو دیکھنا مکروہ جانا اور فرمایا تمہاری خرابی ہو تم کو یہ حکم کس نے دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہمارے رب کسرٰی نے یہ حکم جاری کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔ پھر اُن سے فرمایا اب جاؤ کل میرے پاس آنا ہوگا۔

"سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسرٰی کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا ہے اُس نے کسرٰی کو فلاں مہینہ فلاں رات کو فلاں وقت قتل کر دیا ہے۔"

جب دوسرے روز وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضور نے

فرمایا میرے رب نے تمہارے رب کو فلاں رات فلاں وقت قتل کر دیا ہے۔ اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کیا تو اُس نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کیا جو آپ کہتے ہیں وہ آپ جانتے ہیں؟ ہم نے آپ سے اس سے آسان کو پسند نہیں کیا۔ کیا ہم یہ واقعہ لکھ کر بادشاہ کو خبر دیں؟ فرمایا ہاں اس کو میری طرف سے بتا دو اور اس سے کہو کہ جہاں تک کسریٰ کا ملک ہے۔ عنقریب وہاں تک میرا دین اور میرا فرمان پہنچے گا جہاں تک اونٹ اور گھوڑے ہیں میری حکومت ہو گی اور اس کو یہ بھی کہہ دو اگر تو مسلمان ہو گیا تو جو تمہارے قبضہ میں ہے تمہیں دے دوں گا۔ اور تمام فارس کا تجھے حاکم بنا دوں گا پھر اس کے دوسرے ساتھی کو منطقہ دیا جس میں سونا اور چاندی تھی وہ کسی بادشاہ نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اس کو حالات سے آگاہ کیا۔ باذان نے کہا اللہ کی قسم یہ بادشاہوں کا کلام نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ نبی ہیں جو اُنہوں نے فرمایا ہے ہم اس کا انتظار کرتے ہیں اگر اُن کا کلام سچا ہُوا تو وہ یقیناً نبی و رسول ہیں اور اگر سچا نہ ہُوا تو ہم اُن کے بارے میں سوچیں گے۔

تھوڑا ابھی وقت گزرا ہو گا کہ باذان کے پاس شیرویہ کا خط آیا جس کا یہ مضمون تھا۔

"میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے میں نے اس کو صرف فارس کی وجہ سے غصہ میں آ کر قتل کیا ہے کیونکہ وہ فارس کے سرداروں کو قتل کرنا حلال جانتا تھا اور ان کی سرحدیں بند رکھتا تھا جب تمہارے پاس میرا خط آئے تو تمام لوگوں سے جن پر تمہارا تسلط ہے میری تابعداری کا عہد لو اور اس شخص کو مہلت دو جس کے بارے میں کسریٰ نے تجھے خط لکھا تھا جب تک میرا حکمنامہ نہ آئے اس کے متعلق کوئی کارروائی نہ کرو۔"

جب کسریٰ کے بیٹے کا خط باذان کو پہنچا تو کہا یہ شخص یقیناً اللہ کا رسول ہے اور

اس نے اسلام قبول کر لیا اور فارس کے بقایا لوگ جو یمن سے حبشیوں کو نکالنے گئے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف والانامہ

محمد بن اسحاق نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اُمیہ کو جعفر بن ابی طالب اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں حبشہ کے بادشاہ کی جانب خط ارسال فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

"اللہ کے رسول محمد، صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف سے حبشہ کے بادشاہ کی طرف۔ میں تیرے پاس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بادشاہ پاک سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان ہے میں گواہ ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے روح اور کلمہ ہیں جن کو اُس نے مریم بتول طیبہ کی طرف بھیجا اور وہ عیسیٰ سے حاملہ ہوئیں اور میں تجھے اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو میری طاعت کر لے اور اس پر ایمان لائے جو میرے پاس آیا ہے کیونکہ میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں میں نے تیری طرف اپنے چچازاد بھائی جعفر اور اس کے ساتھیوں کو بھیجا ہے جو سب مسلمان ہیں سلام اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔"

نجاشی کا جواب

نجاشی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نجاشی کی طرف سے

سلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ ایک ہے جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔

اَمّا بَعْدُ! یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم، مجھے آپ کا والا نامہ ملا جس میں حضور نے عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ ذکر کیا ہے زمین و آسمان کے رب کی قسم عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو آپ نے ذکر کیا ہے وہ وہی ہیں جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے جو آپ نے ہماری طرف ارسال فرمایا ہے ہم نے وہ پہچان لیا ہے اور آپ کا چچازاد بھائی اور اُن کے ساتھی تشریف لائے ہیں۔ میں گواہ ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسُول ہیں۔ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اور آپ کے چچازاد بھائی کی بیعت کی اور اُن کے ہاتھ پر رب العالمین پر ایمان لایا آپ کی طرف میں نے اپنا بیٹا بھیجا ہے یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم " اگر آپ کا ارشاد ہو تو میں خود حاضر ہو جاؤں میں گواہ ہوں کہ جو آپ فرماتے ہیں حق ہے والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ"

محمد بن اسحاق نے کہا مجھ سے ذکر کیا گیا کہ نجاشی نے اپنا بیٹا ستر حبشیوں کے ساتھ بھیجا وہ کشتی میں سوار تھے جب سمندر کے وسط میں پہنچے تو کشتی غرق ہو گئی اور وہ سارے فوت ہو گئے۔"

واقدی نے ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نجاشی کی طرف دو مکتوب تحریر فرمائے ایک میں نجاشی کو دعوتِ اسلام دی اور اس پر قرآنِ کریم کی تلاوت فرمائی ہے"

نجاشی کا والا نامہ کا احترام کرنا

نجاشی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا مکتوب شریف پکڑا اور اپنی آنکھوں پر رکھا پھر تختِ شاہی سے نیچے اُترا اور نہایت ہی تواضع و انکساری سے زمین پر بیٹھ گیا پھر کلمۂ اسلام پڑھا اور حق کی گواہی دی اور کہا اگر مجھے طاقت ہوتی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں تو ضرور حاضر ہوتا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف حضور کی تصدیق اور جعفر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے متعلق خط لکھا۔

نجاشی کی طرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا دوسرا مکتوب شریف

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے دوسرے والا نامہ میں نجاشی کو حکم دیا کہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان کی بیٹی کا نکاح حضور سے کر دے جبکہ وہ اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش اسدی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی تھیں وہاں ان کا شوہر نصرانی ہونے کے بعد مر گیا تھا۔ اس مکتوب شریف میں یہ بھی تحریر تھا کہ حضور کے پاس اپنے ساتھی بھیجے، چنانچہ نجاشی نے اپنے چند مسلمان ساتھی حضور کی خدمت میں روانہ کر دیئے جب وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو حضور ان کی خدمت خود کرتے تھے۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا ہم خدمت کرتے ہیں فرمایا یہ میرے صحابہ کا اکرام و احترام کرتے تھے میں ان کی مکافات کرنا پسند کرتا ہوں۔

نجاشی کی نمازِ جنازہ

امام بخاری نے ذکر کیا کہ جس روز نجاشی فوت ہوا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کے لئے استغفار کرو پھر آپ جنازگاہ تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام نے آپ کی اقتداء میں صف بندی کی تو حضور نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نجاشی فوت ہوا ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اس کی قبر پہ نور دیکھا جاتا تھا لیکن یہ وہ نجاشی نہیں جس کو حضور نے خط لکھا تھا (مسلم شریف)

حارث بن ابی شمر کی طرف مکتوب شریف

واقدی نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب اسدی کو حارث بن شمر کی طرف بھیجا جو دمشق میں غوطہ کا حاکم تھا کہ اس کو دعوتِ اسلام دے اور خط لکھ کر اس کو دیا۔

شجاع نے کہا میں اس کے پاس گیا اور اس کے دروازہ پر دو یا تین دن کھڑا رہا۔ میں نے اس کے حاجب سے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ حارث سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اُس نے کہا وہ فلاں فلاں روز باہر آتا ہے اس سے پہلے اس سے ملاقات نہیں ہو سکتی حاجب رومی تھا اس نے مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مجھ سے پوچھنا شروع کیا۔ میں نے اس سے حضور کی صفات اور آپ کا ذکر کیا۔

اس کا دل بہت نرم ہو گیا حتیٰ کہ اُس نے رونا شروع کیا اور کہا میں نے انجیل پڑھی ہے اس میں اس نبی کی صفات پاتا ہوں، میں اُن پر ایمان لاتا ہوں اور دل سے ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ وہی آخری نبی ہیں میں حارث سے خائف ہوں کہ مجھے قتل کر دے گا۔ شجاع نے کہا حاجب میری عزت کرتا رہا اور پُر تکلف ضیافت کرتا رہا۔

ایک دن حارث باہر نکل کر بیٹھا اور اپنے سر پر تاج شاہی رکھا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ اس کے حوالے کیا اُس نے وہ پڑھا پھر پھینک دیا اور کہا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے لوگوں کو بلاؤ میں اُن کے پاس جاتا ہوں یہ باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا پھر مجھے کہا جو کچھ تو دیکھ رہا ہے اس کی اطلاع اپنے نبی کو کر دو اور ان کو خبر دار کر دو اور قیصر کو میری خبر پہنچا دی۔ قیصر نے اس کو جواب لکھا کہ اُن کی طرف ہرگز نہ جاؤ اور ایلیاً میں میرے پاس آؤ۔

جب حارث کو قیصر کا جواب پہنچا تو اُس نے مجھے بلایا اور کہا تم اپنے صاحب کے پاس کب جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا کل جاؤں گا۔ اُس نے مجھے سو دینار سونا دینے کا حکم دیا۔ اس کا حاجب خرچہ اور پوشاک لے کر میرے پاس آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام عرض کر دو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا واقعہ آپ سے عرض کیا تو حضور نے فرمایا اس کا ملک تباہ و برباد ہو گیا۔ حارث فتح مکہ کے سال مر گیا۔

ہوذہ بن علی حنفی کی طرف والا نامہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیط بن عمرو عامری کو خط دے کر ہوذہ ابن علی حنفی کی طرف بھیجا اُس کو اسلام کی دعوت دی وہ اس کے پاس آیا تو اس کا بہت اکرام کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا اور جواب لکھا کہ جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے۔ میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں اور عرب مجھ سے خائف ہیں۔ آپ مجھے کچھ اختیارات دیں میں آپ کی پیروی کر لوں گا۔ اور سلیط بن عمرو کو تحفہ دیا اور ہجر کا رنگین لباس پہنایا۔

سلیط بن عمرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
جو کچھ ہوذہ نے کہا تھا حضور سے ذکر کیا اور اس کا خط پڑھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر وہ مجھ سے زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا مانگے تو میں وہ بھی اس کو نہ دوں گا
وہ ہلاک ہوگیا اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ جب سرورِ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے واپس تشریف لائے تو جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ
ہوذہ مرگیا ہے۔

جبلہ بن ایہم کی طرف والا نامہ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسان کے بادشاہ جبلہ بن ایہم کو خط لکھا اس کو
اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہوگیا اور حضور کو خط لکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔
وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے زمانہ تک مسلمان رہا۔ اس نے
بیت اللہ کا طواف کیا تو اس کا تہبند بنی فزارہ کے ایک شخص کے پاؤں تلے آکر کھل گیا
جبلہ نے اس کو طمانچہ مارا اور اس کی ناک توڑ ڈالی اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کے پاس شکایت کی تو عمر فاروق نے اس کو کہا اس شخص کو راضی کر لو ورنہ میں تجھ سے
اس کا قصاص لوں گا۔ جبلہ نے کہا اگر آپ میرے ساتھ یہ معاملہ کریں گے تو میں نصرانی
ہو جاؤں گا۔ عمر فاروق نے فرمایا اگر تو نصرانی ہوگیا تو تیری گردن اڑا دوں گا۔
جبلہ نے کہا آج کی رات میں غور و خوض کرتا ہوں وہ اور اس کے ساتھی رات
بھاگ کر قسطنطنیہ آگئے اور نصرانی ہو کر مرگیا۔

ذی کلاع کی طرف والا نامہ

ذی کلاع طائف کا بادشاہ تھا اس کا نام سَمَیْفَع بن حوشب ہے۔ اس
نے ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ کو
خط دے کر بھیجا اور جریر کے واپس آنے سے پہلے ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وصال فرما گئے اور ذو کلاع عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اسی حال میں رہا پھر
اسلام میں رغبت کی اور آٹھ سو غلاموں کے ہمراہ عمر فاروق کے پاس آیا اور تمام
مسلمان ہوگئے۔ اس نے عمر فاروق سے کہا میں نے ایسا گناہ کیا ہے میرا خیال ہے کہ
اللہ وہ نہ بخشے گا۔ عمر فاروق نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک دن میں ان لوگوں
سے چھپ گیا تھا جو میری عبادت کرتے تھے۔ پھر میں ان پر ظاہر ہوا تو تقریباً ایک
لاکھ افراد نے مجھے سجدہ کیا۔ عمر فاروق نے فرمایا اخلاص سے توبہ کی جائے تو بخشش
کی امید ہوتی ہے۔

فروہ جذامی کی طرف والا نامہ

فروہ بن عمرو جذامی روم کا حاکم تھا وہ مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم سے ایک شخص
کو خط دے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جس میں اپنے اسلام کا ذکر
کیا اور ساتھ ہی ایک سفید خچر، گھوڑا، گدھا، کپڑے اور ریشمی کوٹ جو سونے سے
سلا ہوا تھا بھیجا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف والا نامہ بھیجا
جس کا یہ مضمون تھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فروہ بن عمرو کی طرف۔
اَمَّا بَعْدُ! تمہارا قاصد ہمارے پاس آیا اور جو تم نے بھیجا ہے وہ ہم تک

پہنچا دیا ہے اور تمہارے حال سے خبردار کیا اور تمہارا مسلمان ہونا معلوم ہُوا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ہدائت دی پھر حضور نے بلال کو حکم دیا کہ اس کے قاصد کو پانچ صد درہم دے دے۔"

روم کے بادشاہ کو خبر پہنچی کہ فروہ مسلمان ہوگیا ہے تو اُس نے کہا دینِ اسلام سے واپس لوٹ آئے۔ فروہ نے کہا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہرگز نہیں پھروں گا اور تجھے معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کی خوشخبری دی ہے، لیکن تو اپنے ملک کی حرص کرتا ہے۔ اُس نے فروہ کو محبوس کرنے کے بعد قتل کر دیا۔

جلندی کے بیٹوں جیفرؓ اور عبد کی طرف والا نامہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عمان میں خط لکھا جو عمرو بن عاص کے ذریعہ اُن تک پہنچایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ عمرو بن عاص نے کہا میں پہلے عبد کے پاس گیا اور کہا میں دونوں بھائیوں کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہُوا قاصد ہوں۔ اُس نے کہا میرا بھائی مجھ سے بڑا ہے میں تمہیں اس تک پہنچا دیتا ہوں میں اس کے پاس پہنچا اور اس کو حضور کا مہر والا خط دیا اس نے پڑھ کر کہا آج مہلت دو اور کل میرے پاس آؤ۔ میں کچھ غور و خوض کر لوں۔ میں نے کہا میں کل آؤں گا۔ صبح ہُوئی تو مجھے پیغام بھیجا اور دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کر لیا اور مجھے صدقات دیئے جو میں نے ان کے فقراء اور غریب لوگوں میں تقسیم کر دیئے

مُنذِر کی طرف والا نامہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنذر بن ساوی العبدی کی طرف بحرین میں

علاء بن حضرمی کو بھیجا۔ مُنذر نے حضور کو جواب لکھا کہ اُس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور دل سے تصدیق کی ہے۔

حِمیرؓ کے بادشاہوں کی طرف والا نامہ

محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو حمیر کے بادشاہوں نے آپکو خط لکھا کہ حارث بن عبد کلال، نُعیمؓ بن عبد کلال، نعمان، ہمدان اور مُعافر مسلمان ہوگئے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حارث بن عبد کلال، نُعیم بن عبد کلال، نُعمان، ہمدان اور معافر کی طرف اما بعدُ! میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ روم کی زمین سے واپسی کے بعد تمہارا قاصد ہمارے پاس آیا اور مدینہ منورہ میں ہم سے ملاقات کی۔ اُس نے تمہارا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے۔ تمہارے مسلمان ہوجانے اور مشرکوں کو قتل کرنے کی خبر دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہدایت دی۔ اگر تم نے اصلاح کی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی۔ غنیمت کے مال سے اللہ تعالیٰ کا خمس اور اس کے نبی کا خمس دیا اور صدقہ دیا جو اللہ نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو یہودیت اور نصرانیت پر قائم ہے اُس پر جزیہ واجب ہے۔ دوسروں کی طرف بھی خطوط لکھے "۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ و بارک وسلم

معمولات

بیت الخلاء کے آداب

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ جاتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ "اے اللہ میں مذکر اور مونث جنات سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب باہر تشریف لاتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَکَ" اے اللہ تیری مغفرت کا سوال کرتا ہوں"

دراصل اس میں حکمت یہ ہے کہ بیت الخلاء میں تقریباً جنات حاضر ہوتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے اِن حشوش میں جن حاضر آتے ہیں۔ یہ دعا پڑھنے سے اُن سے حجاب ہو جاتا ہے۔ اور مغفرت کے سوال میں یہ حکمت ہے کہ حضور ہر وقت اللہ کے ذکر میں شاغل رہتے تھے اور بیت الخلاء میں سکوت فرماتے تھے، اگرچہ قلب شریف ذاکر ہوتا تھا لیکن زبانی وقفہ ہونے کے باعث اللہ کی مغفرت طلب فرماتے تھے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں آپ کو بیت الخلاء جاتے دیکھتی ہوں پھر جو کوئی آپ کے بعد جائے وہ وہاں کوئی شئی نہیں دیکھتا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ نبیوں کے پاخانے نگل لیا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے استفسار کے جواب میں فرمایا اے عائشہ تو جانتی ہے کہ نبیوں کے جسم جنتیوں کی روحوں کے مطابق پیدا ہوئے ہیں جو شئی اُن سے نکلتی ہے اس کو زمین نگل لیتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جہاں حضور قضاءِ حاجت فرماتے وہاں سے خوشبو آتی تھی۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا طریقہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا تو آپ نے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجا فرمائی اور ایک ہاتھ زمین پر مار کر اسے دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرۂ انور دھویا اور سر مبارک پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔

مسواک

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسواک سے بہت محبت کرتے تھے۔ رات کو جب بیدار ہوتے تو استنجاء کے بعد پہلے مسواک کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا تو انہیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کریں۔ بعض مفسرین نے ذکر کیا کہ مسواک کے ستر فوائد ہیں۔ سب سے چھوٹا فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے والے کو مرتے وقت کلمہ یاد آجائے گا۔ جبکہ افیون کے ستر نقصانات ہیں اور ادنیٰ نقصان یہ ہے کہ مرتے وقت افیونی کو کلمہ یاد نہ آئے گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق آئے اور اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ حضور نے اسے دیکھ کر اُدھر توجہ فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کر کے حضور کو پیش کی تو آپ نے مسواک کی۔ الحمد للہ آخری لمحات میں اللہ تعالیٰ نے میرا اور حضور کا تھوک مبارک ملا دیا۔

نماز

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز خوب یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کہے

وقت دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اُٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنے پکڑتے اور پشت کو مستوی کرتے جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ ہر جوڑ کی ہڈی اپنی جگہ لے لیتی جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کے درمیان چہرۂ انور رکھتے اور کہنیوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ہی پہلوؤں کے ساتھ جاتے تھے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرتے جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر دایاں نصب کرتے اور مقعد شریف پر بیٹھتے تھے" صلی اللہ علیہ وسلم"

نماز سے فارغ ہو کر تین بار استغفار فرماتے پھر یہ دعا پڑھا کرتے تھے"

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ"

جمعہ کے روز فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ، الم تنزیل اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر "هَلْ اَتٰى" پڑھا کرتے تھے (بخاری) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یومیہ معمول یہ تھا کہ صبح کی نماز پڑھ کر سورج طلوع ہونے تک مصلّٰی پر بیٹھے رہتے تھے۔ (مسلم)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھتے اس پر اضافہ بھی کرتے تھے (مسلم)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حضور کو عمل پر دوام بہت محبوب تھا۔ آپ نصف رات کو بیدار ہوتے اور مسواک فرماتے تھے (بخاری) پھر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے (مسلم)

علماء نے کہا یہ دو رکعتیں تحیۃ الوضو تھیں۔ بعض نے کہا یہ تہجد کی رکعتیں تھیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔ علماء نے کہا سوتے میں ہر نبی کا دل بیدار رہتا ہے کیونکہ قلب محلِ وحی ہے۔ اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل سے فرمایا میں خواب میں تجھے ذبح کرتے دیکھتا ہوں۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا جس پر آپ مامور ہیں فوراً اس پر عمل کریں مجھے اس میں صابر پاؤ گے اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبیوں کا خواب قطعی ہوتا ہے۔

تلاوتِ قرآن

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور قرآن ختم کرنے کے بعد کھڑے ہو کر دعا فرماتے تھے۔ آپ کی آواز شریف بہت خوبصورت تھی۔

وتر کی نماز

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء رات، وسط رات میں وتر پڑھتے تھے۔ آخر رات کو آپ کے وتر کی انتہا تھی (بخاری و مسلم) عمران بن حصین نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے (نسائی)" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر کسی عذر کے باعث تہجد کی نماز رہ جاتی تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ ام المؤمنین سے بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ہمیشہ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ ام المؤمنین سے بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ہمیشہ رات کو گیارہ رکعتیں

پڑھتے تھے، یعنی آٹھ رکعتیں تہجد اور تین وتر پڑھتے تھے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعتیں تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (الوفا)

روزے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے، چنانچہ مہینہ کی ابتداء میں پیر اس کے بعد جمعرات پھر دوسری جمعرات روزہ سے ہوتے تھے علاوہ ازیں ایام بیض ۱۲-۱۴-۱۵ تواریخ کو بھی روزہ سے ہوتے تھے۔ اگر کوئی چاہتا کہ وہ حضور کو روزے سے دیکھے تو آپ کو روزے سے دیکھتا۔ اگر چاہتا کہ مفطر دیکھے تو حضور کو مفطر دیکھتا تھا۔ پیر اور جمعرات کو روزے سے ہوتے تھے اور فرماتے تھے ان دو دنوں میں لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل روزہ کی حالت میں پیش ہو۔ ماہ شعبان میں بکثرت روزے سے ہوتے تھے (بخاری، مسلم)

نماز سے قبل تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اگر تر میسّر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ سے افطار فرماتے اگر کسی کے گھر افطار فرماتے تو فرماتے تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا، نیک لوگوں نے تمہارا طعام کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے دعائیں کیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری دس دنوں میں بیدار رہتے اور اہل خانہ کو بھی بیدار کرتے اور عبادت میں کوشش کرتے تھے۔" (بخاری)

عیدِ فطر میں کچھ کھانے کے بعد باہر تشریف لاتے اور عید بقرہ میں اول تناول قربانی

کے گوشت سے فرماتے جب عید کی نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو حربہ جو نجاشی نے حضرت زبیر کو ہبہ کیا تھا آپ کے آگے آگے اٹھایا جاتا تھا اور آمد و رفت میں راستہ تبدیل فرماتے تھے تاکہ اسلام کی شوکت کا اظہار ہو (بخاری)

حج

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے متعدد حج کئے اور ہجرت کے بعد صرف ایک ہی حج کیا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کیونکہ اس حج میں آپ نے لوگوں کو الوداع فرمایا تھا۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ"

عرفہ کے دن دعاء

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے عرفہ کے روز یہ بہترین دعا ہے مجھ سے پہلے انبیاء یہ دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ اقدس سے قربانی کا جانور ذبح فرماتے تھے۔ آپ کالے اور سفید رنگ کے خصی سینگوں والے دو مینڈھے اپنے دستِ اقدس سے "بسم اللہ اللہ اکبر" پڑھ کر ذبح کرتے

اور مذبوح کے پہلو پر قدم شریف رکھتے تھے (بخاری) پہلو پر قدم رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ جانور زیادہ حرکت نہیں کر سکتا اور روح نکلنے میں آسانی ہوتی ہے۔ آپ یکے بعد دیگرے دو مینڈھے ذبح فرماتے ان میں سے ایک امت کی طرف سے ذبح فرماتے تھے۔۔۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حجۃ الوداع" میں بیت اللہ کا طواف کیا اور چھڑی سے حجر اسود کا استلام کیا پھر آپ زمزم کے پاس تشریف لائے اور اپنے چچا زاد بھائیوں سے جو کنوئیں سے پانی نکال رہے تھے۔ فرمایا مجھے آب زمزم دو آپ کو پانی کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے زمزم پینے کے بعد فرمایا اگر لوگ اس کو طریقہ مسلوکہ نہ بناتے تو میں خود کنوئیں سے ڈول کھینچتا لیکن ایسی صورت میں لوگ تم پر غلبہ کر لیں گے پھر آپ نے صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ حضور رکن یمانی کو بوسہ دینے کے بعد اس پر رخسارہ شریف رکھتے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کو رمی کی تو تلبیہ فرماتے اور سات کنکریوں سے رمی کی ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر فرماتے۔

بیت اللہ میں نماز پڑھنا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔۔۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے ہمراہ اسامہ، بلال اور عثمان بن ابی طلحہ حجبی تھے۔ کچھ دیر دروازہ بند رکھا پھر کھولا تو میں سب سے پہلے آگے بڑھا اور بلال سے ملاقات کرتے ہی میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے۔ اُنھوں نے کہا اگلے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی لیکن میں یہ پوچھنے سے قاصر رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ بلال نے کہا حضور نے دو رکعتیں پڑھیں جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حج کے افعال سے فارغ ہوئے اور واپسی کا ارادہ

کیا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لوگ حج اور عمرہ کر کے واپس جائیں گے اور میں صرف حج پر ہی اکتفاء کروں گی فرمایا کیا مطلب؟ عرض کیا میں حج سے پہلے عمرہ نہیں کر سکی کیونکہ ان دنوں میں نماز نہ پڑھ سکتی تھی اس لئے طوافِ قدوم نہ کیا تھا۔ حضور نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا اپنی ہمشیرہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر کے فلاں مقام پہنچ جاؤ وہاں ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ اسی اثناء میں ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا تو وہ بہت غمناک ہوئیں۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے طوافِ زیارت کر لیا ہے۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا اب کوچ کرو، طواف الوداع حائضہ عورت سے ساقط ہے مگر یہاں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ طواف زیارت فرض ہے اگر کسی عورت کو طواف زیارت سے پہلے حیض آ جائے اور وطن لوٹنا ضروری ہو جائے اور حیض سے پاک ہونے میں دیر ہو تو وہ حیض کی حالت میں طوافِ زیارت کر لے اور عدمِ طہارت کے باعث اس پہ دم واجب ہے (شامی)

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا جب مشرک حضور کی مخالفت پر متفق ہو گئے تو اشرافِ قریش عتبہ، شیبہ اور ملعون ابوجہل ابوطالب کے پاس آئے اور کہا آپ کا بھتیجہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ ہمارے دین میں عیب نکالتے ہیں ہم کو بیوقوف بتاتے ہیں۔ ہمارے باپ دادوں کو گمراہ کہتے ہیں تو اے ابا طالب آپ اس کو روک دیکھیں یا ان کو ہمارے حوالہ کر دیں! کیونکہ آپ کا وہی عقیدہ ہے جو ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم خود فیصلہ کر لیں گے ہم اُن کے لئے کافی ہیں۔

ابوطالب نے اُن سے نرم کلام کیا اور اچھے طریقہ سے انہیں واپس کیا

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن کی تکمیل پر قائم رہے جب آپ کے اور
مشرکوں کے درمیان معاملہ شدت اختیار کر گیا تو وہ پھر ابوطالب کے پاس آئے اور
کہا ہم اس پر اکتفاء نہیں کرتے ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔

ابوطالب نے حضور سے کہا اے میرے بھتیجے یہ لوگ میرے پاس آکر ایسا
ایسا کہتے ہیں۔ مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے چچا اللہ کی قسم یہ لوگ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج رکھ دیں اور بائیں
پر چاند رکھ کر کہیں کہ میں یہ مشن ترک کر دوں تو میں ہرگز ایسا نہ کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
اس مشن کو مکمل کر دے یا میں فوت ہو جاؤں۔ پھر حضور رو پڑے اور اُٹھ کر باہر
تشریف لے گئے تو ابوطالب نے آپ کو آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے میرے
پاس تشریف لائیں۔ حضور آئے تو کہا آپ جو پسند کرتے ہیں کئے جائیں میں کبھی
آپ کو کسی کے حوالہ نہ کروں گا۔

اس کے بعد مشرک جنگ وجدال پر آمادہ ہو گئے اور ہر قبیلہ نے اس میں بسنے
والے مسلمانوں کو اذیت پہنچانا شروع کر دی اور ان کو دینِ اسلام سے منحرف کرنے
میں کوشش شروع کی۔ ابوطالب نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو کہا کہ کوئی بھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاحمت نہ کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ ابوطالب بیمار ہوئے تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کرنے تشریف لے گئے اور اُن کے سر کے پاس ایک آدمی
کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل اٹھ کر وہاں بیٹھ گیا اور کہا آپ کا بھتیجا ہمارے
بتوں کو سب وشتم کرتا ہے۔ ابوطالب نے حضور سے کہا آپ کی قوم شکایت
کرتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا میں نے ان سے صرف ایک کلمہ
کہنے کو کہا ہے۔ اگر یہ وہ تسلیم کر لیں تو سارا عرب ان کے تابع ہو جائے گا اور غیر عرب

ان کو جزیہ ادا کریں گے۔ ابوطالب نے کہا وہ کیا ہے؟
فرمایا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"
مشرکوں نے کہا ہم سارے معبودوں کو ایک ہی معبود کر دیں؟ یہ عجیب بات ہے۔

اکثم بن صیفی کا مشرف باسلام ہونا

ابن جوزی نے ابن عمیر سے روایت ذکر کی کہ اکثم بن صیفی کو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر پہنچی تو وہ حضور کی خدمت میں آنے کو تیار ہوا اس
کی قوم نے جانے سے روک دیا تو اس نے کہا میرا حال حضور کو کون پہنچا سکتا ہے
اور کون سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر مجھے پہنچا سکتا ہے۔ دو آدمیوں نے کہا ہم وہاں جاتے
ہیں وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں اور وہ پوچھتا
ہے کہ آپ کون ہیں اور کیا فرماتے ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں محمد بن عبداللہ ہوں "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کا عبد اور اس کا رسول ہوں؛ پھر
یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ "آخر تک"
انھوں نے اس آیت کو بار بار پوچھ کر یاد کر لیا اور اکثم کے پاس آکر کہا ہم نے
اُن کے نسب کے متعلق پوچھا وہ قبیلہ مضر میں اعلیٰ نسب والے ہیں۔ انھوں نے چند
کلمات ذکر کئے ہیں جب اکثم نے کلمات سُنے تو کہا اے میری قوم میں ان کو دیکھتا
ہوں وہ اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور بُرے اخلاق سے منع کرتے ہیں تم ان کی
تابعداری کرنے میں پیش قدمی کرو پیچھے نہ رہ جاؤ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ فوت
ہو گیا اور فوت ہونے سے پہلے کہا مجھے اپنی ذات پر افسوس ہوا کہ میں آرزو پوری نہ
کر سکا۔ جب حق قائم ہو تو باطل دفع ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے سات سو آدمی لے کر
جناب رسول اللہ کی طرف نکلا تو راستہ میں بحیش نے ان کی سواریوں کو ہلاک کر دیا اور

پانی کے مشکیزے پھاڑ کر بھاگ گیا۔ اکثم کو سخت پیاس لگی تو پانی نہ پانے کے باعث پیاس سے فوت ہوگیا اور اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور ان کو گواہ بنایا کہ میں مسلمان ہوں۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکلے پھر اس کو موت پالے تو اللہ کے نزدیک اس کا اجر و ثواب ثابت ہوگیا۔

صحابہ کرام کی مکہ سے ہجرت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بعض صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ؛ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا حبشہ کا بادشاہ اپنی رعایا سے اچھا سلوک کرتا ہے ان پر ظلم نہیں کرتا کچھ عرصہ کے لئے تم وہاں اس کی حفاظت میں رہو ، ہجرت کرنے والے صحابہ کرام میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں جبکہ دوسرے صحابہ کرام نے اسلام مخفی رکھا تھا۔ قریش نے ان کا تعاقب کیا لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ (ابن جوزی)

محمد بن اسحاق نے کہا ان مہاجرین کی تعداد اسی اور نوّے کے درمیان تھی ان میں چھوٹے بچے بھی تھے لیکن وہ بچے شمار نہیں جو حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ واقدی نے کہا وہ ۸۳ مرد ، گیارہ قریشی عورتیں اور سات دوسری عورتیں تھیں۔

عمرو بن عاص کی سیاست

ابن جوزی نے ذکر کیا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم شکست خوردہ غزوہ خندق سے واپس مکہ پہنچے تو میں نے مکہ کے قریش کو جمع کیا جبکہ وہ مجھے بہت اہمیت دیتے تھے اور میری بات غور سے سُنتے تھے۔ میں نے ان سے کہا تم نے دیکھ لیا ہے کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم " دن بدن غلبہ کر رہے ہیں۔ میری رائے ہے کہ ہم نجاشی

کے پاس چلے جائیں اور وہاں اقامت اختیار کرلیں اگر مکہ پر "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" نے غلبہ کرلیا تو ہمارا نجاشی کا محکوم ہوکر رہنا اس سے بہتر ہے کہ ہم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" کے محکوم ہوں اور اگر ہماری قوم کا غلبہ ہوگیا تو اور بہتر ہوگا۔ قریش نے یہ رائے پسند کی اور اس کی تحسین کی۔

میں نے کہا نجاشی کے لئے نذرانہ جمع کرو۔ نجاشی سُرخ چمڑے بہت پسند کرتا تھا ہم بکثرت چمڑے جمع کرکے روانہ ہوگئے۔ جب وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ عمرو بن اُمیہ ضمری آیا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کی حفاظت سے متعلق وہاں بھیجا تھا وہ نجاشی کے پاس آیا پھر باہر چلا گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے کہوں کہ اس کو میرے حوالہ کردے تاکہ اس کو قتل کردوں اس سے قریش خوش ہوں گے کہ میں نے "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" کے قاصد کو قتل کردیا ہے ، چنانچہ میں نجاشی کی محفل میں گیا اور حسب عادت سجدہ کیا۔ اُس نے مجھے مرحبا کہنے کے بعد کہا کیا اپنے شہر سے کچھ لائے ہو ؟ میں نے کہا سُرخ چمڑے وافر تعداد میں لایا ہوں پھر اس کو پیش کئے وہ بہت خوش ہوا۔ میں نے کہا بادشاہ سلامت ! یہاں میں نے ایک شخص دیکھا ہے جو یہاں سے باہر نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے اس کو میرے حوالہ کردیں تاکہ میں اس کو قتل کرسکوں کیونکہ انھوں نے ہمارے اشراف بزرگوں کو بُرا کہا ہے اور انہیں سبّ وشتم کیا ہے۔ میری بات سُن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ بڑھا کر زور سے اپنی ناک پر مارا ایسا معلوم ہُوا کہ اس نے اپنی ناک توڑ ڈالی ہے یہ دیکھ کر مجھ پر خوف طاری ہُوئی اور یہ خواہش کی کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں اس میں داخل ہوجاؤں۔ میں نے کہا بادشاہ سلامت نے میری بات پسند نہیں کی۔ اگر مجھے یہ خیال ہوتا تو میں ذکر ہی نہ کرتا۔

نجاشی نے کہا تو مجھ سے ایسے شخص کو قتل کے لئے طلب کرتا ہے جو اس ذات ستودہ صفات کا قاصد ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا؟ میں نے کہا واقعی ایسا ہے؟

نجاشی نے کہا اے عمرو تیرے لئے ہلاکت ہو میری بات مانو اور ان کی بیعت کرلو بخدا! وہ عظیم خُلق پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مخالفین پر غالب کرے گا جیسے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے لشکر پر غالب کیا تھا۔

میں نے کہا کیا آپ مجھے اسلام پر بیعت کریں گے؟ نجاشی نے کہا ہاں! پھر اُس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اس کی اسلام پر بیعت کرلی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا جبکہ میرا حال متغیر ہو چکا تھا۔ لیکن میں نے ساتھیوں سے اسلام پوشیدہ رکھا پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام نے اس واقعہ کا باقی حصہ بھی ذکر کیا ہے جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ عمرو بن عاص، خالد بن ولید سے ملے اور اس سے واقعہ ذکر کیا تو دونوں نے دربار رسالت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرلیا اور مدینہ منورہ پہنچ کر مشرف باسلام ہوئے "رضی اللہ عنہما"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ ہم تقریباً اسّی افراد تھے اور قریش نے عمرو بن عاص اور عُمارہ بن ولید کو ہدایا اور نذرانے دے کر نجاشی کے پاس بھیجا جب وہ اس کے دربار میں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے اس کو سجدہ کیا پھر کہا ہمارے چچا زاد بھائی آپ کی مملکت میں آئے ہیں اُنھوں نے ہماری ملت سے اعراض کیا ہے۔

نجاشی: وہ کہاں ہیں؟

اُنھوں نے کہا آپ کی مملکت میں ہیں۔ نجاشی نے ان کو بلایا تو حضرت جعفر نے کہا آج میں تمہارا سربراہ ہوں اُنھوں نے ان کی اتباع کرلی حضرت جعفر

نجاشی کے دربار میں گئے اور سجدہ نہ کیا۔ اُنھوں نے جعفر سے کہا تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ جعفر نے کہا ہم صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا رسُول بھیجا ہے۔ اُنھوں نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم صرف اللہ کو سجدہ کریں اور ہمیں زکوٰۃ ادا کرنے اور نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

عمرو نے کہا: اے بادشاہ سلامت! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم "علیہا السلام" کے بارے میں آپ کے مخالف ہیں۔

نجاشی نے کہا: تمہارا عیسیٰ بن مریم اور ان کی والدہ کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔

جعفر اور ان کے ساتھیوں نے کہا جیسے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم کو پہنچایا جن کو کسی بشر نے مس نہیں کیا۔ یہ سُن کر نجاشی نے زمین سے لکڑی اُٹھائی اور کہا اے حبشہ والو اے علماء اور عبادت کرنے والو راہبو اللہ کی قسم! تم ایسی بات نہیں کرتے ہو جو اس کے ہم پلہ ہو۔ اے اصحابِ ہجرت میں تم کو اور جس کی طرف سے تم آئے ہو مرحبا کہتا ہوں اور میں گواہ ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسُول ہیں۔ ہم انجیل میں ان ہی کا ذکر پاتے ہیں اور وہی ہیں جن کی عیسیٰ بن مریم "علیہما السلام" نے خوشخبری دی ہے۔ تم جہاں رہو۔ اگر میں ایسے مقام میں نہ ہوتا یعنی بادشاہ نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کا جوتا بردار ہوتا اور عمرو وغیرہ کے نذرانے واپس کر دیئے

مشرکوں کا بنو ہاشم اور بنو مطلب سے بائیکاٹ

اظہارِ نبوت کے ساتویں سال مشرکوں نے جب دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی ہاشم ان کے حوالہ نہیں کر رہے ہیں تو اُنھوں نے ایک عظیم اجتماع میں رائے مستحکم کرکے ایک صحیفہ لکھا کہ وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے میل جول لین دین منقطع

کرتے ہیں اور ان کے شادی بیاہ میں ہرگز نہ جائیں گے اور نہ ہی اُن سے خرید و فروخت کریں گے پھر وہ صحیفہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ اس کے بعد بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں جمع ہوگئے اور ابولہب ان سے نکل کر مشرکوں کے ساتھ جا ملا۔ تین برس تک یہ حصار رہا اور وہ سخت مصائب میں مبتلا رہے۔ البتہ ہشام بن عمرو خفیہ اُن کے پاس طعام وغیرہ پہنچاتا رہا۔ اس کے بعد کعبہ میں معلق صحیفہ کو زمین کا کیڑا لگ گیا اور اس میں جو ظلم وستم کی باتیں تھیں وہ کھا گیا صرف اللہ کا نام باقی چھوڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو یہ بتایا تو اُس نے کہا جو کہہ رہے ہو کیا یہ صحیح ہے؟ فرمایا جی ہاں اے چچا جان! بالکل درست بات ہے۔ ابوطالب نے یہ اپنے دونوں بھائیوں سے ذکر کیا اور کہا اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اُن کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

ابوطالب نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قریش تک خبر پہنچنے سے پہلے تم اچھا لباس پہن کر اُن کے پاس جاکر یہ بتا دو، چنانچہ وہ مسجد شریف میں داخل ہوئے پھر ابوطالب نے کہا ہم ایک کام آئے ہیں اس کے بارے میں ہمیں جواب دو۔ مشرکوں نے مرحبا کہا۔ ابوطالب نے کہا میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور اُنھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صحیفہ پر زمین کا کیڑا مسلط کیا ہے اس میں جو ظلم وستم کی باتیں لکھی ہیں ان کو کھا گیا ہے اور جہاں اللہ کا نام ہے اس کو چھوڑ گیا ہے۔ اگر میرا بھتیجہ سچا ہے تو تم اپنی بُری رائے سے باز آجاؤ اور اگر اُنھوں نے جھوٹ بولا ہے تمھیں تمہارے حوالہ کر دیتا ہوں، پھر تم انہیں قتل کر دو یا زندہ چھوڑ دو وہ تمہاری مرضی ہے۔ مشرکوں نے کہا یہ انصاف کی بات ہے۔ ابن سعد نے اپنے اشیاخ سے ذکر کیا کہ مشرکوں نے صحیفہ منگوا کر اس کو کھولا تو اس کا حال وہی تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا تھا۔ مشرک نادم ہوئے اور سر

جھکا لئے۔ ابوطالب نے کہا اب تو یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تم نے قطع رحمی کرنے میں ظلم کیا ہے کسی مشرک کو جواب نہ بن پڑا اور خاسر ہوکر واپس چلے گئے۔

اس سربستہ راز کے انکشاف کے بعد ہشام بن عمرو زُہیر بن ابی اُمیّہ کے پاس گیا اور کہا اے زُہیر کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تو کھانا کھائے، اچھے کپڑے پہنے، عورتوں سے نکاح کرے، حالانکہ تو جانتا ہے کہ تیرے ماموں خرید و فروخت نہیں کر سکتے اور نہ ہی مناکحت وغیرہ کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر ابوجہل کے ماموں ہوتے اور ان سے بائیکاٹ کیا جاتا تو وہ تمہاری بات کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوتا

زہیر نے کہا اے ہشام اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں تو صرف ایک ہی شخص ہوں بخدا! اگر میرے ساتھ کوئی اور ہوتا تو میں صحیفہ کو توڑ چھوڑ دیتا۔ ہشام نے کہا میں تیرے ساتھ ہوں۔ زہیر نے کہا تیسرا شخص بھی ہونا چاہیے وہ مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس کو کہا اے مطعم کیا تو خوش ہے کہ بنی عبد مناف کے دو قبیلے ہلاک ہوں اور تو قریش کی موافقت کرے۔ مطعم نے کہا بتاؤ میں تنہا کیا کر سکتا ہوں ہشام نے کہا تیسرا زہیر بن ابی امیہ ہے اس نے کہا چوتھا بھی ساتھ ہونا چاہیے وہ ابوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اور اس سے وہی ذکر کیا جو مطعم بن عدی سے کہا تھا۔ ابوالبختری نے کہا اس معاملہ میں کوئی مددگار ہے؟ اس نے کہا ہاں زہیر مطعم اور میں تیرے ساتھ ہیں اُس نے کہا پانچواں بھی ہونا چاہیے وہ زمعہ بن اسود کے پاس گیا اس سے گفتگو کی، تو اس نے کہا کوئی اور بھی ساتھ دے گا۔ ہشام بن عمرو نے مذکور لوگوں کو ذکر کیا پھر ان سب نے جمع ہوکر صحیفہ کے نقض کا عہد کیا اور عہد توڑ دیا۔ صبح کو زہیر نے طواف کے بعد کہا اے اہل مکہ! ہم کھاتے پیتے ہیں، لباس پہنتے ہیں اور بنو ہاشم ہلاک ہو رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں جب تک اس ظالم قاطع رحم صحیفہ کو نہ پھاڑوں گا، ہرگز آرام نہ کروں گا۔

ابوجہل ملعون بولا : تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ کی قسم تو صحیفہ نہیں پھاڑ سکتا۔

زمعہ نے کہا اللہ کی قسم ارے ملعون تو جھوٹ بولتا ہے جب یہ لکھا گیا تھا ہم اس وقت بھی اس سے متفق نہ تھے۔

ابوالبختری نے کہا زمعہ نے سچ کہا ہے ہم اس صحیفہ کے مضمون سے راضی نہیں اور نہ ہی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی یہی کہا۔

ابوجہل بولا : اس بات کا تم نے رات فیصلہ کیا ہے تم نے کسی اور جگہ مشورہ کیا ہے۔

مطعم صحیفہ کو پھاڑنے کے لئے اس کے قریب ہُوا تو دیکھا کہ اس کو "اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ" کے سوا کیڑا کھا گیا ہے۔ یہ صحیفہ منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں نحر کے روز فرمایا : ہم کل خیف بنی کنانہ میں ٹھہریں گے جہاں مشرکوں نے کفر پہ ڈٹے رہنے کا عہد کیا تھا۔ اُنھوں نے اس مقام میں یہ عہد کیا تھا اور باہم قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک وہ حضور کو ان کے حوالہ نہ کریں گے وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے شادی بیاہ نہ کریں گے اور نہ دوسرے معاملات کریں گے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ اجمعین۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور عُتبہ بن ربیعہ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک روز قریش نے جمع ہو کر کہا تم کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو عظیم جادوگر ہو۔ اس کے پاس جن بھی آتا ہو اور پایہ کا شاعر ہو وہ اس شخص کا مقابلہ کرے جس نے ہماری ملت کو منتشر کر دیا ہے۔ ہمارے خاندانوں میں تفریق ڈال دی اور ہمارے اجتماعی امور کو تتر بتر کر دیا ہے۔ ہمارے دین کی تذلیل کی ہے اور ہماری ملت کو معیوب کیا ہے وہ ان سے گفتگو کرے تاکہ معلوم ہو جائے

کہ اس شخص کی حیثیت کیا ہے جس نے ہماری زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ سب نے عتبہ ابن ربیعہ کی بات پر اتفاق کیا اور اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہُوا اور حضور سے آپ کے والد ماجد کے متعلق پوچھا کہ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ حضور خاموش رہے اُس نے پھر پوچھا کہ آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر کہا اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ لوگ آپ سے بہتر تھے تو جن پر آپ عیب لگاتے ہیں ان کی یہ عبادت کرتے تھے۔

اقول : دراصل عتبہ کا یہ کہنا غلط تھا اور محض الزام تھا؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد تمام موحّد تھے ان میں سے کسی نے بُت کو سجدہ نہیں کیا "

یہ عتبہ نے اپنے زعمِ فاسد سے کہا تھا " اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ اُن سے بہتر ہیں تو ذکر کریں۔ ہم نے کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم کو معیوب بنایا ہو آپ نے ہماری جماعتوں میں تفریق ڈال دی ہے اور ہمارے اجتماعی امور کو منتشر کر دیا ہے اور عرب میں ہم کو رسوا کر دیا ہے حتیٰ کہ یہ مشہور ہو گیا ہے کہ قریش میں ایک شخص جادوگر اور کاہن ہے یہاں تک ہم عنقریب ایک دوسرے کے سامنے تلواریں اُٹھانے میں تاخیر نہ کریں گے۔ اور فنا ہو جائیں گے۔

عتبہ کی پیشکش

اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اگر آپ کو نکاح کی خواہش ہے تو قریش کی جن عورتوں کو پسند کرتے ہیں ہم ایسی دس عورتیں آپ کے نکاح میں کر دیں گے اگر آپ کو مال و دولت کی حاجت ہے تو ہم اتنا مال جمع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ آپ تمام قریش سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے۔ آپ یہ محاذ آرائی ختم کر دیں تاکہ ہم رسوائے زمانہ نہ ہوں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عتبہ کو جواب

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عتبہ کچھ اور بھی کہنا چاہو گے؟ کہا نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیات "حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کِتَابٌ فُصِّلَتْ آیَاتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا" سے "فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ" تک تلاوت فرمائی۔ یہ سن کر عتبہ نے کہا بس یہی کہنا تھا کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی فرمائیں گے۔ فرمایا نہیں۔ عتبہ اٹھ کر قریش کے پاس گیا انھوں نے کہا کیا جواب لائے ہو۔ عتبہ نے کہا جو تم اُن سے کلام کرنا چاہتے تھے۔ میں نے سب کچھ ان سے کہہ دیا ہے اُنہوں نے کہا کیا انھوں نے جواب دیا ہے؟

کہا ہاں جواب دیا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہے "اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ"، اس کے سوا مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ قریش نے کہا تعجب ہے کہ تو اُن کا کلام نہیں سمجھ سکا، حالانکہ اُنھوں نے عربی میں گفتگو کی ہے۔ عتبہ نے کہا بس مجھے یہی سمجھ آئی ہے۔ عتبہ کی گفتگو سے قریش کی آرزوئیں پانی میں بہہ گئیں۔"

قریش اور ولید بن مغیرہ میں مکالمہ

ولید بن مغیرہ بہت فصیح و بلیغ، چرب زبان اور رطب اللسان تھا اس کی بلاغت و فصاحت شہرۂ آفاق تھی۔ قریش نے اجتماعی صورت میں ولید سے ملاقات کی جبکہ حج کا زمانہ قریب آرہا تھا۔

ولید نے کہا حج کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اس وقت تمہارے پاس عرب کے وفد آئیں گے۔ اُنھوں نے حضور کے متعلق بہت کچھ سُنا ہے وہ تم سے استفسار

کریں گے تو اتفاق سے ایک رائے متفق علیہ قائم کر لو مختلف گفتگو نہ کرنا ورنہ ایک دوسرے کی تکذیب و تردید کرو گے۔ قریش نے کہا اے ولید تو ہی کوئی رائے قائم کر ہم وہی کہیں گے۔ ولید نے کہا بلکہ تم ہی کہو کیا کہنا چاہو گے۔ قریش نے کہا ہم کہیں گے وہ کاہن ہے (اس کے پاس جن آتا ہے)

ولید : وہ کاہن نہیں۔ میں نے بہت کاہن دیکھے ہیں، اُن کا کلام کاہنوں جیسا نہیں۔

قریش : ہم کہیں گے وہ مجنون ہے۔

ولید : وہ مجنون نہیں میں جنون کو خوب پہچانتا ہوں۔ اُن میں جنون کا شائبہ تک نہیں۔

قریش : ہم کہیں گے وہ شاعر ہے۔

ولید : وہ شاعر بھی نہیں میں تمام شعر خوب جانتا ہوں؛ چنانچہ رجز، مقبوضہ اور مبسوط سب جانتا ہوں وہ شاعر نہیں۔

قریش : ہم کہیں گے وہ جادوگر ہے۔

ولید : وہ جادوگر نہیں۔ میں نے جادوگروں اور اُن کے سحر کو دیکھا وہ پھونکتے ہیں اور نہ گرہ لگاتے ہیں جیسے جادوگروں کا طریقہ ہے۔

قریش : پھر تو ہی بتا کہ ہم کیا کہیں؟

ولید : اللہ کی قسم! محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے کلام میں شیرینی ہے۔ اس کا تنہ کھجور اور شاخیں پھل ہیں تم جو بھی بات کرو گے اس کا بطلان واضح ہو گا۔ اُن کے بارے میں قریب تر بات یہ ہے کہ تم کہو وہ جادوگر ہے لوگوں کے بیٹوں، بھائیوں، بیویوں اور قبائل میں بذریعہ سحر تفریق ڈالتا ہے۔ بس وہ یہ کلام سُن کر مطمئن ہو گئے اور گھروں کو چلے گئے۔

عکرمہ نے کہا جب ولید کے سامنے حضور نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی تو ولید کا دل نرم ہوگیا اور وہ سوچنے پر مجبور ہوگیا۔ ابوجہل کو یہ خبر پہنچی تو وہ ولید کے پاس آیا اور کہا لوگ تیرے لئے کثیر مال جمع کرنا چاہتے ہیں۔ ولید نے کہا کس لئے؟

ابوجہل نے کہا تاکہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گفتگو میں مقابلہ کرے۔

ولید نے کہا قریش جانتے ہیں کہ میں اُن میں سب سے زیادہ مال دار ہوں۔

ابوجہل نے کہا تم اُن سے ایسی بات کہو کہ لوگوں کو پتہ چل جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشن مستحسن نہیں سمجھتا۔ ولید نے کہا میں اُن سے کیا کہوں بخدا تم میں سے کوئی بھی شخص مجھ سے زیادہ اشعار نہیں سمجھتا اللہ کی قسم! جو وہ کہتے ہیں اس میں سے کچھ بھی شعر کے مشابہ نہیں۔ خدا کی قسم اُن کے کلام میں بہت شیرینی ہے۔ اُن کا کلام اگرچہ سحر نہیں مگر سُننے والا مسحور ہوجاتا ہے۔ جو کچھ میں نے معلوم کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کامیاب ہوں گے کبھی ناکام نہ ہوں گے۔

ابوجہل! اے عتبہ اللہ کی قسم! جب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں ایسا بیان نہ دے گا جو ان کی مغلوبیت پر مشتمل ہو لوگ ہرگز راضی نہ ہوں گے۔

عتبہ: اچھا میں غور کرتا ہوں اور کوئی راہ نکالتا ہوں، پھر سوچنے کے بعد کہا قرآن سحر ہے جو دوسروں سے نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ سورۂ مدثر کی یہ آیت کریمہ "ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا" نازل ہوئی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور طفیل بن عمرو دوسی

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو وعظ و نصیحت کرتے اور نجات کی راہ بتاتے تھے اس لئے قریش لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے تھے جب طفیل بن عمرو دوسی مکہ گیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما

تھے تو اہلِ مکہ اس کے پاس آئے چونکہ طفیل بہت بڑا فصیح و بلیغ اور نامور شاعر تھا اور لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے قریش نے کہا اے طفیل تو ہمارے شہر میں آیا ہے۔ ہماری قوم میں ایک شخص ہے جس نے ہماری جمعیت کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ اس کا کلام جادو کی مثل ہے جو باپ بیٹے، بھائی بھائی اور بیوی خاوند میں تفریق کر دیتا ہے۔ ہم تیرے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں اگر تُو نے اس سے گفتگو کی تو اس کے کلام سے مسحور ہوجائے گا، لہٰذا اس سے کوئی بات نہ کر اور نہ سُن۔"

طفیل: وہ لوگ یہی اصرار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے حضور سے گفتگو اور سماعت نہ کرنے کا عزم راسخ کر لیا اور جب میں مسجد میں جانے کا ارادہ کرتا تو کانوں کو رُوئی سے بند کر کے نکلا کرتا تاکہ حضور کی گفتگو نہ سن سکوں۔ ایک دن میں مسجد میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس کھڑے نماز ادا کر رہے تھے میں آپ کے قریب کھڑا ہُوا تو اللہ تعالیٰ نے حضور کے کلام کا کچھ حصہ مجھے سنوا دیا۔ جب میں نے حضور کا خوبصورت کلام سُنا تو دل میں خیال آیا ہائے میری ماں! میں بہت بڑا شاعر ہوں، فصیح ہوں، بلیغ ہوں۔ میرے نزدیک اچھا کلام بُرے کلام سے مخفی نہیں۔ اس شخص کا کلام سُننے سے مجھے کیا مانع ہے؟ اگر اچھا ہُوا تو قبول کروں گا بُرا ہُوا تو ترک کروں گا۔

طفیل نے کہا میں وہاں کھڑا رہا حتیٰ کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر اپنے گھر کی جانب پلٹے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا حتیٰ کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

طفیل: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے مجھے اس طرح کہا ہے اور جو اُنھوں نے ذکر کیا تھا۔ میں نے بیان کیا بخدا! وہ آپ کے مشن کے بارے میں مجھے خوف

دلاتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے کان روئی کے ساتھ بند کر لیئے تاکہ آپ کی باتیں سن سکوں؛ پھر اللہ تعالیٰ نے بہر کیف سُنا دیا تو میں نے اچھا کلام سُنا، آپ میرے سامنے اپنا بیان فرمائیں۔ حضور نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کریم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اس سے اچھا نہ تو کلام سُنا اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی بات سُنی ــــ طفیل نے کہا میں نے اسلام قبول کیا اور حق کا گواہ بنا پھر عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی قوم میں سردار ہوں لوگ میری اطاعت کرتے ہیں۔ میں ان کے پاس جا کر اُن پر اسلام پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ مجھے کوئی ایسی چیز عطاء فرمائے جو میری مددگار ہو۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کو کوئی نشانی عطاء فرما۔ اس کے بعد میں اپنی قوم کی طرف چل دیا حتیٰ کہ جب ثَنیۃ الوداع پہنچا تو میرے آگے دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ جیسا نور چمکنے لگا تو میں نے کہا اے اللہ! یہ نُور میرے چہرے کی جانب سے اِدھر اُدھر کر دے؛ کیونکہ ڈر ہے کہ وہ کہیں گے کہ یہ اُن کا دین چھوڑنے کے باعث میرے چہرے پر زخم آگئے ہیں جس کے سبب چہرہ متغیر ہو گیا ہے؛ چنانچہ وہ نُور میرے کوڑے کے سر پر چمکنے لگا۔

حاضرینِ مجلس اس نُور کو ایسے دیکھنے لگے جیسے دیوار سے معلق قندیل کو دیکھتے ہیں اور میں گھاٹی سے ان کی طرف جا رہا تھا۔ میں صبح کے وقت قریش کے پاس آیا تو سب سے پہلے میرا والد جو بہت بوڑھا تھا میرے پاس آیا۔ میں نے کہا اے میرے باپ مجھ سے دُور رہ میرے اور تیرے مابین کوئی تعلق نہیں۔ اُس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے یہ تُو نے کیا کہا ہے میں نے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی ہے۔ میرے والد نے کہا میرا دین تیرا دین ہے۔ میں نے کہا اگر یہ بات ہے تو غسل کر کے کپڑے پاک کرو پھر میرے پاس آنا ہو گا میں تمہیں وہ بتاؤں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے۔ میرے والد نے غسل کیا، پاک کپڑے زیب تن

کر کے میرے پاس آیا: میں نے اس پر اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا پھر میری بیوی آئی تو اس سے بھی میں نے کہا مجھ سے دُور رہ، میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں اس نے کہا کیوں؟ میرے ماں باپ قربان ہوں۔ میں نے کہا: اسلام نے ہم دونوں میں جدائی کر دی ہے۔ میں مسلمان ہو چکا ہوں، پھر میں نے دوس قبیلہ کو دعوتِ اسلام دی، لیکن انھوں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی۔ پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری قوم نے اسلام لانے میں تاخیر کی اور وہ مجھ پر غالب آگئے ہیں۔ آپ اُن پر بددعاء فرمائیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لا؛ پھر مجھے فرمایا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان کو اسلام کی دعوت دینے میں نرمی اختیار کرو۔

میں دوس قبیلہ کے پاس آیا اور اُن میں رہنے لگا اور حسبِ ارشاد ان کو اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور بدر، احد اور خندق کی جنگیں لڑی گئیں پھر جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کو ساتھ لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہُوا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جنگ میں مصروف تھے اور ستر اسّی اہلِ خانہ میرے ہمراہ تھے (ابن جوزی)

❁ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طالب کی موت کا وقت

جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہُوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے جبکہ ابو طالب کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ دونوں موجود تھے۔ حضور نے آتے ہی فرمایا اے چچا آپ کا مجھ پر بہت بڑا انعام و احسان ہے۔ آپ کا تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر حق ہے بلکہ والد سے بھی زیادہ حق ہے آپ صرف "لا الٰہ الا اللہ" کہہ دیں آپ کے لئے شفاعت واجب ہو گی یہ سُن کر اُن دونوں نے کہا اے ابا طالب! کیا یہ کلمہ پڑھ کر عبد المطلب کی ملت سے اعراض کر دو گے۔ ابو طالب

نے کہا میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں یہ کہہ کر فوت ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اگر مجھے منع نہ کیا گیا تو میں تیرے لئے مغفرت کی دعاء کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى

نبی اور مومنوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعاء کریں اگرچہ وہ بہت قریب ہوں "

ابوہریرہ کی روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "کہہ دو میں قیامت کے دن اللہ کے حضور تیرے لئے ایمان کی گواہی دوں گا۔ ابوطالب نے کہا اگر مجھے قریش کی عار کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور آپ کو ٹھنڈک پہنچاتا، لیکن وہ کہیں گے ابوطالب ڈر کر مسلمان ہو گیا ہے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ " جسے پسند کرو اس کو ہدایت موصلہ نہیں کر سکتے ہو (مسلم)

ایک روایت میں ہے ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے اگر قریش میرے متعلق یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے خوف نے کمزور کر دیا ہے اور یہ آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے گالی شمار ہوتی تو میں ضرور آپ کی راہنمائی کی حوصلہ افزائی کرتا اور آپ کی آنکھوں کو سرور پہنچاتا، کیونکہ میں اس کی قدر کرتا ہوں کہ آپ میرے حق میں بہت مخلص ہیں پھر ابوطالب نے اہل خاندان کو بلایا اور ان کو وصیت کی کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اطاعت کرو گے تو ہمیشہ آرام میں رہو گے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو اور آپ کی مدد کرو ہدایت پر رہو گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا لوگوں کو حکم کرتے ہو اور خود تسلیم نہیں کرتے ہو! ابوطالب نے اگر یہ بات مجھے اس وقت فرماتے جب میں توانا تھا تو ضرور آپ کی پیروی کرتا لیکن موت کے وقت

اگر میں اس کلمہ کا اقرار کروں اور اس کو تسلیم کروں تو قریش کہیں گے۔ صحت کے وقت یہ کلمہ مسترد کرتا رہا اور موت کے وقت ڈر سے کہہ دیا۔ حضور باہر تشریف لے گئے اور فرمایا اِخْتَارَ الْعَارَ عَلَى النَّارِ " دوزخ کو اختیار کر لیا شرمندگی پسند نہیں کی "

ایک روایت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " آپ کا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا گڑھا کھود کر اس میں چھپا دو اور میرے پاس آنے تک اور کوئی کام نہ کرنا۔ میں اُن کو دفن کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوا تو فرمایا غسل کرو، پھر میرے لئے بہت دعائیں فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابوطالب کی وفات کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم " آپ کا چچا آپ کی بہت مدد کرتا تھا اور آپ سے مشرکوں کی اذیتیں روکتا تھا کیا یہ عمل اس کو نفع دیں گے ؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کے باعث وہ دوزخ کی ہلکی سی آگ میں ہو گا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقے میں ہوتا (بخاری، مسلم)

محمد بن کعب قرظی نے کہا جب ابوطالب مرض وفات میں تھے تو قریش نے اُن سے کہا اپنے بھتیجے سے کہو کہ جنت سے کوئی شئی منگوا کر دے جس میں تیرے لئے شفاء ہو۔ قاصد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ قاصد نے کہا آپ کے چچا کا پیغام ہے کہ میں بوڑھا کمزور بیمار ہوں آپ جنت سے کچھ منگوا دیں جس کے کھانے سے مجھے شفاء ہو جائے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت حرام کی ہے۔ قاصد نے واپس جا کر اُن سے کہا میں نے "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا پیغام پہنچا دیا ہے اُنھوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش رہے ہیں؛ البتہ ابوبکر نے کہا ہے کہ

جنّت کافروں پر حرام ہے۔ اُنھوں نے پھر کہا کہ قاصد کو بھیجو کہ وہ خود جواب دیں۔ قاصد نے وہی کہا جو پہلی بار کہا تھا تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنّت کافروں پر حرام کردی ہے۔ پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قاصد کے پیچھے پیچھے ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے جبکہ لوگوں سے گھر بھرا ہُوا تھا۔ حضور نے فرمایا میرے چچا کے پاس سے اُٹھ جاؤ اُنھوں نے کہا ہم نہیں جائیں گے آپ ان کے پاس بیٹھنے میں ہم سے زیادہ مستحق نہیں اگر آپ کی ان سے قربت ہے تو ہماری بھی ان سے قرابت ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اے چچا تجھے اچھی جزا ملے تو نے میری بچپن میں کفالت کی اور جوانی میں میری مدد کی اے چچا! تجھے میری طرف سے اچھی جزا ملے تو صرف ایک بار لا الٰہ الا اللہ کہہ دے میں اس کے سبب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور تیری شفاعت کروں گا۔

ابوطالب نے کہا آپ میرے خیرخواہ ہیں۔ اگر مجھے قریش کی شرمندگی کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور یہ کلمہ پڑھ لیتا۔ پاس بیٹھنے والے مشرکوں نے کہا اے ابا طالب تم عرب کے سردار اور باوقار بزرگ ہو یہ کلمہ نہ پڑھنا ابوطالب نے کہا میں عربوں کی ملّت پر ہوں لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ میں نے موت سے گھبرا کر کلمہ پڑھ لیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیدہ خاطر وہاں سے لوٹے اور فرمایا اگر میرے رب نے مجھے منع نہ فرمایا تو میں تیرے لئے مغفرت کی دعاء کروں گا جب ابوطالب کی وفات کے بعد حضور نے اُن کے لئے استغفار کی تو مسلمانوں نے کہا ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے لئے دعاءِ مغفرت کرتے ہیں جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے لئے دعاء کی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کے لئے مغفرت کی دعاء فرما رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لئے استغفار سے منع کر دیا۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف میں تشریف لے جانا

ابوطالب اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے وفات پا گئے جبکہ ان کی وفات کا درمیانی عرصہ صرف ایک ماہ پانچ دن تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مصیبتیں جمع ہوگئیں۔ آپ ہر وقت محزون و مغموم رہتے تھے اور ابولہب نے بھی کچھ روز موافقت کے بعد دُوری اختیار کر لی اور قریش کا برتاؤ بھی سخت ہوگیا تو حضور نبوّت کے دسویں سال شوال کے آخر میں طائف تشریف لے گئے وہاں تقریباً ایک ماہ اقامت فرمائی اور طائف کے سرداروں کو اسلام کی طرف راہنمائی اور تبلیغ فرمائی لیکن اُنھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ ان کی اولاد متاثر ہوگی، اُنہوں نے کہا آپ طائف سے باہر چلے جائیں اور بیوقوف لوگوں کو اُبھارا کہ آپ کو اذیت پہنچائیں، چنانچہ وہ آپ کو پتھر مارتے تھے حتیٰ کہ آپ کی ایڑیوں تک خون بہنے لگتا تھا۔ زید بن حارثہ آپ سے مدافعت کرتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی سخت زخمی ہوگئے تو آپ غمناک مکہ مکرمہ کی طرف واپس آگئے اور مکہ سے باہر مقام نخلہ میں چند روز اقامت فرمائی وہاں نصیبین کے سات جنّوں نے آپ سے قرآن سُنا جبکہ آپ رات نماز میں تلاوت فرما رہے تھے وہ قرآن سُن کر بہت متاثر ہُوئے اور دوسرے جنّوں سے کہا ہم نے بہترین کلام سُنا ہے جو ہدایت سے معمور ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے۔ جب آپ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہا تو زید بن حارثہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اہلِ مکہ نے آپ کو مکہ سے نکال دیا تھا اب وہ کیسے آپ کا وہاں رہنا برداشت کریں گے۔ اس وقت مطعم بن عدی نے آپ کی مدد کی اور آپ کو امان دیا۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بدر کے روز مشرکوں کے متعلق فرمایا کہ اگر آج مطعم زندہ ہوتا اور ان بدبودار لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ضرور قبول کر لیتا۔

اس اثنا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کے باغ میں انگور کی بیل کے سایہ میں غمناک تشریف فرما تھے اور وہ دونوں آپ کو دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے آپ کو زخمی حالت میں دیکھ کر اپنے نصرانی غلام عداس سے کچھ انگور طشت میں رکھ کر کہا اس شخص کے پاس لے جا اور ان سے کہہ کر یہ کھالیں۔ عداس نے انگوروں کا طشت آپ کے آگے رکھ کر کہا یہ کھا لیجئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر انگور کھانے شروع کئے۔ عداس حضور کے چہرۂ جہاں آرا کو دیکھنے لگا اور خیال کیا کہ اللہ کی قسم! مکہ والے تو بسم اللہ پڑھ کر نہیں کھاتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور تیرا دین کیا ہے اُس نے کہا میں اہل نینویٰ سے ہوں۔ میرا دین نصرانیت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نیک شخص یونس بن متّی کی اولاد سے ہے عداس نے کہا آپ یونس بن متّی کو کیسے جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ میرا بھائی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے آگے بڑھ کر حضور کے سرِ مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا۔

ربیعہ کے ایک بیٹے نے دوسرے سے کہا تمہارا غلام اس شخص نے خراب کر دیا ہے۔ جب عداس اُن کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا تو اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں کیوں چومتا تھا۔ عداس نے کہا اے میرے آقا! زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی شخص نہیں اُنھوں نے مجھے ایسی خبر دی ہے جو صرف نبی ہی جانتا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف سے مکہ مکرمہ تشریف لانا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اخنس بن شریق اور سہیل بن عمرو کی طرف یکے بعد دیگرے قاصد بھیجا کہ وہ آپ کو امان دیں لیکن دونوں نے انکار کر دیا پھر حضور نے مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امان دے تاکہ آپ دین اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ مطعم نے کہا حضور بخوشی مکہ میں تشریف لائیں۔ میں آپ کو امان دیتا ہوں پھر مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجے مسلح ہو کر مسجد میں داخل ہوئے جب اس کو ابوجہل ملعون نے دیکھا تو کہا کیا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے؟ مطعم نے کہا ہاں! ابوجہل نے کہا جس کو تو نے پناہ دی ہے۔ ہم بھی اس کو پناہ دیتے ہیں اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور دو رکعتیں پڑھ کر گھر تشریف لے گئے۔ مطعم اور اس کے بیٹوں نے حضور کے ہمراہ طواف کیا۔ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مطعم کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان گندوں کے بارے میں مجھ سے کلام کرتا تو اس کی سفارش سے میں تمام قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

ایامِ حج میں تبلیغ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام حج میں مختلف قبائل سے ان کے نام لے کر فرماتے میں تمہاری طرف اللہ کا رسول آیا ہوں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ صرف اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ابولہب آپ کے پیچھے چلتا اور لوگوں سے کہتا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی بات نہ مانو۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کندہ کے لوگوں کے پاس گئے اُنھوں نے بھی آپ کی بات

نہ سُنی پھر بنی حنیفہ کے پاس گئے اُنھوں نے بہت بُرے طریقے سے آپ کا کلام مسترد کر دیا۔ پھر عامر بن صَعْصَعَہ کے پاس تشریف لے گئے۔ الغرض حضور نے عرب کے لوگوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا مگر ہر ایک کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس برس ٹھہرے لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کو تبلیغ کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہجوم میں فرماتے وہ کون ہے جو مجھے اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کے لئے اپنے ہمراہ لے جائے کیونکہ قریش نے میرے رب کا کلام سُننے سے انکار کر دیا ہے۔

بیعت کے شرائط

کفار و مشرکین سے جنگ فرض ہونے سے پہلے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ العقبہ میں بارہ صحابہ کرام کو بیعت کیا۔ ان میں سے ایک حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔ اُنھوں نے کہا ہم نے لیلۃ العقبہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جبکہ ہم بارہ افراد تھے۔ ہم نے اس شرط پہ بیعت کی کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کریں گے۔ چوری، زنا نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ نہ کسی پہ بہتان سازی کریں گے اور نہ ہی اچھے امور میں اللہ کی نافرمانی کریں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم اس بیعت میں وفا کرو گے تو تمہیں جنت ملے گی اور اگر اس میں کمی کی تو تمہارا معاملہ اللہ کے حوالہ ہوگا وہ جیسے چاہے تمہارے ساتھ سلوک کرے گا اگر چاہے تو معاف کر دے اگر چاہے تو عذاب دے گا جب وہ بیعت سے فارغ ہوئے تو اس کے ساتھ مُصْعَب بن عُمَیر کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا وہ وہاں لوگوں کو مسائل کی تعلیم دیتے اور قرآن پڑھاتے تھے ان کی تبلیغ سے بہت لوگ مشرف باسلام ہوئے۔

دوسری بیعت کفار سے جنگ فرض ہونے کے بعد ہوئی اس میں یہ شرط لگائی

گئی تھی کہ کافروں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہیں گے اُن سے پشت نہ پھیریں گے۔ اگرچہ معرکہ میں موت آجائے۔

تیسری بیعت عورتوں کی تھی کہ وہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کریں گی اور نوحہ وغیرہ نہ کریں گی۔

نبوت کے بارھویں سال ہجرت سے ایک سال پہلے حضور نے آسمانوں کی سیر کی ہر آسمان پہ نبیوں سے ملاقات کی جبکہ پہلے آسمان پہ حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوسرے پہ عیسٰی اور یحیٰی علیہما السلام سے تیسرے پہ یوسف علیہ السلام سے چوتھے پہ ادریس علیہ السلام سے پانچویں پہ ہارون علیہ السلام سے چھٹے پہ موسٰی علیہ السلام سے اور ساتویں پہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہٰی پہ تشریف لے گئے۔ وہاں چار دریا بہتے ہُوئے دیکھے ان میں دو ظاہری دریا نیل و فرات تھے اور دو باطنی جنت میں بہہ رہے تھے۔ پھر بیت المعمور کی جانب تشریف لے گئے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے تھے پھر دوبارہ ان کی باری نہ آتی تھی اور مجھے دودھ اور شراب پیش کی گئی۔ میں نے دودھ اختیار کیا اور شراب کو ترک کر دیا پھر اللہ تعالٰی کے حضور زیارت سے مشرف ہُوئے جبکہ آنکھ جھپکنے نہ پائی اور ٹکٹکی باندھے ہُوئے اللہ کو دیکھا اور پچاس نمازیں اور چھ ماہ کے روزے فرض ہُوئے جو موسٰی علیہ السلام کے کہنے پر تخفیف کراتے رہے حتیٰ کہ ایک دن میں پانچ نمازیں اور ہر سال ایک ماہ کے روزے امت پہ فرض ہوئے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل ملعون کا مکالمہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور مکہ مکرمہ واپسی ہُوئی تو میں نے یہ خیال کرتے ہوئے محسوس

کیا کہ اہل مکہ میری بات تسلیم نہیں کریں گے اور وہ یہ خیال کریں گے کہ قلیل تر رات کے حصہ میں آسمانوں سے پھر کر آجانا عقل انسانی کے ادراک سے باہر ہے اسی فکر میں لوگوں سے علیحدہ غمناک بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے ابوجہل ملعون کا گزر ہوا تو وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور مذاق کے طور پر کہا کوئی نئی بات ہے؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں!

ابوجہل وہ کیا ہے؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج مجھے سیر کرائی گئی ہے۔

ابوجہل: کہاں تک سیر کی ہے؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس تک۔

ابوجہل: پھر صبح کو ہمارے پاس بھی آگئے؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

ابوجہل نے کہا اگر میں قریش کو بلاؤں تو آپ واقعہ اُن سے بیان کریں گے؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ضرور بیان کروں گا۔

ابوجہل نے کہا اے بنی کعب بن لوی کے لوگو آؤ آج کوئی نئی بات سنو۔ لوگ جمع ہوگئے تو ابوجہل بولا جو مجھ سے ذکر کیا ہے اِن کے سامنے بھی بیان کردیں؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے سیر کی ہے۔

لوگوں نے کہا کہاں تک؟

فرمایا: بیت المقدس تک۔

لوگوں نے کہا پھر صبح ہمارے پاس آگئے؟

فرمایا: ہاں!

یہ سُن کر بعض ہاتھوں پر ہاتھ مارنے لگے اور بعض نے تعجب کرتے ہاتھ ماتھوں

پر رکھ دیئے۔ پھر سب نے کہا کیا آپ مسجدِ اقصیٰ کا نقشہ بیان کرسکتے ہیں ہم اُن میں سے بعض نے مسجد اقصیٰ دیکھی ہوئی تھی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد اقصیٰ میرے سامنے کردی گئی تو میں نے مسجد کی ہر شئی بیان کردی۔ لوگوں نے تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے ٹھیک بیان فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میرے پاس براق لگام کے ساتھ لائے جبکہ اس پر زین ڈالی ہوئی تھی۔ میں اس پر سوار ہونے لگا تو اُس نے اچھلنا شروع کیا۔ جبرائیل نے کہا کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرتا ہے؟ اللہ کی قسم حضور سے زیادہ مکرم کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا یہ سُن کر براق کو پسینہ آگیا۔

نبوّت کے تیرھویں سال انصار سے ملاقات

ابن جوزی نے کعب بن مالک کی روایت ذکر کی کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ساتھ باہر نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم نے ایام تشریق کے درمیانی ایام میں عقبہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا جبکہ ہمارے ساتھ جابر بن عبداللہ بن عمرو ابن حزام تھے اور ہم نے اپنے مشرک ساتھیوں سے اسلام کو مخفی رکھا ہوا تھا۔ ہم نے جابر سے گفتگو کی کہ آپ ہمارے سرداروں میں سے ہیں، ہم تجھے دوزخ میں دیکھنا نہیں چاہتے پھر ہم نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کی خبر دی تو اس نے قبول کرتے ہوئے لبیک کہا اور عقبہ میں ہمارا ساتھی رہا۔ پھر نقیب بنا۔ ہم رات اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوئے یہاں تک کہ جب تہائی رات گذری تو اپنے مقام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے لئے نکلے جبکہ ہم لوگوں سے چھپ رہے

تھے۔ ہم عقبہ کے قریب شعب میں جمع ہو گئے اس وقت ہماری تعداد ستر افراد پر مشتمل تھی جبکہ امِ عمارہ نُسَیبہ بنت کعب اور اسماء بنت عمرو بن عدی دو عورتیں بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ ہم شعب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب عہد انتظار میں تھے کہ آپ اپنے چچا عباس کے ہمراہ تشریف لائے اس وقت عباس مشرکوں کے دین پر تھے مگر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور صلہ رحمی مددگار تھے۔

عباس نے بیٹھتے ہی کہا اے انصار تم جانتے ہو کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہم سے ہیں ہم نے مشرکوں سے آپ کو محفوظ کیا ہے جبکہ وہ اپنے خاندان میں باعزت اور باوقار ہیں اور اپنے شہر میں ان کی طاقت ہے۔ اُنھوں نے تمہارے پاس آنا پسند کیا ہے۔ اگر تم اپنے وعدہ کی ایفاء پر قادر ہو اور حضور کے مخالفوں سے اُن کو محفوظ کر سکتے ہو تو اپنا عہد پُورا کرو اور اگر تم جانتے ہو کہ تم آپ کو مشرکوں کے حوالے کر دو گے اور آپ کو رسوا کرو گے تو ابھی سے ان کو اپنی قوم میں اُن کی حفاظت میں چھوڑ دو۔

ہم نے کہا اے عباس ہم نے تمہاری بات سماعت کی ہے یا رسُول اللہ! "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ ارشاد فرمائیں اور اپنی ذات کے لئے جو پسند کرتے ہیں ہم سے لیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی پھر فرمایا میں تمہاری اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ایسے حفاظت کرو گے جیسے اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ براء بن معرورؓ نے حضور کا دستِ اقدس پکڑ کر کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا ہے۔ ہم آپ کی حفاظت اپنی عورتوں اور بچوں جیسی حفاظت کریں گے۔ یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم کو بیعت کریں ہم آباؤ اجداد سے جنگجو اور بہادر چلے آ رہے ہیں۔

ابو الهیثم بن تیہان لوگوں کے سامنے آیا اور کہا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے اور لوگوں کے درمیان عہد ہیں جن کو ہم قطع کر رہے ہیں اگر ہم ایسا کریں پھر اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کر دے تو کیا آپ ہم کو چھوڑ کر اپنی قوم میں چلے جائیں گے؟

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہُوئے فرمایا ہمارا خون مشترک ہے تم میرے قریب ہو، میں تمہارے قریب ہوں جن سے تمہاری جنگ یا صلح ہے اُن سے میری جنگ اور صلح ہے۔ تم سے بارہ اشخاص باہر آئیں جو اپنی قوم پہ نقیب ہوں؛ چنانچہ بارہ اشخاص باہر آئے جن میں نو قبیلہ خزرج سے اور تین قبیلہ اوس سے تھے۔ سب سے پہلے براء بن معرور نے حضور کی بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ جب ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی تو شیطان قبیح آواز سے چلایا اور بولا اے لوگو! محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اور دینِ اسلام اختیار کرنے والے تم سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عقبہ میں شیطان کی آواز ہے؛ پھر شیطان کو مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا اب اپنے گھروں میں چلے جاؤ!

عباس بن عبادہ نے کہا: یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات ستودہ صفات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم کل ہی اہلِ منیٰ پر تلواروں سے حملہ کرتے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں ملا ہے۔ ہم واپس آ گئے اور آرام کیا۔ صبح قریش کے سردار ہمارے پاس آئے اور بولے ہمیں خبر ملی ہے کہ تم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہو تا کہ ان کو ہم سے نکال کر لے جاؤ اور ہم سے جنگ کرنے پر ان کی بیعت کرو گے۔ اللہ کی قسم یہ بہت بُری بات ہے۔ یہ سُن کر ہم میں سے جو مشرک تھے اُنھوں نے کہا اللہ کی قسم ایسی بات نہیں اور نہ ہمیں معلوم ہے۔ کسی حد تک ان کا یہ کہنا درست تھا؛ کیونکہ ہمارا

فیصلہ صیغۂ راز میں تھا، ان کو یہ ہرگز معلوم نہ تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حج کے زمانہ میں فرماتے تھے کوئی شخص ہے جو میری حفاظت کرے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو مدینہ منورہ سے بھیجا۔ ہم نے آپ کو امن کی جگہ دی اور آپ کی تصدیق کی، چنانچہ ہم ستر اشخاص ایامِ حج میں مکہ آئے۔ آپ نے ہم کو شعبِ عقبہ میں جمع ہونے کو کہا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس چیز کے پیشِ نظر آپ کی بیعت کریں، فرمایا تم ہر حال میں نشاطِ طبع ہو یا سستی و کاہلی ہو میرے کلام کی سماعت اور طاعت تنگی اور آسانی، عسر و یسر میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں بیعت کرو اور یہ کہ تم حق کہنے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرو گے اور جب میں تمہارے پاس آؤں تو میری مدد کرو گے جیسے تم اپنے اہل و اولاد کی مدد کیا کرتے ہو تمہارے لئے جنت ہے۔ ہم نے ان امور پر حضور کی بیعت کر لی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریش کا منصوبہ

جب قریش نے مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانا شروع کیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو حکم دیا کہ وہ گروہوں کی صورت میں مدینہ منورہ چلے جائیں اور خود مکہ میں ہجرت کے انتظار میں مقیم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے سوا تمام مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلے گئے صرف وہی لوگ رہ گئے جو کفار کے ہاتھوں میں محبوس تھے جب مشرکوں کو صحابہ کے چلے جانے کا علم ہوا تو اُنھوں نے یقین کر لیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کر جائیں گے اس لئے وہ حضور کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے دارالندوہ میں جمع ہو گئے کیونکہ

قریش دارالندوہ میں ہی اپنے جملہ امور طے کیا کرتے تھے۔ جب وہ دارالندوہ میں جمع ہو گئے تو ابلیس لعین بہت بڑے شیخ کی صورت میں آیا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ وہ نجد سے آیا ہے وہ تمہارے مشورہ میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ تمہیں بہتر مشورہ دے گا۔ قریش نے اس کو مجلس میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جبکہ وہاں قریش کے تمام قبائل کے سردار موجود تھے۔ اُنھوں نے پہلے حضور کے متعلق مختلف باتیں کیں پھر کہا کہ ممکن ہے کہ حضور بھی ہجرت کر جائیں اور مہاجرین کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ کریں۔ اب تک آپ مکہ میں موجود ہیں ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر لیا جائے۔ بعض نے کہا آپ کو کسی بند کمرہ میں محبوس کر دیا جائے۔ شیخ نجدی نے کہا اللہ کی قسم یہ رائے اچھی نہیں، کیونکہ اگر تم نے حضور کو محبوس کر دیا اور اُن کے ساتھیوں کو علم ہوا تو وہ نکال کر لے جائیں گے بعض نے کہا حضور کو مکہ سے باہر نکال دیا جائے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ بات بھی درست نہیں، کیونکہ حضور شیریں کلام ہیں وہ اپنے کلام سے لوگوں کے دل مسحور کر لیتے ہیں، جہاں جائیں گے حسنِ کلام کے باعث لوگوں کو ہمنوا بنا لیں گے، پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے۔

ابوجہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے نوجوان تیار کئے جائیں اور ہر ایک کے پاس تلوار ہو وہ ایک ہی بار حملہ کر کے حضور کو قتل کر دیں۔ اس طرح بنو ہاشم کسی سے قصاص نہ لے سکیں گے۔ اور ہم سے دیت لینے پر اکتفاء کریں گے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ رائے بہت اچھی ہے اس سے اچھی رائے کوئی نہیں چنانچہ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات آپ اس جگہ آرام نہ کریں جہاں پہلے آرام فرمایا کرتے تھے۔ عشاء کے بعد

کفار حضور کے دروازہ جمع ہو گئے اور مکان کا گھیراؤ کرلیا اور آپ کے سونے کا انتظار کرنے لگے تاکہ اچانک آپ پر ہلہ بول دیں۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو رہو اور حضرمی سبز چادر اوڑھ لو، تم کو اذیت پہنچانے کوئی نہیں آئے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی حضرمی سبز چادر اوڑھ کر آرام فرمایا کرتے تھے اور خود حضور ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر غارِ ثور میں تشریف لے گئے اور مشرک ساری رات حضرت علی المرتضیٰ کی حفاظت کرتے رہے جبکہ ان کو حضور خیال کرتے تھے۔ جب قریب آئے تو دیکھا کہ بستر پر حضرت علی المرتضیٰ لیٹے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے حضور کے متعلق پوچھا تو علی المرتضیٰ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ محمد بن کعب قرظی کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی مٹھی لی اور اُن کفار نوجوانوں کے سروں پر ڈال دی جو آپ کو قتل کرنے پر دروازہ پر جمع تھے اور فرمایا: ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے اور ان کو ڈھانپ رکھا ہے وہ کچھ نہ دیکھ سکیں گے۔ پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔

قریش کے نوجوانوں کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو وہ تو کب کے باہر چلے گئے ہیں وہ حضور کے بستر کی طرف آگے بڑھے تو دیکھا کہ حضرت علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے سو رہے ہیں۔ اُنھوں نے کہا یہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا جب میں بستر سے اُٹھا تو اُنھوں نے مجھے دیکھا۔ واقدی کی روایت میں انتظار کرنے والے کفار ابوجہل ملعون، حکم بن ابی عاص، عقبہ بن ابی مُعیط، نضر بن حارث، امیہ بن خلف ابن غیطلہ، زمعہ بن اسود، طعیمہ بن عدی، ابولہب، ابی بن خلف، نُبیہ اور منبہ بن حجاج تھے۔ اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق کے گھر رہے اور ماہ صفر کی ستائیسویں تاریخ کو غار میں تشریف لے گئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تین رات رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر صدیق ذہین اور ذکی بیدار مغز نوجوان تھا وہ ان کے پاس رات بھر رہتا اور علی الصبح مکہ مکرمہ چلا جاتا تھا، دیکھنے والا یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ رات مکہ میں رہا ہے۔ وہ کفار کی ناپاک تدابیر سُنتا اور جب رات کا اندھیرا ہو جاتا تو غارِ ثور میں چلا جاتا اور حضور کو کفار کے مکر و فریب بتا دیتا۔ اِن تین راتوں میں حضور اپنی اونٹنیوں کے دودھ پر اکتفا کرتے

غارِ ثور میں حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جب غارِ ثور پہنچے تو ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے غار میں جاتا ہوں اگر اس میں کوئی شئے ہوگی تو آپ سے پہلے مجھے اس کا سامنا کرنا ہوگا۔ ابوبکر غار میں داخل ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے غار کو صاف کرنا شروع کیا اگر اس میں کوئی سوراخ محسوس ہوتا تو اپنا کپڑا پھاڑ کر سوراخ بند کر دیتے حتیٰ کہ اپنے کپڑے سے تمام سوراخ بند کر دیئے۔ صرف ایک سوراخ باقی رہ گیا تو اس پر اپنی ایڑھی رکھ دی پھر سرورِ کائنات علیہ التحیات والتسلیمات غار میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ارشاد فرمایا اے ابابکر تمہارا کپڑا کہاں ہے؟

ابوبکر صدیق نے واقعہ عرض کیا تو حضور نے ابوبکر کے لئے دعا فرمائی۔

غار میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مبارک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ابوبکر کے لئے دعا فرمائی اے اللہ! قیامت میں ابوبکر کو میرے ساتھ کر" اللہ تعالیٰ نے جبریل کو نازل کیا کہ آپ کی دعا قبول ہوئی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے کہا اللہ کی قسم! ابوبکر کی ایک رات اور دن آلِ عمر سے بہتر ہے۔"
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جس رات سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے نکلے ابوبکر آپ کے ساتھ کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں چلتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر! اس طرح کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ کسی طرف سے آپ کو خوف نہ ہو۔ میں ہر طرف سے حفاظت کرتا ہوں۔ اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں پر چلتے رہے حتیٰ کہ پاؤں پھول گئے جب ابوبکر صدیق نے یہ حال دیکھا تو حضور کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر تیز چلتے رہے۔ حتیٰ کہ غار میں جاکر حضور کو کندھے سے اُتارا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی و رسول مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھ سے پہلے غار میں داخل نہ ہوں اگر اس میں کوئی شئی ہوگی تو مجھے اس کا سامنا کرنا ہوگا پھر آپ کو کندھے پر اُٹھا کر غار میں داخل ہوئے۔

غار میں ابوبکر کو سانپ کا ڈسنا"

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جس سوراخ پر اپنی ایڑھی رکھی تھی اس میں زہریلے سانپ تھے اُنھوں نے ایڑھی کو ڈسنا شروع کیا لیکن ابوبکر نے سوراخ پر ایڑھی سے گرفت مضبوط رکھی حتیٰ کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر! غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

غار کی کیفیت

واقدی نے ذکر کیا کہ قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا شروع کیا حتیٰ کہ غار کے دروازہ پر پہنچ گئے جبکہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا پھیلا

دیا تھا۔ اُنھوں نے کہا یہ جالا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہاں کبوتر نے بھی انڈے دے رکھے تھے اُنھوں نے کہا اگر غار میں داخل ہوتے تو جالا ٹوٹ پھوٹ جاتا اور انڈے ضائع ہو جاتے پھر واپس چلے گئے۔

غار سے نکل کر مدینہ منورہ کا قصد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چار ربیع الاول کو پیر کے روز غار سے باہر تشریف لائے جبکہ اس میں تین روز اقامت فرمائی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے مدینہ منورہ کا عزم کیا جبکہ قریش ہماری تلاش میں تھے وہ ہم کو نہ پاسکے البتہ سراقہ بن مالک بن جعشم گھوڑے پر سوار ہمارا تعاقب کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کفار ہمارے قریب آگئے ہیں۔ فرمایا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے جب سراقہ بہت قریب آگیا اور دو تین نیزوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا تو میں نے عرض کیا وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے اور میں نے رونا شروع کیا فرمایا کیوں روتے ہو، عرض کیا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی اے اللہ! اس سے ہم کو محفوظ فرما۔ یہ فرمانا ہی تھا کہ سراقہ کے قدم سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئے اور اس کو زمین نے گرفتار کر لیا۔ سراقہ نے کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ آپ نے دعاء فرمائی ہے۔ اللہ سے دعاء فرمائیں مجھے اس سے نجات دے اللہ کی قسم میں کسی کو آپ کا حال نہ بتاؤں گا اور جو لوگ آپ کو تلاش کرنے آئیں ان کو واپس کر دوں گا۔ یہ میرا ترکش ہے اس میں سے تیر لے لیں آپ فلاں مقام سے گزریں گے وہاں میرے اونٹ اور بکریاں ہیں آن میں سے جو چاہیں لے لیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری کوئی حاجت نہیں پھر اس کے لئے دعا کی تو زمین نے چھوڑ دیا اور اس کی گرفت سے نجات حاصل کر کے واپس چلا گیا۔

دراصل سراقہ بن مالک کسی اور خیال میں تھا، چونکہ قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے والے کے لئے انعام رکھا تھا جس کو وہ تنہا حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے قریش سے مخفی حضور کا تعاقب کیا اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے پیشِ نظر اس کو یقین ہو گیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ حاصل ہو گا۔ اس لئے اس نے حضور سے عرض کیا کہ اس کے لئے امان نامہ لکھ دیں کہ جب آپ مکہ فتح کریں گے تو اس کو امن دیں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو فرمایا تو اس نے چمڑے کے ٹکڑے پر امان تحریر کر دیا پھر حضور آگے تشریف لے گئے۔

ام معبد کا واقعہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عامر بن فہیرہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے جبکہ اُن کے ساتھ عبداللہ بن اُریقط راستہ بتانے والا بھی تھا، اگرچہ وہ کافر تھا لیکن اُس نے عہد کیا تھا کہ راہنمائی میں قریش سے اخفاء کرے گا۔ راستہ میں ام معبد خزاعیہ کا گھر تھا۔ ام معبد بہت دلیر اور طاقتور عورت تھی۔ وہ گھر کے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنا چاہیں لیکن یہ دونوں اس کے پاس نہ تھیں۔ اُس نے کہا اگر ہمارے پاس کوئی شئی ہوتی تو ضرور حاضر کر دیتی اس اثناء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے کونہ میں بکری دیکھی تو فرمایا ای اُم معبد یہ بکری کیسی ہے اُس نے کہا یہ کمزور

اور لاغر بکری ہے جو بکریوں کے ساتھ چلنے سے قاصر ہے۔ فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد نے کہا یہ تو مدت سے خشک ہو چکی ہے اس میں دودھ کہاں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مجھے اس سے دودھ دوہنے کی اجازت دیتی ہو؟ اس نے کہا اگر اس میں دودھ ہے تو بخوشی دوہ سکتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے پستانوں کو دستِ اقدس سے مس کیا اور فرمایا اے اللہ! اس بکری میں برکت فرما۔ بکری دودھ سے بھر گئی اور اُس نے کمر جھکا دی اور چارہ چبانا شروع کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا اس میں دودھ دوہا حتیٰ کہ اس پہ جھاگ آ گئی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِ معبد اور اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا جب وہ سیر ہو گئے تو آخر میں حضور نے نوش فرمایا پھر دوبارہ دودھ دوہا اور اس کو چھوڑ کر وہاں سے آگے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا شوہر ابومعبد کمزور بکریاں ہانکتا ہوا آیا جب گھر میں دودھ دیکھا تو تعجب سے کہا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے بکری تو خشک ہے اور گھر میں دودھ نہ تھا۔

ام معبد نے کہا اللہ کی قسم یہاں ایک شخص منور چہرہ تشریف لایا پھر سارا واقعہ بیان کیا۔ ابومعبد نے کہا اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کو قریش تلاش کر رہے ہیں اس کا حلیہ تو بیان کر۔

ام معبد نے کہا وہ ہنستے چہرہ والے ہیں ان کی خلقت خوبصورت ہے ان کا پیٹ بھارا نہیں جو معیوب ہو نہایت ہی حسین و جمیل ہیں۔ دونوں آنکھیں کالی ہیں پلکوں پر بہت بال ہیں، آواز میں جہوریت ہے۔ آنکھیں سرگین ہیں، آبرو باریک ٹھاری دار ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ ان کے بال شریف بہت کالے ہیں، گردن لمبی، داڑھی شریف بھاری ہے۔ جب خاموش ہوتے ہیں تو باوقار ہوتے ہیں جب کلام

فرماتے ہیں تو سر اور ہاتھ اُٹھاتے ہیں، چہرہ بارونق ہے۔ شیریں کلام ہیں کلام میں نرمی ہے تیزی نہیں۔ دُور سے بہت جمیل اور قریب سے بہت حسین معلوم ہوتے ہیں بہت لمبے نہیں اور نہ بہت چھوٹے ہیں۔ قد شریف درمیانہ ہے ساتھیوں میں بہت خوبصورت نظر آتے ہیں۔ ان کے ساتھی اُن کا کلام خاموشی سے سُننے میں حکم کی فوراً تعمیل کرتے ہیں وہ پیشانی پر تیور نہیں لاتے۔

ابو معبد نے کہا بس یہی وہ ذات ستودہ صفات ہے جس کے قریش متلاشی ہیں ۔ ام معبد نے کہا میں نے ایک بکری ذبح کر کے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو پکا کر کھلا دی اور کچھ گوشت ان کے ساتھ کر دیا اور اکثر گوشت ہمارے پاس رہا اور جس بکری سے حضور نے دودھ دوہا تھا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک ہمارے پاس رہی ہم اس کو صبح و شام دوہتے رہے وہ بدستور دودھ دیتی رہی۔ جب حضور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے اور لوگوں کو آمد کی اطلاع ہوئی تو بعض استقبال کرنے مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور کچھ لوگ بازاروں میں گھومتے ہوئے نعرہ رسالت بلند کرتے ہوئے پکار رہے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ کہہ رہے تھے (مسلم شریف)

حضرت انس نے کہا جس روز حضور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے وہ دن نورانی اور خوبصورت دن تھا اور جس روز حضور نے وفات پائی مدینہ منورہ میں اندھیرا چھا گیا تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور بنی عمرو بن عوف کے پاس اقامت فرمائی۔ اس روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں سے ہم کلام تھے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تشریف فرما تھے۔

آپ نے پیر کے روز کو سعادت بخشی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز تولّد فرمایا اور قدم میمنت سے مکہ مکرمہ کو شرف بخشا۔ پیر کے روز اظہارِ نبوت فرمایا اور ابتداءِ وحی ہُوئی پیر کے روز حجرِ اسود اُٹھا کر رکھا پیر کے روز ہجرت فرماتے ہُوئے مکہ مکرمہ سے نکلے پیر کے روز مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہُوئے اور پیر کے روز ہی دنیا کو داغ مفارقت دے کر خالق کائنات سے واصل ہُوئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو لوگ ہمارے استقبال کے لئے باہر آئے کچھ پیدل اور کچھ اونٹوں پر سوار تھے اور گلی کوچوں میں خوشی کا اظہار کرتے ہُوئے کہتے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ مدینہ منورہ کی بچیاں محبت بھرے الفاظ سے کہہ رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا اللهِ دَاعِ

الوداع کی گھاٹی سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہُوا۔ ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک دعا کرنے والا اللہ سے دعا کرے۔ لوگوں میں باہم گفتگو آگے بڑھی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہوں گے۔ یہ وہ مبارک دن تھا جس میں محبوبِ خدا نے مدینہ منورہ کو قدمِ میمنت سے نوازا وہ درخت بانصیب تھے جو حضور کے اشاروں پر چلتے تھے وہ غبار پُر فضا تھا جس کی کیفیت بیماری سے شفا میں تبدیل ہوگئی۔ وہ اونٹ بابرکت تھے جو حضور کے ہاتھوں قربان ہونے کو خوش قسمتی سمجھتے تھے۔ وہ ہرن باکمال تھے جن کے حضور ضامن تھے وہ بچے بانصیب تھے جن کے ہاتھ حضور کے ہاتھوں میں تھے۔ الغرض اہلِ مدینہ کی قسمت کے تارے آسمان

پر درخشاں تھے جو ہمہ اوقات حضور کے چہرۂ جہاں آراء کو دیکھنے پر قادر تھے اور حضور کی پیاری باتوں سے ان کے کان مسرور تھے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آج رات میں بنی نجار کو شرفِ اقامت بخشوں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں؛ کیونکہ ہاشم نے بنی عدی بن نجار کی خاتون سے شادی کی تھی جس سے عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے اس لئے وہ حضور کے ماموں ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روائت میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم قبا میں بنی عمرو بن عوف کے پاس اقامت فرمائی۔ آپ وہاں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات چار روز ٹھہرے اور مسجد قباء کا سنگ بنیاد رکھا اور جمعہ کے روز وہاں سے رخصت ہوئے جبکہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور اس کی مہار کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ وہ انصار کے گھروں کے آگے سے گزر رہی تھی اور ہر گھر والوں کی یہی خواہش تھی کہ ہمارے گھر تشریف لائیں اور آپ سے تعاون کا ذکر کرتے تھے۔ آپ یہی فرماتے تھے۔ اس کی مہار چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم پر چل رہی ہے۔ اونٹنی وہاں ٹھہری جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ یہ جگہ اس وقت آباد نہ تھی آپ اونٹنی سے نہ اُترے وہ اٹھی اور تھوڑا آگے بڑھ کر پھر واپس اسی جگہ آگئی جہاں پہلے بیٹھی تھی اور وہاں بیٹھ گئی۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس سے اُترے اور ابو ایوب انصاری نے اس کا کجاوہ اٹھالیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابو ایوب کے گھر ٹھہرے اور وہاں اقامت فرمائی اور مسجد اور مسکن کی بنیاد رکھی۔ اسعد بن زرارہ نے اونٹنی کی مہار پکڑ دی تو وہ اس کے پاس رہی اور ابو ایوب کے گھر سات ماہ اقامت فرمائی۔ (ابن جوزی)

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ مکرمہ بھیجا ان کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دیئے وہ آپ کی دونوں صاحبزادیوں سیّدہ فاطمہ اور ام کلثوم اور آپ کی زوجہ محترمہ سودہ رضی اللہ عنہم کو لے کر آئے۔ طبرانی کی روائت

کے مطابق ام ایمن اور ایمن کو بھی لے آئے۔ اُن کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر بھی حضرت ابوبکر صدیق کا عیال ام المؤمنین عائشہ سمیت لے کر مدینہ منورہ آگئے۔ حضور نے ان کو جاریہ بن نعمان کے گھر ٹھہرایا۔

ابن جوزی نے محمد بن حبیب ہاشمی سے نقل کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم قباء میں سعد بن خیثمہ کے گھر درسِ حدیث دیتے رہے اس کا نام ہی "منزل العزاب" رکھا گیا اور جمعہ کے روز قباء سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کا عزم کیا اور بنی سالم میں جمعہ کی نماز پڑھی یہ اسلام میں سب سے پہلا جمعہ تھا۔

عبداللہ بن سلام نے کہا جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ ان میں میں بھی آیا جب میں نے چہرۂ اقدس جہاں آراء دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ شکل وصورت جھوٹے شخص کی نہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ "ترمذی"	اے لوگو! ایک دوسرے کو سلام کہو صلہ رحمی کرو، کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سورہے ہوں، جنت میں سلامتی سے داخل ہوگے"

مدینہ منورہ کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اے اللہ مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے دوگنا برکت فرما۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی مدینہ منورہ کے مصائب برداشت کرے گا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں رمضان المبارک کے روزے رکھنا اس کے سوا ایک ہزار روزوں کے برابر ہے۔ مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز اس کے سوا ایک ہزار نماز کی مثل ہے۔ ابن جوزی نے ابو ثابت کی روایت ذکر کی کہ مدینہ منورہ کا غبار کوڑھ کی مرض سے شفا دیتا ہے۔

مسجد نبوی کی فضیلت ؐ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین مساجد کے علاوہ کسی طرف قصداً سفر نہ کیا جائے۔ وہ تین مساجد مسجد حرام، مسجد اقصٰی اور میری مسجد ہے۔ میری مسجد میں نماز پڑھنا اس کے سوا مسجد حرام کے بغیر ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے جس کی اساس تقویٰ پر ہے۔ **اقول** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ "میں مستثنیٰ منہ "مسجد من المساجد" مقدر ہے یعنی مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف قصداً سفر نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان تین مساجد میں نماز پڑھنے کے ثواب کا تعین ہے جیسا کہ احادیث میں مصرح ہے اور یہ ثواب ذاتی ہے عرضی نہیں۔ دوسری مساجد میں نماز پڑھنے کے ثواب میں کمی بیشی عرضی ہے یعنی جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے یا دُور سے چل کر مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے تو یہ ثواب عرضی ہے یعنی نمازیوں کے زیادہ ہونے اور کثرتِ اقدام کے باعث ثواب میں اضافہ ہے یہ ان کی ذات میں داخل نہیں۔ اگر مستثنیٰ منہ عام ہو یعنی "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰی مَکَانٍ مِّنَ الْاَمْکِنَۃِ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ" یعنی ان مساجد کے سوا کسی مقام کی طرف قصداً سفر نہ کیا جائے تو ہر مقام کی جانب سفر کرنا خلافِ سنت ہوگا، حالانکہ ایسا نہیں مسجد نبوی

سے مراد وہ مقام اور قطعۂ ارض ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فرمایا تھا۔ جو اس پر اضافہ ہو چکا ہے اس کی یہ فضیلت نہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان خطۂ ارض بقعۂ جنت اور میرا منبر حوض پر ہے۔ (بخاری) محدثین نے ذکر کیا کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے یعنی بعینہٖ یہ خطہ جنت سے لایا گیا ہے پھر جنت میں واپس ہوگا۔ بعض محدثین نے تاویلات بھی کی ہیں مگر جب حقیقت ممکن ہو تو تاویل کو نہیں دیکھا جاتا۔ ابن جوزی نے جابر بن عبداللہ سے روایت ذکر کی کہ منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے درمیان جنت کا باغیچہ ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دُعاء

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت وہاں کی آب و ہوا وبائی تھی تو ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے۔ حضرت بلال تو مکہ کی پہاڑیاں اور گھاس وغیرہ کا ذکر کرتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے دعاء فرماتے کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت پیدا کر اور وہ ہمیں محبوب ہو جائے جیسے مکہ مکرمہ محبوب تھا اے اللہ! مدینہ منورہ کی آب و ہوا درست کر دے اور اس کے ناپ و تول میں برکت فرما اور مدینہ منورہ سے بخار نقل کر کے جحفہ پہنچا دے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ خواب میں دیکھا گیا ایک بکھرے بالوں والی عورت مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ سے ۸۲ میل دور جحفہ چلی گئی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ سے وباء جاتی رہی ہے۔

تحویلِ کعبہ

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے لیکن کعبہ مکرمہ کی طرف پشت نہیں فرماتے تھے بلکہ کعبہ مکرمہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ مکرمہ ہو تو سترہ ماہ بعد رجب کے نصف میں پیر کے روز ظہر اور عصر کے درمیان تحویل قبلہ ہوئی اور سب سے پہلے عصر کی نماز کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر پڑھی تو ایک شخص مدینہ منورہ میں بنی سلمہ کی مسجد کے پاس سے گزرا اور ان کو دیکھا کہ وہ نماز میں شام کی طرف متوجہ ہیں تو اُس نے کہا کہ قبلہ کی تحویل ہو گئی ہے۔ اب ہمارا قبلہ کعبہ ہے تو لوگ نماز میں ہی کعبہ کی طرف پھر گئے اس لئے اس مسجد کو ذوقبلتین کہا جاتا ہے۔ پھر تحویل قبلہ کے ایک ماہ بعد رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

مستقبل کے واقعات کی خبریں دینا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل میں وقوع پذیر بے شمار واقعات کی خبریں سنائیں جو حسب ارشاد اُن کا ظہور ہُوا، چنانچہ قرآن کریم میں ہے حضور نے یہودیوں سے فرمایا اگر جنت تمہارے لئے ہے تو موت کی خواہش کرو، پھر فرمایا یہ موت کی ہرگز خواہش نہیں کریں گے۔ عرب کے فصحاء اور بلغاء سے فرمایا۔ اگر تم قرآن کریم کا اللہ کی کتاب ہونے میں شک کرتے ہو تو اس جیسی کوئی سورت بنا کر لے آؤ پھر فرمایا تم ہرگز نہ لا سکو گے، چنانچہ ساری قوتیں صرف کرنے کے باوجود آج تک نہ لا سکے کفار سے فرمایا تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے، چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ مسلمانوں سے فرمایا

تم عنقریب مسجد حرام میں داخل ہو گے اور تمہیں کوئی خوف لاحق نہ ہو گا، چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ ابولہب کے بارے میں فرمایا وہ مشتعل آگ میں داخل ہو گا جبکہ اس کی بیوی اس کے ساتھ ہو گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں کافر مریں گے چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا جبکہ میں مکہ کی طرف جا رہا تھا کہ ہم مکہ کے قریب پہنچے ہیں تو ایک کتیا بھونکتی ہُوئی مکہ سے باہر نکلی جب ہم اس کے قریب آئے تو وہ پشت کے بل لیٹ گئی اور اس سے دودھ بہنے لگا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا کُتا جاتا رہا اور ان کی بھلائی قریب ہو گئی۔ قریش تم سے صلہ رحمی کا سوال کریں گے تم اُن میں سے بعض کو ملو گے جب ابوسفیان کو ملو تو ان کو قتل نہ کرنا، چنانچہ ایسا ہی ہُوا (بیہقی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوسفیان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پیچھے پیچھے لوگ چل رہے ہیں تو اُس نے دل میں خیال کیا میری خواہش ہے کہ ان سے جنگ کروں ابھی یہ خیال ہی اسے آیا تھا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے سینہ میں دستِ اقدس مارا اور فرمایا اگر تُو نے یہ کیا تو اللہ تجھے رسوا کرے گا۔ ابوسفیان نے فوراً عرض کیا حضور میں توبہ کرتا ہوں۔ اور جو میں نے بکواس کی ہے اس کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ (بیہقی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے طواف کرتے ہوئے ملاقات کی تو فرمایا اے ابا سفیان کیا تو نے اور ہند نے ایسی باتیں کی ہیں؟ ابوسفیان نے کہا ہند نے میرا سارا راز افشا کر دیا ہے میں اس کے ساتھ ایسا ایسا کروں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو ابوسفیان سے فرمایا ہند سے کوئی بات نہ کرنا اس نے تیرا راز افشا نہیں کیا

ابوسفیان نے کہا : میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

عظمتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

خداوند قدوس جلّ وعلا نے اپنے حبیب محترم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہر دشمن کی
بُرائی سے محفوظ رکھا لوگوں کی اذیت کی مدافعت کی اور ان کو بری طرح ہلاک کیا
حتیٰ کہ اگر شیطان نے آپ کو اذیت پہنچانے کا قصد کیا تو اس کو مغلوب کیا ہر انسان
کے ساتھ شیطان کافر ہے لیکن حضور کو کافر کی معیت سے محفوظ فرمایا ؛ چنانچہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا جب " تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ " الخ نازل ہوئی تو ابولہب کی
بیوی ام جمیل بنت ابی سفیان جو سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سخت دشمن تھی ، سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم
کی طرف آئی جبکہ ابوبکر صدیق آپ کے پاس تھے جب ابوبکر نے اس کو دیکھا تو عرض کی
یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ ! یہ عورت بہت یاوہ گو ہے اگر آپ یہاں ٹھہرے رہے تو
یہ بکواس کرے گی۔ حضور نے فرمایا یہ مجھے دیکھ نہ سکے گی۔ وہ آئی اور کہا اے ابابکر
تیرے ساتھی نے شعروں میں میری ہجو کی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی بات
نہیں وہ تو شعر کہتے ہی نہیں اُس نے کہا تم میرے نزدیک سچے ہو اور واپس چلی گئی۔
ابوبکر نے کہا یارسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ! اُس نے آپ کو نہیں دیکھا فرمایا نہیں
مجھے جبرائیل نے اپنے پَر سے چھپا رکھا تھا۔ بخاری میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ غزوہ نجد لڑا۔ جب حضور واپس
ہوئے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے ایک وادی میں جس میں خاردار بہت درخت
تھے۔ قیلولہ فرمایا جبکہ آپ کے صحابہ کرام درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے سرورِ کائنات
صلّی اللہ علیہ وسلّم کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا رکھی
تھی۔ صحابہ کرام تھکے ماندے تھے۔ وہ فوراً سو گئے اچانک جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہم کو پکار رہے تھے۔ ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو وہاں ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا حضور
نے فرمایا اُس نے میری تلوار مجھ پر حملہ کرنے کی غرض سے میان سے نکالی جبکہ میں سو
رہا تھا۔ میں بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں برہنہ تھی اُس نے مجھے کہا آپ کو
مجھ سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا اللہ وہ یہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر اسے کچھ نہ کہا :
ایک روایت میں جابر بن عبداللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بنی محارب
کے غزوہ سے واپس ہوئے تو آپ کے پاس غورث بن حارث آیا اور حضور کے
سرِ مبارک کے پاس کھڑا ہو گیا اور بولا آپ کو مجھ سے کون روکے گا۔ فرمایا اللہ!
تو اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے
ہاتھ سے تلوار پکڑی اور فرمایا تو بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ اُس نے کہا آپ اچھے
پکڑنے والے ہیں۔ فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے گا۔ اُس نے کہا
نہیں لیکن میں آپ سے معاہدہ کرتا ہوں کہ آپ سے جنگ نہ کروں گا اور نہ ان
کی مدد کروں گا جو آپ سے برسرِ پیکار ہوں گے پھر سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم
نے اس کو چھوڑ دیا۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ ابوجہل نے کہا کیا " محمد "
صلّی اللہ علیہ وسلّم " تمہاری موجودگی میں اپنا چہرہ زمین پر لگاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں !
ابوجہل نے کہا مجھے لات و عزّیٰ کی قسم اگر میں نے یہ کرتے دیکھا تو ان کی
گردن زمین سے رگڑ ڈالوں گا اور چہرہ خاک آلود کر دوں گا ؛ چنانچہ وہ جناب
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا جبکہ حضور نماز ادا فرما رہے تھے تو اُس
نے بُرا ارادہ کیا کہ آپ کی گردن شریف کو پاؤں سے اذیت پہنچائے تو اچانک اُلٹے
قدم پیچھے کی طرف بھاگنے لگا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچا رہا تھا لوگوں
نے کہا کیا ہوا ؟ اُس نے کہا میرے اور محمد " صلّی اللہ علیہ وسلّم " کے درمیان آگ سے مشتعل
خندق تھی اور اس میں بہت ڈراؤنی شکلیں اور پَر تھے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص مسلمان ہو گیا وہ سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا وہ مرتد ہو گیا پھر لوگوں سے کہتا پھرتا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی جانتے ہیں جو میں نے لکھا ہے۔ وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو دفن کیا صبح ہوئی تو زمین نے اس کو باہر پھینک مارا۔ لوگوں نے کہا یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کا فعل ہے۔ کیونکہ وہ اُن سے بھاگ نکلا تھا اس لئے اس کی قبر کھول کر اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اُنھوں نے پہلے سے گہرا گڑھا کھودا جب صبح ہوئی تو زمین نے اس کو باہر پھینک مارا اب ان کو یقین ہوا کہ یہ لوگوں کا فعل نہیں اور اس کو زمین پر ہی پھینک رکھا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مرتد ہو جانے کے بعد فرمایا تھا اے اللہ اس کو تیری زمین جگہ نہ دے،، ــــ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گزشتہ رات میں نماز پڑھتا تھا کہ ایک قوی تر خبیث جن نے میری نماز قطع کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قادر کیا میں نے اس کا گلا گھونٹا اور اس کو مسجد کے ستون سے باندھنا چاہا تاکہ تم صبح اسے دیکھو پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد کیا " رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ،، پھر میں نے اس کو ذلیل و رسوا کر کے چھوڑ دیا۔

امام بخاری نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ایک رات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے مجھے غیرت آئی ہے میں نے عرض کیا میرے جیسی آپ جیسے پر غیرت کیوں نہیں کرتی۔ فرمایا تجھے شیطان نے وسوسہ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کیا میرے ساتھ شیطان ہے فرمایا ہاں پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم،، کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا آپ کے

ساتھ بھی ہے؟ فرمایا ہاں! لیکن میرے رب نے میری مدد کی ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے مجھے اچھا مشورہ دیتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آدمؑ پر دو خصلتوں میں فضیلت دی گئی ہے میرا شیطان کافر تھا وہ مسلمان ہو گیا ہے میری بیویاں میری مددگار ہیں جبکہ آدم کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی نے ان کی مدد نہ کی بلکہ اُن کے خلاف مدد کی۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہنے سے پہلے ہماری طرف توجہ کر کے فرماتے: ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہو اور رکوع و سجود میں اعتدال کرو۔ میں تم کو پسِ پشت دیکھتا ہوں۔

ابو ہریرہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ دیکھتے ہو کہ میں یہاں صرف قبلہ ہی دیکھتا ہوں اللہ کی قسم تمہارا خشوع و خضوع، رکوع و سجود مجھ پر مخفی نہیں۔ میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ تم کو اپنے بعد دیکھتا ہوں۔

امام نووی نے کہا کہ بعض علماء نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ میں وفات کے بعد تمہیں دیکھتا ہوں لیکن یہ مفہوم سیاقِ حدیث کے موافق نہیں۔

ابن جوزی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔

امام بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا۔ کل میں ایک شخص کے ہاتھ جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں وہ خیبر کا قلعہ فتح کرے گا، صبح ہوئی تو فرمایا علی کہاں ہے؟ عرض کیا گیا ان کی آنکھوں میں درد ہے فرمایا انہیں بلاؤ وہ تشریف لائے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کی آنکھ پر لعاب ڈال کر فرمایا اے اللہ اس سے سردی گرمی دُور کر دے وہ اسی وقت تندرست ہو گئے۔ گویا کہ درد تھا ہی نہیں۔ حضرت علی سردیوں میں گرمیوں کا لباس پہنتے اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس پہنا کرتے تھے۔ ایک جنگ میں قتادہ ابن نعمان کی آنکھ تیر لگنے سے باہر نکل آئی وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے دستِ اقدس سے پکڑ کر اس جگہ رکھ دی اور اس پر لعاب دہن لگایا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی اور ان کے فوت ہونے تک اس کی بینائی کم نہ ہوئی ـــــ ایک کنوئیں میں لعاب ڈالا جس کا پانی کڑوا تھا تو وہ میٹھا ہو گیا۔ مسیلمہ کذاب نے یہ سُنا تو اُس نے ایک کنوئیں میں اپنا تھوک پھینکا جس کا پانی میٹھا تھا تو وہ کڑوا ہو گیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے ایسے عظیم مقام پر فائز کیا ہے جہاں تک وہم وگماں اور نظر و فکر کو رسائی نہیں۔ ہر ذی روح آپ کی عظمت کے آگے سرنگوں ہے۔ طیور و وحوش اور حشراتِ ارض بلکہ جمادات آپ کی نبوت و رسالت کے معترف ہیں۔ حضور نے فرمایا میں وہ پتھر جانتا ہوں جو مجھے سلام عرض کیا کرتے تھے۔ بحیرہ راہب نے کہا میں نے دُور سے دیکھا کہ جس قافلہ میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس کو تمام شجر و حجر سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ نبی کے بغیر کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معظمات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں گویا کہ اندھیری رات میں بدرِ منیر ستاروں میں چمک رہا ہے۔ ایک اعرابی گوہ کا شکار کئے ہوئے وہاں سے گزرا جس کو وہ ذبح کر کے کھانا چاہتا تھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ہیں وہ لوگوں میں سے گزرتا ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! میں نے کوئی ذی روح شخص نہیں دیکھا جو مجھے تم

سے زیادہ مبغوض ہو اگر میری قوم مجھے جلد باز نہ کہتی تو میں آپ کو قتل کرنے میں بہت جلدی کرتا اور تمہیں قتل کر کے تمام گورے کالے لوگوں کو خوش کرتا اور قریش کو آرام پہنچاتا، کیونکہ آپ ہمارے معبودوں کو گالی گلوچ کرتے ہیں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہچان لیا اور فرمایا تو بنی سُلیم سے ہے اس بات پر تجھے کس نے آمادہ کیا ہے؟ تو نے مجلس میں میرا اکرام نہیں کیا۔

اعرابی نے لات وعزیٰ کو ذکر کرتے ہوئے گوہ حضور کے آگے پھینک کر کہا اگر یہ گوہ آپ پر ایمان لے آئے تو میں آپ کو نبی تسلیم کر لوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیں میں اس کا سر اُڑاؤں۔ حضور نے فرمایا اے عمر تم جانتے نہیں ہو کہ نبی بہت بردبار ہوتے ہیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گوہ! اُس نے واضح عربی زبان میں جواب دیا لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ " حاضرین نے اس کا کلام سُنا اور سمجھا فرمایا اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے "

گوہ نے کہا میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمانوں میں ہے، زمین میں اس کی حکومت ہے، سمندروں میں اس کی راہ ہے۔ جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کون ہوں؟

گوہ نے کہا آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جو شخص آپ کی تصدیق کرے گا وہ کامیاب ہے جو آپ کو جھٹلائے گا وہ خسارہ میں ہے۔

اعرابی نے کہا مشاہدہ کے بعد مجھے خبر کی تلاش نہیں۔ میں گواہ ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! جب میں آپ کے پاس آیا تھا۔ سطحِ ارض پر میرے نزدیک آپ سے زیادہ مبغوض کوئی

نہ تھا اور اب آپ مجھے میری سمع و بصر اور ماں باپ و اولاد سے زیادہ محبوب ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حمد ہے جس نے میرے وسیلہ سے تجھے ہدایت دی ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کی گفتگو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے ابا القاسم! ہم آپ سے پانچ چیزیں پوچھتے ہیں اگر آپ نے ان کا صحیح جواب دیا تو ہم آپ کو نبی تسلیم کر لیں گے اور آپ کی پیروی کریں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اس پر عہد لیا جیسے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا۔ یہودی : نبی کی علامت کیا ہے؟

فرمایا : نبی کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔

یہودی : عورت کبھی لڑکی کو جنم دیتی ہے اور کبھی لڑکا اس کا کیا سبب ہے؟

فرمایا : مرد و عورت کے پانی جمع ہوتے ہیں جس کا پانی رحم میں سبقت کر گیا اگر عورت کا سبقت کر گیا تو لڑکی ورنہ لڑکا پیدا ہو گا۔

یہودی : آپ نے سچ فرمایا۔

یہودیوں نے کہا یعقوب علیہ السلام نے اپنے پر کیا حرام کیا تھا؟

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، یعقوب علیہ السلام کو عرق نساء کا مرض تھا۔ اونٹوں کے دودھ کے سوا کوئی شئی ان کے مناسب نہ تھی اس لئے اونٹوں کا دودھ حرام کر دیا۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔

یہودیوں نے کہا آپ یہ بتائیں کہ رعد کیا ہے؟

فرمایا : رعد ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہے اس کے ساتھ

وہ بادلوں کو زجر کرتا ہے اور جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے وہاں لے جاتا ہے۔ یہودیوں نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ یہودیوں نے کہا یہ آواز کیسی ہے۔ جو بادل میں سُنی جاتی ہے؟

فرمایا یہ کوڑا مارنے کی آواز ہے۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔

یہودیوں نے کہا اب صرف ایک بات رہ گئی ہے اگر آپ نے یہ بتا دیا تو ہم آپ کی اتباع کر لیں گے۔ ہر نبی کے پاس آسمان سے فرشتہ خبر لاتا ہے۔ آپ کے پاس کون خبر لاتا ہے؟

فرمایا میرے پاس جبرئیل آتا ہے وہ آسمانوں سے خبر لاتا ہے۔ یہودیوں نے کہا یہ ہمارا دشمن ہے یہ لڑائیاں اور جنگ لاتا ہے۔ اگر آپ میکائیل کا نام لیتے جو رحمت اور بارش لاتا ہے تو ہم آپ کی پیروی کرتے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تلاوت فرمائی جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ مرے اُس نے آپ کے قلب پر قرآن نازل کیا۔ علماء یہود نے حضور کی سخت مخالفت اس لئے کی تھی کہ اگر وہ آپ کی اتباع کرتے تو لوگوں سے جو وظائف وصول کرتے تھے ان سے وہ محروم ہو جاتے تھے۔ حضور نے فرمایا اگر نو علماء یہود مسلمان ہو جاتے تو تمام یہودی مسلمان ہو جاتے۔

بیماروں کو شفاء دینا

شفاء دینے والا درحقیقت پروردگارِ عالم ہے لیکن ہر بیماری کی دواء جو شفاء کا سبب ہے۔ یہ اسباب بھی اسی ذوالجلال نے پیدا کئے ہیں پھر اللہ کا ہر فیصلہ نبی کی زبان پر ہوتا ہے۔ اس لئے نبی کی زبان سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ درحقیقت اللہ کا کلام ہوتا ہے۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ،، اس لئے نبی کی دعا اور لعاب میں اللہ نے تاثیر رکھی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے یعلی بن مُرّہ سے روایت کی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا۔ راستہ میں ہم ایک عورت کے پاس

سے گزرے جو اپنے بچہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اُس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بچہ بیمار ہے نیند میں اسے کچھ ہو جاتا ہے اس کا کچھ پتہ نہیں اسے کیا ہوتا ہے۔ فرمایا یہ بچہ مجھے دو۔ اُس نے بچہ حضور کے دستِ اقدس میں کر دیا۔ حضور نے اس کو اپنے کجاوہ کی لکڑی کے درمیان بٹھا کر اس کا منہ کھول کر اس میں تین بار اپنا لعاب شریف ڈالا اور فرمایا "بسم اللہ یا عبد اللہ اخساء یا عدو اللہ" اے اللہ کے بندے اللہ کے نام سے کہتا ہوں اللہ کے دشمن ذلیل ہو" پھر بچہ عورت کے حوالہ کر دیا اور فرمایا واپسی میں ہم سے اسی جگہ ملاقات کرنا اور بچہ کے حال سے ہمیں خبر دینا۔ یعلی بن مُرّہ نے کہا ہم واپس آئے تو اس عورت کو اسی جگہ پایا جبکہ اس کے پاس تین بکریاں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے کا کیا حال ہے؟ عورت نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اب تک ہم نے اس سے کوئی بیماری وغیرہ محسوس نہیں کی۔ آپ یہ بکریاں اپنے ہمراہ لے جائیں۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یعلی اترو، ان میں سے ایک بکری اپنے ساتھ کر لو اور باقی دو بکریاں اسے واپس کر دو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک عورت اپنا بچہ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بچہ کھانے کے وقت بیمار ہو جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ کو دستِ اقدس سے مسح کیا اور دُعا فرمائی بچے نے کھانسی لی تو کالا جسم نکل کر بھاگ گیا اور بچہ صحت یاب ہو گیا۔ سبحان من جعل نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم شافیاً۔

قحط سالی دفع کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ

فرما رہے تھے کہ ایک شخص مسجد کے سامنے والے دروازہ سے آیا جبکہ حضور خطبہ فرما رہے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مویشی ہلاک ہو گئے راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ ہم پہ بارش برسائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہم پہ بارش برسا۔ اے اللہ ہم پہ بارش برسا۔ "دو تین بار فرمایا"۔ انس نے کہا اللہ کی قسم! ہم آسمان پہ بادل اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی اور شئ دیکھتے تھے (مطلع بالکل صاف تھا) ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر اور حویلی نہ تھی۔ سلع کے پیچھے ڈھال کی شکل تھوڑا سا بادل ظاہر ہُوا جب وہ آسمان کے درمیان آیا تو پھیل گیا پھر برسا۔ انس نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے چھ روز تک سورج نہ دیکھا پھر آئندہ جمعہ ایک شخص اسی دروازے سے آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پہ کھڑے خطبہ دے رہے تھے وہ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مال ہلاک ہو گئے راستے منقطع ہو گئے اللہ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! بارش ہمارے اردگرد ہو ہم پہ نہ ہو اے اللہ ٹیلوں پہاڑوں اونچی جگہوں ندیوں اور درختوں کے اُگنے کے مقامات پہ بارش ہو۔ انس نے کہا بارش منقطع ہو گئی اور ہم باہر نکلے جبکہ ہم دھوپ میں چل رہے تھے (بخاری)

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دُعا قبول ہُوا کرتی ہے۔ حتّٰی کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں فرمائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا کرے گا۔

عمرو بن اخطب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا میں پانی کا پیالہ لے کر حاضر ہُوا۔ اس میں ایک بال تھا جس کو میں نے پکڑ لیا تو حضور نے فرمایا:

ے اللہ! عمر دکو خوبصورتی عطاء فرما تو چورانوے[۱۰۵] برس کی عمر میں ان کی داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میرے لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد کی کثرت اور طولِ حیات کی دعاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت مال دیا، حتیٰ کہ میرا باغ ایک سال میں دو بار پھل دیتا تھا اور میری صلبی اولاد ایک سَو چھ[۱۰۶] افراد ہیں۔ نوفل نے اپنے والد سے روائت ذکر کی کہ ابولہب کا بدبخت لڑکا عتبہ حضورؐ کو گالی دیا کرتا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس پر اپنا کوئی کتا مسلط فرما وہ اپنے ساتھیوں میں شام کے سفر میں تھا۔ وہ ایک جگہ ٹھہرے تو عتبہ نے کہا مجھے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی دُعاء سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا فکر نہ کر انہوں نے سامان اُتارا اور اس کی حفاظت کے لئے اس کے اردگرد بیٹھ گئے ایک درندہ آیا اور اس کو سب کے درمیان سے لے کر بھاگ گیا۔

حضرت بلال نے اذان کہی تو نماز کے لئے کوئی نہ آیا پھر دوبارہ کہی تو کوئی نہ آیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے استفسار فرمایا تو عرض کیا سردی بہت شدت کی ہے اس لئے لوگ باہر نہیں نکل سکے۔ حضور نے فرمایا اے اللہ ان سے سردی کم کر دے تو وہ سب حاضر ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طالب بیمار ہو گئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجہ اپنے رب سے دعا کیجئے جس کی عبادت کرتے ہو کہ مجھے صحت عطا کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میرے چچا کو شفا دے۔ ابو طالب اسی وقت صحت یاب ہو گئے۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجہ تمہارا رب جس کی آپ عبادت کرتے ہو آپ کی بات مانتا ہے۔ فرمایا اے چچا! اگر تو اللہ کی اطاعت کرے گا تو تیری بھی بات مانے گا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم مقام

خالقِ کائنات جل مجدہ الکریم نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عظیم مقام عطا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے جو اور کسی نبی کو حاصل نہیں، چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ نے فرمایا اللہ نے مجھے تمام نبیوں اور رسولوں پر فضیلت دی ہے قرآن کریم میں ہے کہ ہم نے رسولوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دی بعض سے اللہ نے کلام کیا اور بعض یعنی محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بُلند کئے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ نے مجھے آسمانوں کی سیر کرائی تو میں نے کہا اے اللہ! تُو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا۔ موسیٰ سے کلام کیا۔ ادریس کو بلند مقام میں متمکن کیا۔ داؤد کو زبور دی سلیمان کو ملک دیا جو اُن کے بعد کسی کے لئے موزوں نہ ہو میرے لئے کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب! میں نے آپ کو خلیل بنایا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا آپ سے کلام کیا جیسے موسیٰ سے کلام کیا میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات دیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں۔ میں نے آپ کو عرب و عجم اور انس و جن کی طرف مبعوث کیا آپ سے پہلے کسی نبی کو ان تمام کی طرف مبعوث نہیں کیا۔ آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کر دی آپ کی امت کو فئی (جنگ کے بغیر مالِ غنیمت حاصل شدہ) دی جو کسی امت کو نہ دی رعب کے ساتھ آپ کی مدد کی حتیٰ کہ آپ کے دشمن آپ سے مرعوب ہیں آپ پر تمام کتب سماویہ کا سردار (قرآن مجید) نازل کیا اور آپ کا ذکر اس قدر بلند کیا کہ جب بھی میرا ذکر ہو گا میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو گا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام رسُولوں اور نبیوں:

فضیلت دی۔ موسیٰ کو کلام سے نوازا جبکہ مجھے اپنی زیارت عنایت کی اور مقام محمود اور حوض کوثر عطا کر کے مجھے فضیلت دی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم!

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے نبی ہیں حالانکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اگر ان کے علاوہ کوئی امت اُن سے اللہ کے احکام کی تبلیغ کا سوال کرتی جو وہ اللہ کی طرف سے لائے تھے تو اُن کے لئے اسے پوشیدہ رکھنا جائز نہ تھا بلکہ اس کا اظہار اُن سے ضروری تھا۔ معلوم ہُوا کہ موسیٰ علیہ السّلام بھی ساری مخلوق کی طرف مبعوث تھے نیز حضرت نوح علیہ السّلام کی دعا سے ساری مخلوق اسی لئے ہلاک ہو گئی تھی کہ وہ سب کی طرف مبعوث تھے اور ان کی رسالت عام تھی۔ ابن جوزی نے ابن عقیل سے اس کا جواب نقل کرتے ہُوئے کہا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ پہلے تمام شرائع کی ناسخ ہے۔ پہلے ایک زمانہ میں دو اور تین نبی جمع ہوتے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک اپنی مخصوص شریعت کی دعوت دیتا تھا۔ ان کے علاوہ دوسرا نبی یہ دعوت نہ دے سکتا تھا اور نہ ہی اس کو منسوخ کر سکتا تھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے ساری مخلوق کو دعوت دی اور پہلے تمام شرائع منسوخ کر دیئے اور فرمایا اگر بالفرض موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ بات موسیٰ علیہ السلام کے حق میں نہیں کہہ سکتے تھے اور نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی نبی تھا ہی نہیں جو اپنی ملّت کی طرف دعوت دیتا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت دائمی غیر منسوخ ہے اور قیامت تک باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا رب میرے قریب ہُوا، حتیٰ کہ میرے اور میرے رب تعالیٰ کے درمیان قاب قوسین یا اس سے قریب تر فاصلہ تھا مجھے فرمایا اے میرے حبیب محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رب العالمین! فرمایا میری طرف سے امت کو سلام کہیں اور ان کو خبر سنائیں کہ میں نے ان کو آخری امت کہا ہے تاکہ اُن کے سامنے دوسری امتوں کو ہلاک اور رسوا کروں"۔

حاکمیتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زبیر حدیث بیان کرتے تھے کہ ان کا ایک انصاری سے جو بدر میں حاضر بھی ہُوا تھا حرہ کی نالی میں جھگڑا ہو گیا جس سے دونوں کھجوروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ یہ جھگڑا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ تو حضور نے فرمایا اے زبیر پہلے تم پانی پلا لو پھر اپنے ہمسایہ کے لئے چھوڑ دو۔ یہ سُن کر انصاری غصّہ سے بھر گیا اور کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی پھوپھی کا لڑکا ہے (اس لئے اس کے حق میں فیصلہ دیا ہے) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سُرخ ہو گیا پھر زبیر سے فرمایا اے زبیر اپنی کھجوروں کو پانی پلاؤ، پھر اس کو روکو یہاں تک کہ پانی دیواروں تک پہنچ جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کا جو صریح حق تھا پُورا دیا۔ اس سے پہلے جو فیصلہ کیا تھا اس میں دونوں کے لئے وسعت کی گنجائش تھی جب انصاری نے حضور کو ناراض کیا تو حضور نے زبیر کو اس کا اصل حق پُورا کرنے کا فیصلہ دیا۔ زبیر نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ میرے حق میں نازل ہُوئی کہ "تیرے رب کی قسم! وہ لوگ اپنا ایمان مکمل نہیں کر سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنے معاملات میں آپ کو حاکم تسلیم کریں۔ پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں حرج محسوس نہ کریں اور دل سے تسلیم کریں (بخاری مسلم)

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت تکمیلِ ایمان ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کامل مؤمن نہیں جب تک کہ میں اس کے والد، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ عبداللہ بن ہشام کی روایت میں ہے کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے، جبکہ حضور عمر فاروق کا ہاتھ پکڑے ہُوئے تھے۔ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ میری جان کے سوا ہر شئے سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جب تک میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں تیرا ایمان کامل نہیں۔ عمر فاروق نے کہا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! اب آپ مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہُوا ہے (بخاری)

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اونٹ کا شکویٰ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا انصار کے ایک گھرانہ کا اونٹ تھا جس پہ وہ کھیتوں کو سیراب کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اونٹ اکڑ گیا اور اپنی پشت پر پانی لادنے سے منع کیا وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور اونٹ کی شکایت کی اور کہا ہماری کھیتی خشک ہو رہی ہے، اونٹ بگڑ گیا ہے۔

جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے موجود صحابہ سے فرمایا اٹھو اونٹ کے پاس چلیں۔ وہ سب باغ میں داخل ہُوئے، جبکہ اونٹ ایک کونہ میں تھا۔

جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی طرف چلے تو انصار نے کہا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! یہ اونٹ کتے کی طرح کاٹتا ہے اس کے قریب نہ جائیں۔ یہ آپ پہ حملہ نہ کر دے فرمایا مجھے اس سے کوئی خوف نہیں جب اونٹ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا اور آتے ہی آپ کے آگے سجدہ میں گر گیا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو پیشانی سے پکڑا اور بدستور کام کرنے پہ مامور کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یہ حیوان ہے جس میں عقل نہیں آپ کو سجدہ کرتا ہے ہم تو عقلمند ہیں زیادہ، مناسب ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ بشر کو سجدہ کرے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ عورت پہ شوہر کا عظیم حق ہے" (نسائی)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر سے واپس آئے حتیٰ کہ انصار کے ایک باغ میں داخل ہُوئے اس میں ایک اونٹ تھا جو کوئی باغ میں داخل ہوتا اس پہ حملہ آور ہوتا تھا۔ لوگوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ ذکر کیا تو آپ باغ میں تشریف لائے اونٹ بلبلایا اور آتے ہی اپنے ہونٹ زمین پر رکھ دیئے اور حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کی مہار لاؤ۔ آپ نے اس کو نکیل ڈال کر مالک کے حوالہ کر دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا نافرمان انسانوں اور جنّات کے سوا جو بھی زمین و آسمان کے درمیان ہے وہ جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

خفیہ رازوں کا علم

عبداللہ بن ابی رافع نے کہا میں نے علی المرتضیٰ سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے مقداد اور زبیر کو فرمایا کہ تم روضہ خاخ جاؤ وہاں ایک عورت ہے اس کے

پاس رقعہ ہے وہ لے آؤ!"

ہم نے سرپٹ گھوڑے دوڑا دیئے اور روضہ خاخ پہنچے وہاں ایک عورت تھی۔ ہم نے کہا تیرے پاس رقعہ ہے وہ نکال کر ہمارے حوالے کر۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہیں۔ ہم نے کہا رقعہ نکال دے ورنہ تجھے برہنہ کر دیں گے اس نے سر کے بالوں میں چھپایا ہُوا رقعہ ہمارے حوالہ کیا۔ ہم وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کو لکھا تھا کہ تم پر مسلمان حملہ کرنے والے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جلدی نہ فرمائیں میں قریش میں سے نہیں ہوں۔ باہر سے آکر اُن میں رہ رہا ہوں۔ سب مہاجرین کے وہاں رشتہ دار اور اقارب ہیں جو مکہ میں ان کے مال و اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ قریش کو مسلمانوں کا راز بتاؤں تاکہ اس وجہ سے میری اولاد اور مال کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ صرف اس لئے کیا ہے۔ میں نے کفر کرتے ہُوئے یہ نہیں کیا اور نہ اپنے دین سے منحرف ہُوا ہوں اور نہ ہی اسلام کے بعد میں نے کفر کو پسند کیا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا حاطب نے سچ کہا ہے عمر فاروق نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑاؤں۔ حضور نے فرمایا یہ بدر کی جنگ میں حاضر تھا تمہیں کیا معلوم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بدر میں لڑنے والوں کو فرمایا اس کے بعد تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ ہم آپ کے ساتھ طائف گئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابورغال کی قبر ہے جو قوم ثمود سے تھا وہ اس حرم میں تھا اس لئے وہ عذاب سے محفوظ رہا۔ جب حرم سے نکلا تو وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو

کو پہنچا تھا جبکہ وہ اس حرم میں تھا اس لئے وہ عذاب سے محفوظ رہا۔ جب حرم سے نکلا تو تو وہی عذاب پہنچا جو اس قوم کو اس جگہ پہنچا تھا وہ اسی جگہ دفن کیا گیا تھا اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی شاخ بھی دفن کی گئی تھی۔ اگر تم اس کی قبر کھولو گے تو شاخ اس کے ساتھ پاؤ گے لوگوں نے جلدی سے اس قبر سے سونے کی شاخ نکالی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی دو قسمیں دوزخی ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن سے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جو باریک لباس پہنیں گی اس میں ان کے جسم برہنہ نظر آئیں گے وہ لوگوں کی طرف مائل ہوں گی اور ان کو اپنی طرف مائل کریں گی ان کے سر کے بال اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے جو چلتے وقت اِدھر اُدھر مائل ہوتی ہے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی بُو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو کئی سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

مستقبل میں امت مرحومہ کے احوال کا بیان

ثوبان نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب دوسرے لوگ تم پر غلبہ کریں گے۔ کسی نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اس زمانہ میں کم ہوں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ تم زیادہ ہو گے لیکن تمہارا حال سیلاب کے خس و خاشاک سا ہو گا! تمہاری کوئی وقعت نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہیبت تمہارے دشمنوں کے دلوں سے نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری آجائے گی۔ عرض کیا گیا کمزوری کیسی ہو گی؟ فرمایا تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہو گا اور موت کو مکروہ سمجھنے لگو گے۔ (بیہقی)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ کوئی شخص مال وصول کرنے میں کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے (بخاری)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم قبض کرلے گا وہ سینوں سے علم نہیں نکالے گا بلکہ علماء کو فوت کرے گا جس کے باعث علم جاتا رہے گا جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہل مالداروں کو مفتی بنا لیں گے اُن سے مسائل دریافت کریں گے وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے ،، (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات سے ایک علامت یہ ہے کہ علم اُٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی شراب پی جائے گی اور زناء عام ہو جائے گا۔ (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی۔ فرمایا جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کر اُس نے عرض کیا امانت کیسے ضائع ہونے لگے گی۔ فرمایا جب حکومت اور معاملات نا اہلوں کے سپرد ہوں گے امانت ضائع ہو گی (بخاری)

عمرو بن عوف نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہونے سے پہلے ایسا زمانہ ہوگا جس میں دھوکا عام ہوگا، جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچا جھوٹ بولے گا۔ خائن کو امین بنایا جائے گا۔ ذلیل انسان عوام کے معاملہ میں گفتگو کرے گا (حاکم طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ قربِ قیامت کی علامت یہ ہے کہ چاند دیکھا جائے گا تو کہا جائے گا۔ یہ دوسری رات کا چاند ہے، حالانکہ وہ ایک رات کا ہوگا۔ مساجد میں راستے بنائے جائیں گے اور موتیں اچانک ہونے لگیں گی۔ نیز عبداللہ بن عمرو

نے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرارتی لوگوں کی عزت کی جائے گی نیکوں کی پرواہ نہ کی جائے گی، باتیں زیادہ کریں گے عمل نہ کریں گے۔

نیز ابوبکرہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قبیلہ کا سردار منافق ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے پہچانے کو سلام کہا جائے گا (حالانکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقف اور ناواقف سب کو سلام کہو) تجارت عام ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ عورت تجارت میں شوہر کی مددگار ہوگی۔ اقارب اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی ہوگی جھوٹی گواہی دی جائے گی اور حق پوشیدہ رکھا جائے گا۔ مسجد سے لوگ گزریں گے اس میں نماز نہ پڑھیں گے۔ عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے علامات سے یہ ہے کہ بارش زیادہ ہوگی فصل کم ہوگی۔ قاری زیادہ ہوں گے۔ فقیہہ کم ہوں گے امراء زیادہ ہوں گے امین کم ہوں گے (طبرانی)

امام احمد نے ابوہریرہ کی روایت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہونے سے پہلے عرب کی زمین میں باغات اور نہریں ہوں گی یہاں تک کہ مکہ اور عراق کے درمیان چلنے والے کو راستہ گم ہو جانے کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی میں دیکھتا ہوں کہ تم میرے بعد بلند مساجد بناؤ گے اور ان کو مزین کرو گے جیسے یہودی اپنے عبادت خانوں کو اور نصاری گرجوں کو مزین کرتے ہیں۔ حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے وراثت کا مال تقسیم نہ کیا جائے (وارثوں کو ان کے حق سے محروم کیا جائے گا) اور غنیمت کے مال کی خوشی نہ ہوگی۔

حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہونے سے پہلے لوگ طیالسہ زیادہ پہنیں گے۔ تجارت بکثرت ہوگی، مال زیادہ

ہو جائے گا، بے حیائی بکثرت ہوگی، بچے حاکم ہوں گے، عورتیں بکثرت ہوں گی، بادشاہ ظالم ہوں گے، ناپ تول کم ہوگا، آدمی اپنے کتے کی پرورش کرنا اپنے بچے کی پرورش کرنے سے بہتر خیال کرے گا۔ بزرگوں کا احترام نہ کیا جائے گا۔ بچوں پر شفقت نہ کی جائے گی۔ زناء کے بچے بکثرت ہوں گے۔ نیز فرمایا بچے اور عورتیں حکومت کریں گے۔ خراب دنیا آباد کی جائے گی اور آباد خراب کی جائے گی۔ لہو و لعب کے آلات اور ڈھول وغیرہ عام ہوں گے شراب بکثرت پی جائے گی۔

حسن بصری نے مرسل روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ہوگا کہ لوگ دُنیا کے معاملات مساجد میں نمٹائیں گے ان کے پاس نہ بیٹھو اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت

بیہقی نے عمرو بن ثعلب جُہنی کی حدیث ذکر کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور مشرف باسلام ہُوا۔ آپ نے میرے چہرہ کو دستِ اقدس سے مَس کیا۔ عمر بن ثعلب ایک سو برس کی عمر میں فوت ہُوئے تو جہاں حضور کے دستِ اقدس نے مس کیا تھا اتنا چہرہ اور اس کے بال سفید نہ ہُوئے۔ طبرانی نے مالک بن عمیر کی حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس ان کے سر اور چہرہ پر رکھا وہ بوڑھے ہوگئے اور سر اور داڑھی سفید ہوگئی لیکن جہاں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس رکھا تھا اتنا سر اور داڑھی سفید نہ ہُوئی۔

ابن عساکر نے بشیر بن عقربہ جُہنی سے روایت کی اُنھوں نے کہا جب میرا والد غزوہ اُحُد میں شہید ہوگیا تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ میں رو رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تو خوش نہیں کہ میں تیرا باپ ہوں اور عائشہ تیری ماں ہو

پھر آپ نے میرے سَر کو مَس کیا تو جہاں آپ کے دستِ اقدس نے مس کیا وہ بال سیاہ رہے اور باقی سر کے بال سفید ہو گئے۔ میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ نے اس میں لعاب دہن شریف ڈالا تو لکنت جاتی رہی آپ نے مجھے فرمایا تیرا نام کیا ہے میں نے عرض کیا میرا نام بجیر ہے۔ فرمایا تیرا نام بُشیر ہے۔

ترمذی نے حسن حدیث اور بیہقی نے علباء بن احمر کے طریق سے ابوزید انصاری سے صحیح حدیث ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی کو اپنے دستِ اقدس سے مَس کیا پھر فرمایا اے اللہ! اس کو خوبصورتی عطا کر وہ ایک سو چند برس کی عمر کو پہنچے ان کی داڑھی میں کوئی بال سفید نہ تھا فوت ہونے تک خوبصورت خندہ پیشانی رہے۔ علاّمہ سیوطی نے خصائص میں عبدالرزاق کے اسناد سے قتادہؓ سے روایت ذکر کی کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا تو حضور نے فرمایا اے اللہ اس کو خوبصورتی دے تو اس کے بال سخت سیاہ ہو گئے معمر نے کہا قتادہ کے غیر نے کہا مشہور ہے کہ اس کی عمر نوّے برس کی ہُوئی تو اس کا کوئی بال سفید نہ تھا۔

بیہقی نے ابوالطفیل سے روایت ذکر کی کہ قبیلہ بنی لیث کا ایک آدمی جس کو فراس بن عمرو کہا جاتا تھا کے سَر کو شدید درد لاحق ہُوئی اس کا والد اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضور نے اس کی دو آنکھوں کے درمیان جلد کو پکڑ کر کھینچا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کی جگہ اس کی پیشانی پر بال اُگ پڑے اور درد جاتا رہا پھر کبھی سر درد نہ ہُوئی۔ ابوالطفیل نے کہا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے مقابلہ ہُوا تو وہ حضرت کے خلاف خارجیوں کے ساتھ ہو گیا تو اس کے والد نے اس کو رسیوں سے باندھ کر محبوس کر دیا پھر اس کے وہ بال گر گئے جو حضور کی انگلیاں لگنے کی جگہ ظاہر ہُوئے تھے۔ یہ بال گرنے سے اس کو سخت صدمہ ہُوا تو اس سے کہا گیا یہ بال

اس لئے گر گئے ہیں کہ تو نے حضرت علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں خارجیوں کا ساتھ دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اُس نے اس ارادہ سے توبہ کی تو بال پھر اُگنے لگے۔ ابوالطفیل نے کہا میں نے یہ بال گرنے کے بعد اُگتے دیکھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم!

حضرت عباس اور عُمیر کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب عباس بدر کی جنگ میں قیدی بنا لئے گئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے تو حضور نے عباس سے بھی فدیہ طلب کیا۔ عباس نے کہا میرے پاس کچھ مال نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تو نے مکہ میں سے نکلتے وقت ام فضل کے پاس رکھا تھا جبکہ اس وقت کوئی بھی تمہارے پاس نہ تھا اور تو نے ام فضل سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں قتل ہو گیا تو فضل کو اتنا مال دے دینا تم اتنا رکھ لینا اور عبداللہ کو اتنا دینا۔ عباس نے کہا اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میرے اور آپ کے سوا اس مال کو کوئی نہیں جانتا مجھے یقین ہو گیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن جوزی نے محمد بن اسحاق سے روایت ذکر کی کہ عُمیرؓ بدر میں مشرکوں کے قتل اور قید ہونے کے تھوڑی دیر بعد صفوان بن امیہ کے ساتھ حطیم کعبہ میں بیٹھا تھا عُمیر قریش کے شیطان لوگوں میں سے تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اس کا بیٹا وہب بن عُمیرؓ بدر کے قیدیوں کے ساتھ تھا۔ عُمیر نے بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کو ذکر کیا جو بدر کے پرانے کنوئیں میں پھینکے گئے تھے۔ صفوان نے کہا اللہ کی قسم! بدر میں قتل ہونے والوں کے بعد زندگی اچھی نہیں لگتی۔ عُمیر نے کہا اللہ کی قسم تو نے سچ کہا ہے اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جو

میں نے ابھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی میرے پاس کوئی شئ ہے جو قرض میں دے سکوں۔ میرے بال بچے بھی ہیں جن کا مجھے اپنے بعد ضائع ہو جانے کا ڈر ہے تو میں محمد کے پاس جا کر ان کو قتل کر دیتا؛ کیونکہ ان کے ہاتھوں میں میرا بیٹا قیدی ہے۔

صفوان نے کہا تیرا قرضہ میں ادا کروں گا اور تیرے بچوں کی میں حفاظت کروں گا وہ میرے اہل وعیال میں مساوی حقوق کی بنیاد پر رہیں گے۔

عُمیر نے کہا کسی سے یہ مشورہ ذکر نہ کرنا جس کا صفوان نے وعدہ کر لیا پھر عُمیر نے تلوار کو تیز کر کے زہر آلود کیا، پھر مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا جب وہ مدینہ منورہ آیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا کہ اُس نے مسجد کے دروازہ پہ اپنا اونٹ بٹھا دیا ہے اور تلوار پکڑے ہوئے ہے عمر فاروق نے کہا یہ عُمیرؓ اللہ کا دشمن کسی شرارت کے لئے آیا ہے۔ اُس نے بدر کے روز لوگوں میں فساد بپا کیا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اللہ کا دشمن عُمیر تلوار لئے پھرتا ہے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ عمر فاروق گئے اور عُمیر کے گلے میں تلوار کا میان پکڑا اور اس کے گلے کا کپڑا پکڑ کر تلوار سمیت حضور کے پاس لانے کا ارادہ کیا۔ انصار سے کہا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور وہاں بیٹھو اور اس خبیث کی خباثت سے حضور کی حفاظت کرو مجھے اس خبیث سے خیر نظر نہیں آتی یہ بُرے ارادہ سے آیا ہے پھر اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ عمر فاروق اس کی گردن میں تلوار کا میان پکڑے ہوئے ہیں تو عمر فاروق سے فرمایا اس کو چھوڑ دو پھر عمیر سے فرمایا میرے قریب آجا۔

عُمیر قریب ہُوا تو فرمایا: اَنْعِمْ صَبَاحًا "یعنی تیری اچھی ہو" یہ جاہلیت

کے لوگوں کا باہم سلام تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے سلام سے بہتر سلام کے ساتھ ہم کو عزت دی ہے۔ اے عُمیر! یہ جنت میں رہنے والوں کا سلام ہے جو ہم سلام کہتے ہیں۔ اچھا عُمیر بتا کس لئے آیا ہے؟

عُمیر نے کہا "میرا قیدی آپ کے قبضہ میں ہے اس کا فدیہ دینے آیا ہوں تم اس پہ احسان کرو!"

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تلوار جو تیری گردن میں لٹک رہی ہے یہ کس لئے لایا ہے؟

عُمیر نے کہا وہ تلوار بُری ہے جو کچھ نہ کر سکتی ہو۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے سچ بول کہ تو کس لئے آیا ہے؟

اُس نے کہا میں صرف اس لئے آیا ہوں۔

حضور نے فرمایا میں بتاؤں تو کس لئے آیا ہے تُو اور صفوان نے حطیم کعبہ میں بیٹھ کر بدر میں قتل ہونے والے قریش کا ذکر کیا جو بدر کے پُرانے کنوئیں میں پڑے ہیں پھر تو نے کہا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے بال بچے بھی نہ ہوتے تو میں مکہ سے نکلتا اور محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کو قتل کرتا۔ صفوان بن اُمیّہ نے تیرے قرض اور بال بچوں کا ذمّہ اس شرط پہ اُٹھایا کہ تو مجھے قتل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے درمیان حائل ہوگیا ہے۔ یہ سُن کر عُمیرؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم آپ کو جھٹلاتے تھے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس کو میرے اور صفوان کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ کی قسم آپ کو اللہ نے خبر دی ہے۔ اللہ کی حمد و ستائش ہے کہ اُس نے مجھے اسلام کی راہ دکھائی اور مجھے اس راستہ پہ چلایا پھر اُس نے صدقِ قلب سے رسالت کی تصدیق کی،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اپنے اس بھائی کو دین سکھاؤ اور اس کو قرآن پڑھاؤ اور اس کا قیدی رہا کر دو، صحابہ نے تعمیلِ حکم کی۔"

عُمیر نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کا نُور بجھانے میں بہت کوشش کرتا رہا۔ اور جو اللہ کے دین پر تھا اس کو سخت اذیت پہنچاتا تھا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور اہلِ مکہ کو دینِ اسلام کی تبلیغ کروں، شاید اللہ ان کو ہدایت دے؛ ورنہ ان کو اسی طرح اذیت پہنچاؤں گا جیسے آپ کے صحابہ کو اذیت پہنچاتا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ جانے کی اجازت دی تو وہ مکہ روانہ ہو گیا۔ جب عُمیر اپنے مذموم ارادہ سے نکلا تھا تو صفوان نے اہلِ مکہ سے کہا تھا اب ایسے واقعہ کی خوشخبری تمہارے پاس آئے گی کہ تم کو بدر کا واقعہ بھلا دے گی۔"

صفوان آنے والے قافلوں سے عُمیر کے متعلق پوچھتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک قافلہ آیا اس نے صفوان کو بتایا کہ عُمیرؓ مشرف باسلام ہو چکا ہے۔ یہ سُن کر اُس نے قسم کھائی کہ وہ عُمیرؓ سے کبھی بات نہیں کرے گا اور نہ اس کو نفع دے گا جب عُمیر مکہ آیا تو وہاں اقامت کر لی اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا اور جو اس کی مخالفت کرتا اس کو اذیت پہنچاتا تھا۔ کئی لوگ اس کے ہاتھ پہ مسلمان ہوئے۔"

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں ستون کا رونا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ستون کے پاس کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو ایک انصاریہ عورت نے عرض کیا کہ میرا غلام بڑھئی ہے۔ کیا وہ آپ کے لئے منبر تیار کر دے جس پہ آپ خطبہ دیں فرمایا کیوں نہیں ضرور منبر بننا چاہیئے، چنانچہ اس عورت کے غلام نے اس کے حکم سے منبر تیار کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پہ کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دیا اور ستون کو خالی چھوڑ دیا۔ ستون نے حضور کے فراق میں اونچی اونچی رونا شروع

کیا جیسے بچے روتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس لئے رو رہا ہے کہ اب اس کے پاس ذکر نہیں ہو رہا ہے۔ مسجد میں تمام حاضرین نے ستون کے رونے کی آواز سُنی! جب ستون کے رونے کی آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی تو اس کے پاس واپس تشریف لائے اور دستِ اقدس اس پر رکھا۔ وہ رونے سے خاموش ہونے والے بچے کی طرح سسکیاں لے رہا تھا۔ حضور نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اس باغ کا درخت بنا دیتا ہوں جس میں تو تھا اور اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے جنت کا درخت بنا دوں تو جنت کی نہروں اور چشموں سے پانی پیئے گا اور خوشنما درخت ہوگا اور اللہ کے ولی تیرا پھل کھائیں گے تو اس طرح کر دیتا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا ہاں میں نے کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ستون نے کیا جواب دیا تھا؟ حضور نے فرمایا اس نے جنت کا درخت بننا پسند کیا ہے اور دُنیا پر آخرت کو پسند کیا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو وہ اُبی کے سپرد کیا گیا اور اُن کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ اس کو گھن کھا گیا، سبحان اللہ! جس ذاتِ ستودہ صفات نے مقناطیس میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اُس نے ستون کے رونے اور درختوں کا چل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی حضور میں خاصیت رکھی ہے بلکہ آپ کے اشارے پر سورج، چاند اور درختوں کو چلنے کی ہدایت کی ہے۔

بوصیری کہتے ہیں ؎ وَجَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً

تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بُلانے پر درخت سجدہ کرتے ہُوئے حاضر ہوتے ہیں جبکہ وہ قدم کے بغیر صرف پیڑ پر آپ کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔

فتح مکہ کے روز کعبہ پر اذان اور قریش کی گفتگو

جب مکہ فتح ہُوا اور ظہر کا وقت ہُوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ ظہر کی اذان کعبہ کے اُوپر کہے جبکہ قریش پہاڑ میں چھپے ہوئے تھے جب بلال نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، تو عکرمہ بن ابی جہل نے کہا مجھے عمر دینے والے کی قسم! اے محمد تیرا ذکر بلند ہو گیا نماز تو ہم پڑھیں گے بخدا جس نے ہمارے دوستوں کو قتل کیا ہے اس سے ہم محبت نہیں کرتے۔

خالد بن اُسید نے کہا اللہ کی حمد و ستائش ہے جس نے میرے والد کو عزت دی ہے اُس نے اس دن کا معاملہ نہیں سُنا۔ حارث بن ہشام نے کہا کاش کہ میں بلال کی آواز سُننے سے پہلے مر جاتا جو کعبہ پر بلند آواز سے بول رہا ہے۔ حکم بن ابی العاص نے کہا لات کی قسم یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ بنی جمح کا غلام کعبہ پر آواز بلند کر رہا ہے سہیل بن عمرو نے کہا اگر اس میں اللہ کی ناراضگی ہے تو عنقریب اس کو بدل دے گا ابوسفیان بن حرب نے کہا میں تو کچھ نہ کہوں گا اگر میں نے کچھ کہا تو یہ کنکریاں حضور کو خبر کر دیں گی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور حضور کو قریش کی گفتگو سُنائی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس تشریف لے آئے اور ہر ایک سے متوجہ ہو کر فرمایا تو نے یہ کہا ہے اے فلاں تو نے یہ کہا ہے ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کچھ نہیں کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر ہنس پڑے۔ (واقدی)

شیبہ بن عثمان کی ناکامی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین لڑا تو شیبہ بن عثمان نے کہا

مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آئے ہیں ان کو علی اور حمزہ نے قتل کیا تھا میں نے سوچا کہ آج میں محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سے انتقام لوں گا؛ چنانچہ میں ان کے پیچھے سے آیا اور قریب ہوتا گیا حتیٰ کہ کچھ فاصلہ باقی نہ رہا میں نے تلوار کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے تلوار اُوپر اُٹھائی تو میری طرف آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے آئے گویا وہ بجلی کی چمک ہیں میں اُلٹے قدم پیچھے کی طرف بھاگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شیبہ آگے آجا۔ اور میرے سینہ پر دست اقدس رکھا تو میرے دل سے شیطان کو باہر نکال دیا۔ میں آپ کی طرف نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ میری سمع، بصر سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفود کی آمد

سعد بن بکر قبیلہ کے لوگوں نے ضمام بن ثعلبہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وفد بھیجا وہ مدینہ منورہ آیا اور مسجد نبوی کے دروازہ کے قریب اونٹ بٹھا کر مسجد میں داخل ہُوا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔ ضمام بڑا مضبوط آدمی تھا اس کے سر کے بال دو حصّوں میں منقسم تھے۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑا ہوگیا پھر کہا تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ ضمام نے کہا کیا آپ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں فرمایا ہاں!

ضمام بن ثعلبہ: میں آپ سے سوال کروں گا میرے لہجہ میں شدّت ہے آپ ناراض نہ ہوں۔ حضور نے فرمایا جو پوچھنا ہے پوچھو میں ناراض نہ ہوں گا۔ ضمام نے کہا میں آپ کے اللہ اور آپ سے پہلے لوگوں کے اللہ اور بعد میں آنے والے لوگوں کے اِلٰہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو ہمارے لئے رسُول بھیجا ہے۔ فرمایا یقیناً

اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول مبعوث فرمایا ہے۔ ضمام نے وہی قسم دے کر پوچھا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کو ایک جانیں اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے؟ فرمایا یقیناً اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ ضمام نے وہی قسم دے کر کہا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم ایک دن رات میں پانچ نمازیں پڑھیں۔ فرمایا یقیناً اللہ نے فرمایا ہے۔ پھر ضمام نے اسی طرح قسم دے کر اسلام کے احکام اور شرائع زکوٰۃ، روزہ اور حج کے متعلق پوچھا یہاں تک کہ جب فارغ ہُوا تو کہا میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسُول اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم" میں یہ فرائض ادا کروں گا اور جس سے آپ نے منع فرمایا ہے اس سے اجتناب کروں گا اور اِن فرائض میں کچھ کمی بیشی نہ کروں گا اور جو کچھ آپ نے فرمایا ان میں اپنی قوم تک پہنچانے میں افراط و تفریط نہ کروں گا۔ پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلا گیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو فلاح پائے گا، جب وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو سب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ ضمام نے سب سے پہلے یہ بات کی کہ میں نے لات اور عزّیٰ کو ترک کر دیا ہے۔ لوگوں نے کہا ضمام یہ کیا کہتے ہو۔ برص، جذام اور جنون سے بچو ضمام نے کہا بخدا یہ دونوں بیماریاں نفع نقصان نہیں دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسُول بھیجا اس پر قرآن نازل کیا اس کے ذریعہ تم کو غلط عقیدہ سے نکالا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد مصطفیٰ اس کے عبد اور رسول ہیں۔ میں ان کے پاس سے آیا ہوں اور ان کے اوامر اور نواہی آپ تک پہنچاتا ہوں۔ بخدا ان کے پاس مرد و زن سب مسلمان ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ضمام بہترین وفد تھا ایسا کوئی وفد نہیں سُنا گیا۔

قبیلہ مُزینہ کا وفد

یہ چار سو اشخاص تھے جو پانچ ہجری کے رجب میں حضور کے پاس آئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہجرت انہی کے علاقہ میں قرار دیتے ہوئے فرمایا تم اپنے وطن میں ہی مہاجر ہو اپنے مال و اولاد کے پاس واپس ہو جاؤ۔ وہ حسبِ ارشاد اپنے وطن واپس چلے گئے۔

قبیلہ فزارہ کا وفد

غزوۂ تبوک کے بعد جب حضور مدینہ منورہ تشریف لائے تو بنی فزارہ کے چند لوگ جن میں خارجہ بن حصن، حُر بن قیس شامل تھے حضور کے پاس آئے جبکہ وہ کمزور سواریوں پر سوار تھے وہ مسلمان ہو کر ہی حاضر ہوئے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اُن کے علاقہ کے متعلق دریافت کیا تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا ہمارا علاقہ قحط سالی کا شکار ہے۔ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ زمین خشک ہو گئی ہے۔ بال بچے بھوکے ہیں۔ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کریں یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور بارش کی دعا کی کہ اے اللہ! اپنے شہروں، بندوں پر بارش برسا اپنی رحمت وسیع فرما اور خشک زمین کو تر و تازہ کر دے۔ اے اللہ ہم کو نفع دینے والی عمدہ بارش برسا! اس میں دیر نہ ہو اور عذاب کی بارش نہ ہو نہ تو اس سے مکانات منہدم ہوں اور نہ اس میں لوگ ڈوبنے لگیں اور ہمارے دشمنوں پر مدد فرما۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کرنے کے بعد بارش شروع ہو گئی ایک ہفتہ بھر بارش رہی پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور دُعا

فرمائی کہ اے اللہ! بارش ہمارے گرد و نواح میں ہو ہم پر نہ ہو، چھوٹے بڑے ٹیلوں اور ندیوں میں بارش ہو، چنانچہ دیکھتے دیکھتے مدینہ منورہ سے بادل ہٹ گیا۔ جیسے چادر کھینچی جاتی ہے۔

قبیلہ نجیب کا وفد

یہ وفد تیرہ اشخاص پر مشتمل تھا جو نو ہجری میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے ساتھ اپنے اموال کے صدقات بھی لائے اُن کے آنے سے حضور بہت خوش ہوئے اور بلال کو حکم دیا کہ ان کی مہمانی اچھی کریں اور دیگر وفود کی نسبت ان کو ہدایا بھی زیادہ دیں اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی باقی رہ گیا ہے؟ اُنھوں نے کہا ایک کمسن لڑکا باقی رہ گیا ہے۔ اس کو ہم اپنے سامان کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ فرمایا اس کو ہمارے پاس بھیجو وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے آتے ہی کہا میں اس گروہ میں سے ہوں جو ابھی آپ کے پاس آئے تھے آپ نے ان کی حاجات پوری کیں میری حاجت بھی پوری فرمائیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری حاجت کیا ہے؟ اُس نے کہا آپ اللہ سے سوال کریں کہ مجھے بخشئے اور مجھ پر رحم کرے اور میرا دل غنی کر دے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اس کو بخش اور اس پر رحم کر اور اس کا دل غنی کر پھر اس کو وہی کچھ عطاء کرنے کا حکم دیا جو اس کے ساتھیوں کو دیا گیا تھا وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ پھر دس ہجری میں حج کے موقعہ پر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو حضور نے اُس لڑکے کے متعلق دریافت فرمایا تو اُنھوں نے کہا اس جیسا کوئی شخص ہم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اس پر قناعت کرنے والا اس سے بڑا کوئی شخص نہیں دیکھا۔"

یمن کا وفد

فروہ بن سعید نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک یمن کا وفد آیا اور کہا یا رسُول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم " اللہ تعالیٰ نے امراء القیس کے دو شعروں سے ہم کو زندہ کیا ہے فرمایا وہ کیا ہیں ؟ اُنھوں نے کہا ہم آپ کا ارادہ کرتے ہُوئے آرہے تھے۔ جب فلاں فلاں جگہ پہنچے تو پانی کی جگہ بھُول گئے اور اس کی تلاش پر قادر نہ ہُوئے ہم ایک جگہ پہنچے جہاں کیکر کے درخت تھے۔ ہم میں سے ہر ایک شخص مختلف درختوں کے سایہ تلے چلا گیا کہ اس کے نیچے مرے گا۔ ہم زندگی کے آخری لمحہ میں تھے کہ اچانک ایک سوار آیا جب اس کو ہم سے کسی نے دیکھا تو یہ پڑھنے لگا ۔

وَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الشَّرِيعَةَ هَمُّهَا وَإِنَّ البَيَاضَ مِنْ فَرَائِصِهَا دَامِي

تَيَمَّمَتِ العَيْنَ الَّتِي عِنْدَ ضَارِجٍ يَفِيءُ عَلَيْهَا الظِّلُّ عَرْمَضُهَا طَامِي

یعنی جب گدھوں نے پانی کی نالی کا قصد کیا تو تیراندازوں سے اپنی جانوں پر خوف محسوس کیا کہ تیروں سے ان کے اعصاب خون آلود کئے جائیں گے تو وہ مقام ضارج پہنچ گئے جو سایہ دار ہے وہاں چشمہ کے پاس کوئی تیرانداز نہیں ہے۔

سوار نے کہا یہ شعر کون کہتا ہے۔ ہم سے کسی نے کہا یہ امرء القیس نے کہا ہے اُس نے کہا اللہ کی قسم تمہارے آگے مقام ضارج ہے جہاں پانی کا چشمہ ہے اُس نے ہماری تکلیف دیکھی ہم چشمہ کی جانب لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے اور چشمہ کے درمیان صرف پچاس گز کا فاصلہ تھا اور وہ ایسا ہی تھا جو امراء القیس نے اس کی تعریف کی تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص دُنیا میں مشہور ہے آخرت میں خاسر ہے۔ یہ قیامت کے روز آئے گا اس کے ساتھ اشعار کا جھنڈا ہوگا۔ ان کو دوزخ میں لے جائے گا۔ واقدی

محارب کا وفد

یہ وفد حج کے موقع پر دس ہجری میں آیا یہ دس اشخاص تھے ان میں سے سواد ابن حارث اور اس کا بیٹا خزیمہ تھے۔ وہ مشرف باسلام ہُوئے اُن سے زیادہ سخت قلب کوئی شخص نہیں تھا۔ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے ان میں سے ایک شخص کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہچانتے تھے۔ اُس نے کہا اللہ کی حمد ہے کہ اُس نے مجھے باقی رکھا حتیٰ کہ میں نے آپ کی تصدیق کی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے دِل دستِ قدرت میں ہیں اور خزیمہ کے چہرہ پر دستِ اقدس پھیرا تو وہ خوشنما سفید ہوگیا۔ اور حسب عادت ہدایا عطا کئے پھر وہ واپس چلے گئے "

بُجَیلہ کا وفد

جریر بن عبداللہ بجلیؓ دس ہجری میں مدینہ منورہ آیا جبکہ اس کے ہمراہ اس کی قوم کے ایک سو پچاس اشخاص تھے ان کے آنے سے پہلے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس طرف سے تمہارے پاس یمن کے لوگوں سے بہترین شخص آرہا ہے چنانچہ جریر اپنی سواری پر آئے جبکہ اس کے ہمراہ اس کی قوم تھی وہ آتے ہی مسلمان ہوگئے اور حضور کی بیعت کرلی۔ جریر نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس پھیلایا اور مجھے بیعت کیا اور فرمایا تمہاری بیعت اس شرط پر ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں اللہ کا رسُول ہوں نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو مسلمانوں سے بھلائی کرو حاکم کی اطاعت کرو، اگرچہ حبشی غلام ہو تو میں نے اس شرط پر بیعت کی "

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے علاوہ دیگر لوگوں سے متعلق پوچھا تو جریر نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا ہے جن بتوں کی لوگ عبادت کرتے تھے ان کو توڑ ڈالا ہے۔ فرمایا ذوالخلصہ کا کیا حال ہے۔ جریر نے کہا وہ بدستور اپنے حال پر ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر کو ذی الخلصہ منہدم کرنے کے لئے بھیجا اور اسے جھنڈا دیا۔ جریر نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ پر دستِ اقدس پھیر کر فرمایا اے اللہ! جریر کو ثابت قدم رکھ اس کو ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ کر بخاری کی روایت کے مطابق جریر ایک سو پچاس (۱۵۰) سوار لے کر نکلا وہ تھوڑی دیر بعد واپس آ گئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بت خانہ منہدم کر آئے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! میں نے اس کو آگ سے جلا دیا ہے اور اس کو سیاہ خارشی اونٹ کی طرح کر دیا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔

نہد کا وفد

یہ وفد چند افراد پر مشتمل تھا جن میں طَخْفَہ بن زُہَیر بھی تھا۔ اُنھوں نے اپنی بدحالی کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ بتوں اور ان کی عبادت سے بیزار ہو چکے ہیں اور قحط سالی کا شکار ہیں۔ جس نے کھیتی باڑیاں تباہ کر دی ہیں ہم کو پینے کے لئے دودھ بھی میسّر نہیں ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کثرتِ مال و دولت اور اولاد کے لئے دعاء فرمائی پھر ان کو خط لکھ دیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یہ خط محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف سے نہد کی جانب ہے۔ السّلام علیکم! جو شخص نماز قائم کرے وہ مومن ہے اور جو زکوٰۃ ادا کرے وہ مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دے وہ غافل نہ لکھا جائے گا تم پر فرائض کی ادائیگی ہے اور تمہارے لئے بوڑھے، بیمار اور نومولود ہیں۔ جب تک تم دلوں میں فخر پوشیدہ نہ کرو گے، عہد شکنی نہ کرو گے اور سود نہ کھاؤ گے"

عامر بن صعصعہ کا وفد

اس وفد کے چند اشخاص جن میں عامر بن طفیل، اَرْبَد بن قیس اور جبّار بن سلمٰی بھی شامل تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یہ تینوں افراد اپنی اپنی قوم کے سردار اور شیطان تھے۔ عامر کی قوم نے اسے کہا تھا لوگ مسلمان ہو رہے ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ! اُس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں نہیں رکوں گا یہاں تک کہ عرب میرے تابع ہو جائیں تو میں اس نوجوان کے تابع کیسے ہو سکتا ہوں، پھر اربد سے کہا جب ہم اس مرد کے قریب جائیں تو میں اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروں گا تو تلوار سے اس پر حملہ کر دے چنانچہ جب وہ آئے تو عامر نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی اور اربد سے طے شدہ سازش کا انتظار کرتا رہا ... جب اس سے کچھ نہ ہُوا تو کہا میں گھوڑوں اور نوجوانوں سے آپ پر حملہ آور ہوں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ عامر بن طفیل سے ہماری کفایت کر۔ عامر نے اربد سے کہا جو میں نے تجھے کہا تھا وہ کام کیوں نہیں کیا؟ اربد نے کہا جب بھی میں تلوار اُٹھانے کا ارادہ کرتا تھا تُو میرے آگے آ جاتا تھا کیا میں تجھے قتل کرتا؟

وہ ناکام اپنے گھروں میں لوٹ گئے ،، ابھی وہ راستہ میں تھے کہ اللہ تعالیٰ

نے عامر پہ طاعون بھیجا تو اس نے اس کو ہلاک کر دیا اور اربد پہ بجلی بھیجی اُس نے اس کو جلا دیا۔ ملاقات کے دوران سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عامر کو دعوتِ اسلام دی تھی لیکن اُس نے حضور سے ملک کی تقسیم کا مطالبہ کر دیا کہ میرے لئے شہر اور آپ کے لئے دیہات ہوں گے۔ حضور نے مطالبہ مسترد کر دیا تو عامر نے غصّہ سے اُٹھ کر یہ دھمکی دی کہ وہ اتنے گھوڑے لائے گا کہ ہر کھجور کے ساتھ ایک گھوڑا بندھا ہو گا اور طاقتور نوجوانوں سے حملہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو راستہ میں ہی ہلاک کر دیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر عامر مسلمان ہو جاتا تو قریش کے ساتھ منبروں پہ مزاحمت کرتا، پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے اور عامر بن طفیل سے جیسے تو چاہے ہمیں کفایت دے۔ وہ باہر نکلا تو اُس کو طاعون نے ہلاک کر دیا

عبدالقیس کا وفد

یہ لوگ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بخاری کی روایت کے مطابق حضور نے ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا کیا جانتے ہو اللہ پر ایمان کیسے لانا ہے وہ یہ ہے کہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد" صلّی اللہ علیہ وسلّم " اللہ کے رسُول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت کا پانچواں حصّہ حکومت کو ادا کرنا "

بنی حنیفہ کا وفد

یہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے جبکہ اُنہوں نے مسیلمہ کو کپڑوں میں چھپایا ہُوا تھا اُس نے حضور کی نبوّت کا اقرار کیا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کھجور کی چھڑی تھی۔ بخاری

کی روایت کے مطابق، اُس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو میں مطالبہ کیا کہ حضور کے بعد وہ آپ کا خلیفہ ہو گا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے تو میں یہ بھی تجھے نہ دوں گا۔ حضور کے ساتھ ثابت بن قیس تھے جو ممتاز خطیب تھے۔ آپ نے فرمایا ثابت بن قیس تجھے جواب دے گا۔ مسیلمہ اور اس کے ساتھی واپس جا کر مرتد ہو گئے، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں ہلاک ہُوا۔ طبقات ابن سعد میں وفد ذکر کئے ہیں ہم نے اِس مختصر بیان میں اُن میں سے اہم ذکر کئے ہیں، جب کوئی وفد آتا تھا تو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم خوبصورت لباس پہن کر اس سے ہم کلام ہوتے تھے۔

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

اسامہ بن زید کو امیر بنانا

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات سے تھوڑا سا پہلے اسامہ کو بُلا کر فرمایا۔ موتہ پر لشکر کشی کرو جہاں تمہارا والد شہید ہُوا تھا۔ اُسامہ نے جُرف میں لشکر جمع کیا جس میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، سعد، سعید اور ابو عبیدہ تھے لوگوں نے اسامہ کی امارت میں نکتہ چینی کی کہ غلام کو مہاجرین اولین پہ امیر بنایا گیا ہے یہ سُن کر سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم غصّہ سے بھر گئے؛ چونکہ حضور اس وقت بیمار تھے اس لئے سر پہ پٹی باندھے ہُوئے مسجد میں تشریف لائے اور منبر شریف پہ جلوہ افروز ہو کر فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے اسامہ کو امیر بنانے میں طعن کی ہے۔ اگر تم اسامہ کو امیر بنانے میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے والد زید بن حارثہ کی امارت میں بھی طعن کی تھی۔ بخاری کی روایت کے مطابق سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ کی قسم وہ امارت کے لائق تھا اور سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھا اس کے بعد

یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور وہ امارت کے لائق ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات غزوات میں اُسامہ بن زید کو امیر بنایا تھا۔

مُسیلمہ کذّاب، اسود عنسی اور طلیحہ بن خُوَیلد

مسیلمہ کذاب نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسود عنسی حضور کے حجۃ الوداع کے بعد ظاہر ہُوا وہ حضور کے بیمار ہونے کے باعث کافی طاقتور ہوگیا۔ فیروزؓ نے اس کو قتل کیا تھا۔

بخاری کی روائت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے جو مجھے بہت ناگوار گزرے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ان کو پھونکیں میں نے ان کو پھونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ دو کذاب ہوں گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے ایک مسیلمہ اور دوسرا اسود عنسی ہے۔

طلیحہ بن خویلد نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا بہت لوگوں نے اس کی پیروی کرلی تھی اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح کے لئے خط لکھا پھر اپنے امر میں غور کیا اور نبوت کے دعویٰ سے رجوع کرکے مسلمان ہوگیا اور غزوہ نہاوند میں لڑائی کرتے ہُوئے شہید ہوگیا۔

یہودیوں کی ناکامی

پروردگار عالم نے اپنے حبیب محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعتِ منزلت اور مرتبت عطا فرمائی ''وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ'' کے مقتضی کے مطابق آپ کا

حال ہر لحظہ بُلند و بالا اور غالب رہا۔ یہودیوں نے مادی قوت آپ کو ناکام کرنے میں صرف کی لیکن ان کو حرمان و خسران اور ندامان کے سوا کچھ حاصل نہ ہُوا کبھی تو آپ کو مسحور کرنے میں سعی لاطائل کی اور کبھی زہر کھلا کر بے سود حرکت کی، چنانچہ یزید بن اعصم یہودی نے بیئر اروان میں آپ پر جادو کر دیا۔ اور ایک یہودیہ عورت سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ کو گوشت میں زہر ملا کر کھلایا۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ خیبر کی یہودیہ عورت نے بکری کے شانہ کا گوشت بریاں کرکے اس میں زہر ملا کر حضور کو نذرانہ پیش کیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہ کھاتے تھے اور ہدیہ قبول کرلیتے تھے آپ کو شانہ کا گوشت بہت پسند تھا۔ اس لئے یہودیہ نے شانہ کا گوشت بطور ہدیہ پیش کیا جس کو آپ نے قبول فرمالیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت میں سے کھایا اور چند صحابہ کرام نے بھی کھایا جب حضور نے مُنہ میں ڈالا تو صحابہ کرام سے فرمایا یہ گوشت مت کھاؤ اور اپنے ہاتھ اس سے اٹھا لو پھر یہودیہ کو بلا کر فرمایا کیا تو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے؟

اُس نے کہا جی ہاں!

فرمایا اس سے تو نے کیا ارادہ کیا تھا؟

اُس نے کہا نبی کو زہر ہلاک نہیں کرتا۔ میں نے چاہا اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو ضرر نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے خلاصی حاصل کریں گے بعض روایات میں ہے کہ حضور نے اس کو معاف کر دیا۔ ابن سعد نے کہا ہمارے نزدیک یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اس کو قتل کر دیا تھا کیونکہ یہ زہر ملا گوشت کھانے سے بعض صحابہ کرام فوت ہوگئے تھے۔ یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اثر انداز ہُوا اسی لئے آپ گردن کے قریب کندھے پر پچھنے لگایا کرتے تھے۔ بنی بیاضہ کا آزاد کردہ

غلام ابو ہند آپ کو پچھنے لگاتا تھا۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سے قبل

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام کے اجتماع میں آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ تلاوت کی۔ آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔" یہ سُن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے صحابہ حیران ہوئے کہ ان کے رونے کا سبب کیا ہے؟ دراصل اس آیت کا مفہوم صرف ابو بکر کے ذہن میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کوئی کمال کو پہنچ جائے تو اس کے بعد زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا باعث حضور کی وفات ہے گویا اس آیت میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ: اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ، نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا کو بُلا کر فرمایا میری وفات کی مجھے خبر دی گئی ہے یہ سُن کر شہزادی رونے لگی تو فرمایا آپ مت روئیں میرے خاندان سے سب سے پہلے تو مجھے لاحق ہو گی تو شہزادی ہنس پڑیں؛ چنانچہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر سال رمضان مبارک میں جبرائیل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو قرآن سنایا کرتے تھے جس سال حضور نے وصال فرمایا اس میں دو بار جبرائیل کو قرآن سنایا۔ بخاری نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے آہستہ گفتگو فرمائی کہ جبرائیل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے اس سال اُنھوں نے دو بار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری

وفات قریب ہو چکی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر سال دس روز اعتکاف کیا کرتے تھے جس سال حضور نے وفات پائی اس سال بیس(۲) روز اعتکاف کیا۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مرضِ وفات کی ابتدا

گیارہ ہجری کے ماہ صفر کے آخر یا ربیع الاوّل کی ابتدا میں آپ کو سر درد لاحق ہُوا جبکہ آپ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے پھر اسی روز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ درد شدت اختیار کر گئی تھی۔ آپ نے تمام بیبیوں سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہنے کی اجازت حاصل چاہی کیونکہ آپ کی خواہش یہی تھی۔ اس لئے ایام مرض میں پوچھتے رہتے تھے کہ میں کل کس گھر ہوں گا۔ آپ کا مقصد ام المؤمنین عائشہ کا گھر تھا۔ اس لئے ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں وہاں جلوہ افروز ہیں۔ آپ ام المؤمنین کے گھر رہے اور وہیں وفات فرمائی اور ام المؤمنین کا حجرہ شریفہ ہی حضور کے مزار مقدس کی جگہ تھی کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس جگہ نبی کی وفات واقع ہو وہی اس کا مرقد ہوتا ہے" امام بخاری نے عبد اللہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ آپ بخار کی حالت میں کراہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپکو تیز بخار ہے آپ سخت کراہ رہے ہیں فرمایا ہاں تم میں سے دو مردوں کے کراہنے کے برابر میں کراہتا ہوں مسلمان کو کوئی مصیبت بیماری ہو یا اس کے سوا پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ساقط کرتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گراتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مرض سے سخت مرض نہیں دیکھی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ بخار سے کانپ رہے تھے۔ بخار کی شدت کے باعث آپ پر ہاتھ نہیں رکھا جاتا تھا۔ ہم نے سبحان اللہ کہا تو حضور نے فرمایا انبیاء کرام سخت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ دوسرا کوئی شخص ان جیسا مبتلا نہیں ہوتا اس لئے ہمارا ثواب بھی دگنا ہے۔ ابوعبیدہ کی پھوپھی نے کہا ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ حضور کی عیادت کو گئیں جبکہ بخار کی شدت کے باعث آپ پر ٹھنڈے پانی کے قطرات ڈالے جاتے تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ سے دعاء کریں کہ بخار اُتر جائے آپ نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ نبی مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اُن کے بعد اُن سے چھوٹے مرتبے والے علیٰ قدر البلاء

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت دیکھا کہ آپ کے پاس پانی کا پیالہ تھا اس میں دستِ اقدس تر کرکے چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے اے اللہ! موت کی سختی پر میری مدد فرما۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی سختی کے بعد مجھے کسی کی آسان موت پر رشک نہیں ہوا۔ حضرت انس نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی سختی پائی تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے میرے پیارے باپ! ہائے موت کی سختی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وصال میں فرمایا مجھ پر سات مختلف کنوؤں سے سات مشکیزے پانی لاکر ڈالو تاکہ میں لوگوں کے پاس جاکر ان کو وصیت کروں۔ ہم نے آپ کو بڑے ٹب میں بٹھایا اور آپ پر پانی ڈالا، آپ نے کچھ راحت محسوس کی اور باہر تشریف لے گئے اور منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے، پھر اللہ کی حمد وثنا کی اور شہداءِ اُحد کے لئے مغفرت کی دعاء کی پھر فرمایا انصار میرے خاص ہیں اُن کے پاس میں نے سکونت کی اُنھوں نے بہت اکرام اور حوصلہ افزائی

کی ہے۔ حد کے سوا ان کے گنہگاروں سے درگزر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا اور اپنی نعمتوں میں اختیار دیا ہے۔ اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سُن کر ابوبکر صدیق رو پڑے اور یہ خیال کیا کہ بندے سے مراد خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر آرام کرو۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کی طرف کھلے تمام دروازے بند کردو صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہے، کیونکہ میرے نزدیک صحابت میں ابوبکر سے افضل کوئی نہیں۔

نیز بخاری کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ سے فرمایا اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ۔ میں اُن کے لئے خلافت تحریر کردوں پھر فرمایا چھوڑیئے۔ اگر کوئی اس کے مقابل آئے گا تو اس کا اللہ اور مومن انکار کریں گے اور اس کی مدافعت کریں گے۔ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کچھ استفسار کیا پھر جانے کا ارادہ کیا تو کہا اگر میں آئندہ آپ کے پاس آؤں اور آپ وصال فرما گئے ہوں تو کیا کروں۔ حضور نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تین روز قبل حضرت عباس نے علی المرتضیٰ سے کہا میں بنو ہاشم کے موت کے وقت اُن کے چہرے دیکھتے رہا ہوں وہی حال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتا ہوں۔ یاد رکھو تین دن کے بعد تم کسی کے محکوم ہو جاؤ گے میرے ساتھ حضور کے پاس چلو آپ سے دریافت کریں کہ اگر آپ کے بعد خلافت ہمارے لئے ہو تو ہم کو معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کے لئے ہو تو اس کی وضاحت کریں گے حضرت علی المرتضیٰ نے کہا میں اس بارے میں حضور کے پاس ہرگز نہ جاؤں گا، کیونکہ اگر آپ نے ہماری خلافت کا انکار کردیا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے“

وفات سے پانچ روز قبل خمیس (جمعرات) کے روز فرمایا میرے پاس قلم دوات لاؤ میں تحریر کردوں وہاں موجود لوگوں میں اختلاف ہُوا تو فرمایا نبی کے پاس شوروغل اچھا نہیں۔ اس حدیث میں صراحت نہیں کہ آپ نے کیا تحریر کرنا تھا لیکن مذکور بالا دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ابوبکر کے لئے خلافت تحریر کرنا تھا"

ایام مرض میں امامت کے فرائض کس نے سرانجام دیئے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض کی ابتداء سر درد سے ہوئی مرض کے شدت اختیار کرنے کے بعد آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت پر مامور کیا اپنی حیاتِ طیبہ میں کسی اور کی امامت کو پسند نہ کیا۔ امام بخاری نے اپنے شیخ عبداللہ بن یوسف کے ذریعے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے۔ آپ عمر سے فرمائیں وہ نماز پڑھائیں ام المؤمنین نے کہا میں نے حفصہ سے کہا تم حضور سے یہ عرض کرو کہ ابوبکر جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے۔ آپ عمر سے فرمائیں وہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ نے ایسا ہی عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو تم یوسف کی ساتھیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائے دینِ اسلام میں تمام امور سے اہم نماز ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ابوبکر صدیق کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ حتیٰ کہ ان ایام میں اور کسی صحابی کو نماز پڑھانے کی اجازت نہ دی اور عمر فاروق جیسے مُحدَّث کو بھی نماز پڑھانے سے روک دیا۔ ظاہر ہے کہ

کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ کرام سے افضل تھے۔ اسی لئے ایام مرض میں امامت کے منصب پر فائز رہے"۔

ضیاء مقدسی اور ابن ناصر نے کہا صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں وصال فرمایا تھا اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی تین بار نماز میں اقتداء کی اور آخری نماز ابوبکر کی اقتداء میں پڑھی"۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

دنیا کی ذلّت آخرت کی ذلّت سے آسان ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کو بخار کے باعث کراہتے ہوئے پایا جبکہ آپ نے سرِ مبارک کپڑے سے باندھا ہُوا تھا فرمایا اے ابن عباس میرا ہاتھ پکڑو میں نے آپ کا دستِ اقدس پکڑا تو آپ چل کر منبر شریف پر تشریف لائے پھر فرمایا لوگوں کو بلاؤ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! میں عنقریب تم سے جدا ہونے والا ہوں جس کسی کی پشت پر میں نے چھڑی ماری ہو میری پشت حاضر ہے وہ اپنا انتقام لے لے۔ جس سے میں نے مال لیا ہو یہ میرا مال ہے۔ میں نے جس کو بے آبرو کیا ہو تو میں اس کے سامنے ہوں، وہ انتقام لے سکتا ہے کوئی بھی یہ شخص یہ نہ کہے کہ میں رسول اللہ کی دشمنی سے ڈرتا ہوں خبردار! کسی سے دشمنی کرنا میری شان نہیں اور نہ ہی یہ میری خصلت ہے تم میں سے مجھے وہ شخص محبوب ہے جو اپنا حق مجھ سے لے یا مجھے معاف کر دے اور میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میری ذات ہر بوجھ سے پاک ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا اتنا کہہ دینا کافی نہ ہوگا بلکہ مجھے بار بار یہ کہنا پڑے گا۔ پھر منبر سے اُترے اور

ظہر کی نماز ادا کی پھر منبر پہ تشریف لے گئے اور بغض و دشمنی کی بات کا اعادہ کیا۔ ایک شخص کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اس وقت میرے تین درہم آپ کے ذمّہ ہیں حضور نے فضل بن عباس سے فرمایا اس کو ادا کردو۔ پھر فرمایا اے لوگو! جس پر کسی کی کوئی شئی ہے اس کو ادا کر دے اور یہ نہ کہے یہ دنیا میں رسوائی ہے۔ کیونکہ دنیا کی رُسوائی آخرت کی رسوائی سے آسان ہے۔ ایک اور شخص نے کھڑے ہوکر کہا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس تین درہم ہیں جو میں نے خیانت کئے ہیں فرمایا کیوں خیانت کی ہے؟ عرض کیا میں ان کا محتاج تھا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فضل سے فرمایا اس سے درہم لے لو اور بیت المال میں داخل کردو۔

کسی کو اذیت پہنچائی ہو تو اس کی مکافات کرلو

عبد اللہ بن ابی بکر نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خیبر کے روز زحمت پہنچائی کہ میرے پاؤں میں سخت جوتا تھا۔ ہجوم کے سبب میرا پاؤں حضور کے پاؤں پہ سخت ہوگیا تو آپ نے مجھے چھڑی سے دھکیلا جو آپ کے ہاتھ میں تھی اور فرمایا "بسم اللہ" تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ میں ساری رات اپنی ذات پر ملامت کرتا رہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اذیت پہنچائی ہے۔ میں نے سخت ندامت میں رات بسر کی جب صبح ہُوئی تو اچانک ایک شخص نے پکارا کہ فلاں شخص کہاں ہے۔ میں نے اپنی نشان دہی کی اور خیال کیا کہ کل کے واقعہ کے متعلق ہوگا میں ڈرتا ہُوا چل پڑا، جب حاضر خدمت ہُوا تو حضور نے فرمایا تو نے کل اپنے پاؤں سے میرا پاؤں روندڈالا تھا مجھے تکلیف

ہُوئی تو میں نے اپنے کوڑے کے ساتھ تجھے سختی سے دھکیلا تھا۔ یہ پچاس بکریاں اپنے ساتھ لے جا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت

سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم چودہ روز بیمار رہے۔ آپ ان ایام میں نماز پڑھاتے رہے۔ جمعرات کو بیماری شدّت اختیار کرگئی اور آخری تین روز مسجد میں تشریف نہ لے گئے اور فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ نمازیں پڑھائیں ابوبکر صدیق نے نمازیں پڑھانا شروع کیں ایک روز وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور نے کچھ راحت محسوس کی تو دو شخصوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر مسجد کی طرف روانہ ہُوئے جبکہ آپ کے دونوں قدم زمین پہ خط لگا رہے تھے۔ جب مسجد میں پہنچے تو ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے۔ اُنھوں نے حضور کی آمد محسوس کرکے پیچھے ہٹنا چاہا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ قائم رہو۔ حضور ابوبکر کے پاس جاکر ان کی بائیں جانب بیٹھ گئے جبکہ ابوبکر کھڑے تھے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء کی جبکہ دیگر صحابہ کرام ابوبکر کی نماز میں اقتدا کرتے تھے (بخاری)

ایام مرض میں ابوبکر صدیق لوگوں کے امام تھے اور ان کو نمازیں پڑھاتے تھے۔ جب پیر کے روز لوگ صفوں میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجرہ شریفہ کے دروازے سے پردہ اُٹھا کر صحابہ کو دیکھ کر خوشی سے ہنسے انس نے کہا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھ کر بہت خوش ہُوئے اور ہم کو خطرہ لاحق ہُوا کہ خوشی میں نماز سے باہر نہ ہوجائیں۔ حتّٰی کہ ابوبکر نے مصلّٰی سے ہٹ کر

صف میں آنا چاہا اور یہ خیال کیا کہ حضور نماز کے لئے تشریف لائیں گے تو آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ نماز مکمل کر دو اور پردہ لٹکا دیا اور اسی روز دنیا کو داغِ مفارقت دیا۔ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو مصلّی پر لوگوں کا امام بنا کر وفات پائی۔" یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے (بخاری، مسلم)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہر شئ صدقہ کرکے وفات پائی

سہل بن سعد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھے تھے۔ بیماری کی حالت میں اُن سے فرمایا وہ دینار علی کے پاس بھیج دیں پھر آپ پر حالت سکر طاری ہو گئی اور ام المؤمنین آپ کی دیکھ بھال کرتی رہیں اور دینار حضرت علی کے پاس بھیج دیئے جو انہوں نے صدقہ کر دیئے۔ مطلب بن حنطب کی روائت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ ام المؤمنین کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جو آپ کے پاس تھوڑا سا سونا تھا اس کو کیا کیا ہے؟ عرض کیا وہ ابھی میرے پاس ہے۔ فرمایا اس کو صدقہ کر دو پھر آپ پر سکر کی حالت طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو فرمایا کیا تو نے وہ سونا صدقہ کر دیا ہے؟ عرض کیا ابھی صدقہ نہیں کیا حضور نے سونا منگوایا اور کفِ دست پر رکھ کر اس کو شمار کیا تو چھ دینار تھے پھر فرمایا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کا اپنے رب کے ساتھ کیا گمان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو اور دینار ان کے گھر میں ہوں؟ پھر آپ نے ان کو صدقہ کر دیا اور اسی روز وفات فرمائی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک روائت میں ہے کہ حضور نے بیماری میں چالیس (۴۰) غلام آزاد کئے ،، (الوفاء)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی وصیّت

امام بخاری نے طلحہ سے روائت کی کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی؟ اُنھوں نے کہا نہیں میں نے کہا لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں دیا جبکہ خود وصیت نہ کی تھی۔ اُنھوں نے کہا حضور نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی "درہم و دینار کی وصیت نہ کی تھی"۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار، درہم، بکری، اونٹ نہیں چھوڑا تھا اور نہ کسی شئ کی وصیت کی تھی۔ یعنی دنیاوی مال آپ نے نہیں چھوڑا جس کی وصیت کرتے۔ آپ نے صرف کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی۔

ابن جوزی نے وفا میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے ایک ماہ قبل ہم کو اپنے وصال سے خبر دار کر دیا تھا۔ میرا باپ، ماں اور میری جان آپ پر فدا ہو"۔ جب فراق کا دن قریب آیا تو ہم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع ہو گئے تو حضور نے ہم کو مرحبا کہتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو سلامتی دے تم کو بلند مرتبہ عطا کرے تمہاری حفاظت کرے اور تمہاری حالت درست رکھے، تم کو رزق دے، نفع دے اور رہنے سہنے کی جگہ دے اور حوادث سے بچائے۔"

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور تم پر اپنے مقام پر اللہ کو چھوڑتا ہوں وہ میرا خلیفہ ہے اور تم کو اللہ سے ڈراتا ہوں اور میں اس کی طرف سے واضح ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کے بندوں اور شہروں میں اللہ پر علو نہ کرنا، کیونکہ اُس نے مجھے اور تمہیں فرمایا ہے "یہ دارِ آخرت ہم ان لوگوں کے لئے

کریں گے جو زمین میں علو کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ فساد کرتے ہیں۔ اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہے اور فرمایا "کیا جہنم متکبروں کا مقام نہیں؟"

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی وفات کب ہوگی؟ فرمایا فراق قریب آگیا ہے اور اللہ کی جنت الماوی، سدرۃ المنتہیٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹنا قریب آگیا ہے،، شراب طہور سے بھرا پیالہ، مقدر حصہ اور خوشگوار زندگی قریب آچکی ہے"

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت کے لوگ جو مجھ سے بہت قریب ہیں۔ ہم نے کہا کن کپڑوں میں آپ کو کفن دیں فرمایا اگر چاہو تو انہی کپڑوں میں یا مصری کپڑوں میں یا یمنی چادروں میں کفن دو۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نماز جنازہ کون پڑھے گا؟ اس وقت آپ رو پڑے اور ہم بھی رونے لگے، پھر فرمایا ٹھہرو اللہ تم پر رحم کرے اور تمہارے نبی کی طرف سے تم کو اچھی جزا دے۔ جب مجھے غسل اور کفن دے کر فارغ ہو جاؤ اور مجھے میری اس چارپائی پر میرے اس گھر میں میری قبر کے کنارے رکھو تو پھر کچھ دیر باہر چلے جاؤ، کیونکہ سب سے پہلے میرا حبیب اور میرا خلیل جبرائیل نماز جنازہ پڑھے گا پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر تمام فرشتوں سمیت ملک الموت جنازہ پڑھے گا پھر تم گروہوں کی صورت میں مجھ پہ درود و سلام پڑھو اور رونے والی عورتیں مجھے اذیت نہ پہنچائیں میرے اہل بیت کے لوگ سب سے پہلے پڑھیں پھر عورتیں پھر ان کے بعد تم پڑھو اور جو میرے ساتھی اور میرے دین میں قیامت تک میری پیروی کرنے والے ہیں ان کو میرا سلام کہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو قبر شریف میں کون اتارے گا؟ فرمایا

میرے خاندان کے لوگ فرشتوں کی بھاری اکثریت کے ساتھ مجھے قبر میں اتاریں گے فرشتے تم کو دیکھتے ہوں گے لیکن تم ان کو نہ دیکھو گے"

آپ کے آخری کلمات یہ تھے "اللہ سے ڈرو، نماز کی حفاظت کرو، غلاموں سے اچھا سلوک کرو"

وفات سے قبل جبرائیل کا تین دن تک آپ کا حال دریافت کرنا

بیہقی نے دلائل نبوت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات میں جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے آپ کا حال کیسا ہے؟ فرمایا اے اللہ کے امین تکلیف میں ہوں پھر دوسرے روز آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ تعالیٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کیسا حال ہے۔ فرمایا اے اللہ کے امین تکلیف ہے پھر تیسرے روز آئے اور کہا اللہ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے آپ کا حال کیسا ہے فرمایا اے اللہ کے امین تکلیف میں ہوں۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کیا یہ ملک الموت ہے آپ کے بعد دُنیا میں میری یہ آخری آمد ہے اور آپ کے ساتھ یہ آخری عہد ہے۔ آدم کی اولاد سے آپ کے بعد کسی ہلاک ہونے والے سے اجازت نہ کروں گا اور آپ کے بعد کسی کے پاس نہ آؤں گا۔ پھر حضور نے موت کی سختی محسوس کی، جبکہ آپ کے پاس پانی کا پیالہ تھا جب بھی تکلیف محسوس ہوتی تو اس پانی سے ہاتھ تر کر کے چہرۂ انور پہ مسح کرتے اور فرماتے اے اللہ موت کی سختی میں میری مدد کر،، صلی اللہ علیہ وسلم۔

بیہقی نے دلائلِ نبوت میں ذکر کیا کہ تیسرے روز ملک الموت نے گھر آنے کی اجازت طلب کی تو جبرائیل نے کہا "یہ ملک الموت ہے جو آپکے گھر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اس سے پہلے اس نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی اور سے اجازت طلب کرے گا۔ فرمایا اس کو اجازت دو آجائے۔ ملک الموت آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور باادب کھڑے ہو کر عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے آپ کے پاس اللہ نے بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں اگر آپ مجھے روح قبض کرنے کی اجازت دیں تو روح قبض کروں گا اور اگر فرمائیں کہ میں روح قبض نہ کروں تو اسی طرح واپس چلا جاؤں گا۔ فرمایا اے ملک الموت روح قبض کرلو۔ ملک الموت نے کہا اللہ نے یہی حکم دیا تھا کہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں"۔

جبرائیل نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے فرمایا اے ملک الموت جو تجھے حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ جبرائیل نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! السلام علیک یہ ہمارا زمین پر آخری قدم تھا۔ زمین پہ آپ ہی میرا مقصد تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتے دو کپڑوں میں پیر کے روز چاشت کے وقت گیارہ ہجری میں بارہ[12] ربیع الاوّل کو وفات پائی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم!

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف ہُوا بعض نے کہا حضور فوت نہیں ہُوئے۔ آپ کی روح نے آسمانوں میں عروج کیا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی روح نے عروج کیا تھا۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! حضور فوت نہیں ہُوئے لیکن آپ کے پروردگار نے آپ کی طرف وہی بھیجا جو

موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا اور اپنی قوم سے چالیس[4] روز غائب رہے تھے مجھے امید ہے کہ آپ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ منافقوں کے ہاتھ اور زبانیں کاٹیں گے جو کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں"، حضرت انس نے کہا جس روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا اس روز ہر شئی سیاہ ہو گئی تھی"۔

امام بخاری نے ابوسلمہ سے روایت کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار اپنے گھر سُنح سے آئے اور سواری سے اُتر کر مسجد میں داخل ہُوئے اور لوگوں سے بات نہ کی حتیٰ کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے جبکہ آپ پر یمنی لکیر دار چادر اوڑھی ہُوئی تھی۔ ابوبکر صدیق نے حضور کے چہرۂ انور سے کپڑا اُٹھایا پھر جھک کر چہرۂ انور پر بوسہ دیا اور رو پڑے اور کہا یانبی اللہ میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ ایک موت جو آپ کا مقدر وہ تو ہو چکی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق باہر نکلے جبکہ عمر فاروق لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اُن سے کہا اے عمر بیٹھ جاؤ اُنھوں نے بیٹھنے سے انکار کیا تو لوگ ابوبکر کی طرف مائل ہو گئے اور عمر فاروق کو چھوڑ دیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے "جامع مؤثر" خطبہ دیا اور کہا اما بعد تم میں سے جو کوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو موت نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الآیۃ بخدا! گویا کہ لوگ پہلے نہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر نے اسے پڑھا اُن سے لوگوں نے یہ آیت سیکھی اور ہر ایک شخص اسی آئت

کی تلاوت کرتا تھا۔ سعید بن مسیب نے کہا عمر فاروق نے فرمایا بخدا! میں نے ابوبکر کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میں مدہوش ہوگیا حتیٰ کہ قدم مجھے اٹھا نہیں رہے تھے۔ اور میں زمین پر گر گیا جبکہ میں نے یہ سنا کہ حضور فوت ہو چکے ہیں۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا روتی ہوئی کہتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے بہتر جگہ تشریف لے گئے ہیں، مجھے رونا اس لئے ہے کہ آسمان کی خبریں منقطع ہوگئی ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ

عمر بن حارث نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سفید خچر اور زمین چھوڑی جو صدقہ کر دی تھی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں گے نہ درہم۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور عاملوں کی مئونت کے بعد جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی نے فرمایا ہم کسی کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ہمارا وارث ہوگا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وراثت نہیں ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے انھوں نے کہا جی ہاں پھر حضرت عباس اور علی المرتضیٰ سے بھی یہی فرمایا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔ (بخاری)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

حضرت عباس، علی المرتضیٰ، فضل بن عباس، قُثم بن عباس، اُسامہ بن زید اور ان کا مولیٰ صالح غسل دینے کے لئے جمع ہوئے۔ انس بن خولی انصاری بدری نے دروازے سے حضرت علی المرتضیٰ کو آواز دی کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں ہمارا بھی حق ہے۔ حضرت علی نے اس کو داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ وہ غسل کے وقت صرف حاضر رہے لیکن حضور کے غسل میں کوئی کام نہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور کو اپنے سینہ سے لگایا جبکہ آپ پر قمیص تھی اور حضرت عباس و فضل اور قُثم حضور کو حضرت علی کے ساتھ اوپر نیچے کر کے غسل دیتے تھے اور اُسامہ اور صالح پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت علی آپ کو غسل دیتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی شئ نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے۔ غسل دیتے وقت حضرت علی کہہ رہے تھے۔ میرا باپ اور ماں قربان ہوں آپ زندگی اور موت میں کیسے پاکیزہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپس میں کہنے لگے۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ حضور کے کپڑے اتاریں یا کپڑوں سمیت غسل کر دیں۔ جب اس میں ان کا اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر اونگھ ڈال دی حتیٰ کہ تمام پر نیند طاری ہوگئی اور ان کی ٹھوڑیاں سینوں سے جا لگیں پھر گھر کے کونہ سے غائبانہ آواز آئی، نامعلوم آواز دینے والا کون تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو، چنانچہ اُنھوں نے کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیا اور آپ کی قمیص نہ اُتاری آپ پر بیری کے پتوں والا پانی ڈالا جاتا

تھا اور قمیص سمیت آپ کو ملتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر وہ پہلے معلوم کر لیتی تو آپ کی بیویاں آپ کو غسل دیتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں پہ پانی جمع ہوا تو حضرت علی نے اس کو منہ سے چوس لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دینے کے بعد پیٹ شریف کو ذرہ سا دبایا تو آپ سے کوئی شئی نہ نکلی۔ اُنھوں نے کہا میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کس قدر پاکیزہ ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا پانی سعد بن خیثمہ کے کنوئیں سے لایا گیا تھا جس کو بیر عرس کہا جاتا تھا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا تو آپ کے کپڑوں میں کستوری کی ڈبیہ پائی گئی اس کے ساتھ حضور کے کفن کو خوشبو دار کیا گیا۔ آپ کا کفن تین کپڑے تھے دو سفید اور لکیر دار چادر تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ دو کپڑے سفید سہولی تھے اور ایک لکیر دار چادر تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم "

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ امام کے بغیر تھی لوگ گروہوں کی شکل میں آتے۔ آپ پہ درود شریف پڑھتے اور باہر نکل جاتے تھے جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں درود و سلام عرض کرتی تھیں۔ اس طرح تمام صحابہ اور صحابیات نے نماز جنازہ ادا کی۔ سب کے آخر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درود و سلام پیش کیا، کیونکہ وہ خلیفہ منتخب ہو چکے تھے۔ وہی نماز جنازہ کے ولی تھے ان کے نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اور کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف بنانے کی جگہ معلوم نہ تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ نبی جس جگہ فوت ہو وہی اس کی قبر کی جگہ ہوتی ہے پھر لوگوں نے حضور کا بستر علیحدہ کر کے وہاں قبر شریف بنائی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے خواب میں تین چاند دیکھے ہیں جو میرے حجرہ میں اُترے ہیں۔ ابو بکر نے کہا یہ اچھا خواب ہے۔ یحییٰ بن سعید نے کہا۔ میں نے لوگوں سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو آپ ام المؤمنین عائشہ کے حجرہ میں مدفون ہُوئے۔ ابو بکر صدیق نے کہا اے عائشہ تین چاندوں میں سے یہ ایک چاند ہے "

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین کا کوئی قطعہ اس قطعہ سے افضل نہیں جس میں آپ نے وفات پائی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لئے جمع ہُوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو بلایا اور کہا تم میں سے ایک ابو عبیدہ بن جراح کے پاس جائے وہ وسط قبر میں شق بنایا کرتے ہیں۔ دوسرا ابو طلحہ کے پاس جائے جو لحد بنایا کرتے ہیں جب دونوں کو بھیج دیا تو حضرت عباس نے کہا اے اللہ! تو اپنے نبی کریم کے لئے اختیار کر؛ چنانچہ ابو عبیدہ کی طرف جانے والے نے ان کو نہ پایا۔ دوسرے نے ابو طلحہ کو پا لیا۔ اُنہوں نے لحد بنائی۔ ایک روایت میں ہے جو صبح پہلے آجائے گا وہی قبر بنائے گا۔ مسلم نے عامر بن سعد سے ذکر کیا کہ جب سعد بن ابی وقاص کے فوت ہونے

کا وقت قریب آیا تو کہا میرے لئے لحد بناؤ اور کچی اینٹوں سے تعمیر کرو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد بنائی گئی تھی۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں سرخ چادر بچھائی گئی تھی جو خیبر میں آپ نے پائی تھی وہ قبر میں اس لئے بچھائی گئی کہ مدینہ منورہ کی زمین نمناک تھی۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز وفات پائی اور بدھ کی رات آپ کو دفن کیا گیا اور قبر شریف پر پانی سے چھڑکاؤ کیا گیا، عبد اللہ بن عمر نے کہا حضور کی قبر شریف میں علی بن ابی طالب، عباس ابن عبد المطلب، عقیل بن ابی طالب، فضل بن عباس اور شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے تھے۔ جب حضور کو لحد شریف میں رکھا گیا تو پاؤں شریف کی جانب کچھ جگہ قابلِ اصلاح رہ گئی تھی لوگوں نے مغیرہ سے کہا تم قبر میں داخل ہو کر درست کرو وہ قبر شریف میں داخل ہوئے اور اپنا ہاتھ لحد میں داخل کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مقدس قدموں کو ہاتھ سے مَس کیا پھر کہا کہ اب مٹی گراؤ، لوگوں نے مٹی گرانی شروع کی۔ حتیٰ کہ جب مغیرہ کی نصف پنڈلیوں تک مٹی پہنچی تو وہ باہر نکلے مغیرہ کہا کرتے تھے میری یہ بہت خوش نصیبی ہے کہ میں سب سے آخر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہُوا صلی اللہ علیہ وسلم!

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی فضیلت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اطہر مقامِ جنّت ہے۔ ارشاد فرمایا میرے منبر شریف اور میرے گھر کے درمیان بقعۂ جنّت ہے۔ علماء کرام نے اس ارشاد کو حقیقت پر محمول کیا کہ آخرت یہ بقعہ بعینہٖ جنّت میں لوٹایا جائے گا۔ اور آپ کی قبر شریف

کی زیارت موجبِ سعادت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا پھر میری قبر شریف کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو گئی۔ انس بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مدینہ منورہ میں ثواب کی غرض سے میری قبر شریف کی زیارت کی میں اس کی شفاعت کروں گا اور قیامت کے دن اس کے لئے گواہ ہوں گا۔ ابن ابی فدیک نے کہا میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس ہو کر یہ آیت کریمہ "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ الآیۃ" تلاوت کرے پھر تین بار "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" پڑھے تو فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ اے فلاں اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں کرتا ہے۔ تیری حاجت ضائع نہ ہو گی۔ ابن قیم نے جلاء الافہام میں سیوطی نے زہر الربا میں ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو ساری مخلوق کی آوازیں سُنتا ہے جو کوئی حضور پر درود شریف پیش کرتا ہے" اگرچہ زمین کے کسی کونہ میں ہو" وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص درود عرض کرتا ہے۔ اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر شریف کے نزدیک درود و سلام عرض کرتا ہے میں خود سن کر اس کو جواب دیتا ہوں اور جو کوئی دور دراز سے درود عرض کرتا ہے وہ میرے حضور پیش کیا جاتا ہے۔

ایک شُبہ کا ازالہ

اگر یہ شُبہ کیا جائے کہ دور دراز سے درود و سلام کہنے والے کا درود و سلام

آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔ معلوم ہُوا کہ دُور سے آپ نہیں سُنتے ہیں اس کا جواب یہ ہے پیش کرنے میں بنفسہٖ سماعت کی نفی نہیں ہوتی جیسے اللہ تعالیٰ سمیع بصیر ہے لیکن لوگوں کے اعمال بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں اسی لئے حضور پیر اور جمعرات کو روزے سے ہوتے تھے اور فرمایا یہ اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ نیز دُور دراز سے آواز کی سماعت شرعًا ثابت ہے۔ ترمذی میں کتاب الرضاع کے آخر میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی عورت دُنیا میں اپنے شوہر سے جھگڑتی ہے اس کا مقسوم جنت کی حور اس کو جواب دیتی ہے۔

درود شریف کے فضائل

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس پر اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس سے دس گناہ معاف کرتا ہے۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر درود پڑھتا رہتا ہوں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تیری دُنیا اور آخرت کی مہمات سے کفایت کرے گا۔ حاکم نے ابو طلحہ سے صحیح روایت کی کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ پیشانی تشریف لائے اور فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) "آپ کا رب فرماتا ہے کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کی اُمت سے جو کوئی آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ اس پر

دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ فرمایا کیوں نہیں میں راضی ہوں، ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عامر بن ربیعہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھے جب تک وہ درود پڑھتا رہے اس کے لئے فرشتے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ آگے اختیار ہے کوئی زیادہ پڑھے یا کم پڑھے"۔

امام احمد نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ جو کوئی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں بھیجتے ہیں کوئی کم پڑھے یا زیادہ پڑھے"۔ حاکم نے ابو طلحہ سے صحیح حدیث ذکر کی کہ جو کوئی ایک بار سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس بار سلام کرتا ہے۔ طبرانی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا جو آپ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے"۔ ایک روایت میں ہے کہ دس نیکیاں لکھتا ہے"۔ ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہے۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر درود پڑھنے میں خطاء کرے گا وہ جنت کی راہ بھول جائے گا ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اس میں نہ تو اللہ کا ذکر کریں اور نہ ہی مجھ پر درود پڑھیں وہ ان پر حسرت ہوگی۔ اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے چاہے تو معاف کرے۔

ترمذی نے اُبیّ بن کعب سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو بہت درود بھیجتا ہوں آپ کے لئے کتنا درود کروں فرمایا جتنا چاہتے ہو۔ عرض کیا چوتھا حصہ فرمایا ٹھیک ہے۔ اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا

نصف کروں فرمایا جو تو چاہے اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی کروں۔ فرمایا جو چاہے اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا تمام آپ کے لئے کروں گا۔ فرمایا اس وقت تیرا مقصد پورا ہوگا اور تیرے سارے گناہ معاف ہوں گے۔"

قاضی اسماعیل نے درود کی فضیلت میں یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے فرشتہ آیا۔ اس نے کہا جو کوئی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نصف آپ کے لئے کروں؟ فرمایا جو چاہو کرو۔ عرض کیا میں دو تہائی آپ کے لئے کروں؟ فرمایا اس وقت اللہ تعالیٰ تیرے دنیاوی اور اُخروی غم سے تیری کفائت کرے گا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں انس سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کے لئے یہی بخل کافی ہے کہ اُن میں میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھیں۔" ترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کے لئے یہی بخل کافی ہے کہ اُن میں میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھیں۔" ترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھو یہ تمہارے لئے گناہوں سے صفائی ہے۔ حضرت انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ایک روائت میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔

اصبحانی نے ترغیب میں انس سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تم کو قیامت کے دن اس کے مصائب سے مجھ پر کثرت درود نجات دے گا اور اللہ اور اس کے فرشتوں کے غضب سے کفائت کرے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

اصبحانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مسافر کے پیالہ کی طرح نہ کرو؛ کیونکہ مسافر پیالہ پانی سے بھر لیتا ہے اگر پیاس ہو تو پی لیتا وضوء کرنا ہو تو وضوء کر لیتا ہے، ورنہ پانی بہا دیتا ہے تم مجھے دعاء کے اوّل اور وسط اور آخر میں کرو یعنی دعاء سے پہلے اور درمیان اور دعاء کے آخر مجھ پر درود پڑھو ایک روائت میں ہے۔ درود دعاء کے پر ہیں اگر دعاء کے اوّل آخر میں درود شریف پڑھے تو دعاء جلد قبول ہوتی ہے اور آسمانوں کی طرف پرواز کرتی ہے ورنہ زمین و آسمان میں لٹکی رہتی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دعاء کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود پڑھے۔ جب درود پڑھے تو درمیان سے حجاب اُٹھ جاتا ہے اور دعاء آسمانوں میں داخل ہو جاتی، ورنہ دعاء واپس لوٹ آتی ہے۔

ترمذی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ دعاء زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے اور آسمانوں میں نہیں جاتی یہاں تک اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

درود شریف پڑھنے والے کی حضور شفاعت کریں گے

طبرانی نے ابوالدرداء سے روائت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے صبح کے وقت مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھا اور دس بار شام کو پڑھا۔ قیامت کے روز اس کو میری شفاعت میسّر ہوگی۔"

بیہقی نے شعب الایمان میں انس سے روایت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جمعرات اور جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود پڑھو جو بکثرت درود پڑھے گا۔ قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا۔"

طبرانی نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں ایک آدمی دیکھا جو پلصراط پر کانپ رہا تھا جیسے کھجور کی شاخ حرکت کرتی ہے وہ مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا تھا، اس کی وجہ سے اس کا لرزہ جاتا رہا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت ذکر کی کہ جو بکثرت مجھ پر درود پڑھے وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

جمعہ کے روز درود شریف کی فضیلت

بیہقی نے ابوامامہ سے روایت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ ہر جمعہ کے روز میری امت کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جو تم میں سے زیادہ درود پڑھے گا اس کا مرتبہ میرے بہت قریب ہوگا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام عرش کے وسیع میدان میں کھڑے ہوں گے۔ اُن پر دو سبز چادریں ہوں گی وہ اپنی اولاد میں سے جنت کی طرف جانے والوں کو دیکھیں گے اور ان کو بھی دیکھیں گے جن کو دوزخ میں لے جایا جائے گا۔

اسی اثنا میں آدم علیہ السلام جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک امتی دیکھیں گے جس کو دوزخ کی طرف لے جایا جاتا ہوگا تو آدم علیہ السلام دور سے نداء

کریں گے یا احمدؐ، یا احمدؐ حضور فرمائیں گے یا ابا البشر حاضر ہوں وہ کہیں گے وہ شخص آپ کا امتی ہے اس کو دوزخ میں لے جا رہے ہیں یہ سن کر میں زور سے فرشتوں کے پیچھے دوڑوں گا اور کہوں گا اے اللہ کے فرشتو! ٹھہر جاؤ، وہ کہیں گے ہم بہت سخت ہیں۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جب حضور ان سے ناامید ہو جائیں گے تو داڑھی شریف پر بایاں دست اقدس رکھ کر عرش کی طرف متوجہ ہوں گے اور فرمائیں گے اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مجھے میری امت کے بارے میں غمناک نہیں کرے گا۔ عرش سے نداء آئے گی اے فرشتو! محمدؐ "صلی اللہ علیہ وسلّم" کی اطاعت کرو اور اس شخص کو میزان کے پاس واپس لے جاؤ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں اپنی جیب سے سفید ٹکڑا نکالوں گا اور اس کو میزان کے دائیں پلڑے میں رکھوں گا اور کہوں گا: بسم اللہ! تو اس شخص کی نیکیاں گناہوں سے بھاری ہو جائیں گی پھر نداء آئے گی یہ شخص نیک بخت ہو گیا اس کو جنت میں لے جاؤ وہ فرشتوں سے کہے گا۔ اے اللہ کے فرشتو! ذرا ٹھہرو میں اس نیک بخت سے پوچھوں جس کا چہرۂ جہاں آراء سورج کی روشنی سے زیادہ منوّر ہے۔ آپ سے کہے گا میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں آپ کا چہرۂ انور کس قدر خوبصورت ہے آپ کی خلقت کس قدر اچھی ہے مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے سارے گناہ معاف کرا دیئے ہیں اور میرے بہتے آنسو خشک کر دیئے ہیں۔ حضور فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ہوں "صلی اللہ علیہ وسلّم" اور یہ تیرا وہ درود ہے جو مجھ پر پڑھا کرتا تھا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی وضوء سے فارغ ہو کر کلمۂ توحید پڑھنے کے بعد مجھ پر درود پڑھے اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

درود شریف لکھنے کی فضیلت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی کتاب لکھی اور اس میں مجھ پر درود شریف لکھا جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا۔ اس کے لئے فرشتے استغفار کرتے رہیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روائت میں ہے یہ درود اس کے لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم!

کعب احبار نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ قیامت میں پیاس نہ لگے۔ عرض کیا جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" پر بکثرت درود پڑھا کرو۔"

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی الحسن میمونی سے ذکر کیا انھوں نے کہا میں نے حسن بن عُیینہ کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر سنہری خط لکھی ہوئی ہے میں نے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حضور کا نام مبارک آتا تو میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتے درود پہنچاتے ہیں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین گھومتے پھرتے ہیں میری امت سے جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہو مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوق کی آواز سُننے

کی طاقت دی ہے وہ قیامت تک میری قبر شریف کا قیّم "نگہبان" ہے جو کوئی درود پڑھے وہ اس کا نام اور اس کے والد کا نام لے کر کہتا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن فلاں آپ پر درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا کفیل ہے کہ درود پڑھنے والے کے ہر درود پر دس رحمتیں نازل کرے۔ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے متعلق پہلے بھی ہم نے بیان کیا ہے۔"

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کا حال

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا "آمین، آمین، آمین" جب منبر شریف سے اُترے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے منبر شریف پر تین بار "آمین" فرمایا تھا: "یہ آپ نے کس لئے فرمایا تھا؟"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آیا اور کہا جو کوئی رمضان مبارک کا مہینہ پائے اور اس کے گناہ نہ بخشے جائیں اور مر جائے تو دوزخ میں جائے اللہ اس کو اپنی رحمت سے دُور کرے۔ آپ آمین فرمائیں میں نے کہا "آمین" اور جو کوئی اپنے ماں باپ کو پائے یا اُن دونوں میں سے کسی ایک کو پائے اور اُن سے نیکی نہ کرے اور مر جائے تو دوزخ میں داخل ہو، فرمائیے آمین میں نے کہا "آمین" جس کے پاس آپ کا نام ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اور مر جائے تو دوزخ میں داخل ہو۔ فرمائیے آمین۔ میں نے کہا "آمین" ابوہریرہ نے کہا جس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر نہ کیا جائے ان پر زجر، گناہ رہے گی اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اگر چاہے تو ان کا یہ گناہ معاف کر دے۔

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم قبر شریف میں محفوظ ہیں

اُوس بن اُوس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: تمام دنوں سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہُوئے۔ اس دن فوت ہُوئے، اسی روز صور پھونکا جائے گا اسی دن میں صعقہ ہوگا، لوگ بے ہوش ہوں گے۔" اس دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔"

ابوداؤد نے ذکر کیا، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ تو قبر شریف میں بوسیدہ ہو گئے ہوں گے (صحابہ کا یہ سوال ان کو آپ کا حال معلوم ہونے سے پہلے تھا؛ کیونکہ وہ نئے نئے تعلیم یافتہ تھے) آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسم کھانا حرام کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میں نے موسیٰ "علیہ السلام" کو کثیب احمر کے پاس دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک دوسری روایت بکر بن عبداللہ سے ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لئے حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔ جب میں وفات پا جاؤں تو میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اچھے ہوں تو اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اگر بُرے ہوں تو تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

کعب الاحبار نے کہا ہر روز صبح ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر شریف کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اپنے پَر قبر شریف کے ساتھ لگاتے ہیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو آسمانوں میں چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور فرشتے آتے ہیں وہ بھی اُسی طرح کرتے ہیں جو پہلے فرشتے کرتے تھے۔ جب آپ کی قبر شریف کھلے گی تو حضور ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں باہر تشریف لائیں گے جبکہ فرشتوں نے آپ کے اُوپر پَر پھیلائے ہوں گے۔"

قیامت کے روز سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رفعتِ شان

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکل کر پیدل چلیں گے۔ میں براق پر سوار ہوں گا۔ بلال سُرخ اونٹ لئے ہُوئے میرے آگے آگے ہوں گے۔ جب لوگوں کے ہجوم میں پہنچیں گے تو بلال اذان کہیں گے۔ جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "کہیں گے تو پہلے اور پچھلے تمام لوگ اس کی تصدیق کریں گے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سب سے پہلے میں قبر شریف سے باہر تشریف لاؤں گا پھر ابوبکر پھر عمر باہر آئیں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا! قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اس میں فخر نہیں آدم اور تمام نبی قیامت میں میرے جھنڈے تلے ہوں گے اس میں فخر نہیں۔

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا جو آئے گا اس سے پانی پیئے گا۔ پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے کہ ایک مہینہ کوئی چلتا رہے تو دوسرے کنارے پہنچے گا۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے اس کے برتن آسمانوں کے ستاروں کی طرح ہیں (بخاری)

حذیفہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایلہ سے عدن تک لمبا چوڑا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اس سے لوگوں کو دور ہٹاؤں گا جیسے کوئی شخص اپنے اونٹوں سے دوسرے لوگوں کے اونٹ باہر نکالتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا ہاں! تم میرے پاس پانچ کلیان آؤ گے (مسلم شریف)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا،،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا اور اس کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہے وہ دوزخ سے نکالا جائے گا پھر لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے جن کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہے پھر وہ نکالے جائیں گے جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور ان کے دلوں میں گندم کے دانہ کے برابر ایمان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہر نبی کو ایک مخصوص دعاء عطاء ہوئی ہے جو اُنھوں نے دُنیا میں دُعاء کی اور قبول ہوگئی۔ میں نے وہ دعاء اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھی ہے جو قیامت میں دعاء کروں گا (بخاری، مسلم)

ابی بن کعب نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز میں لوگوں کا امام، خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا اس میں فخر نہیں عمران بن حصین

نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز میری شفاعت سے لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے ان کو جہنمی کہا جائے گا (بخاری)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی امت کی شفاعت کروں یا آدھی امت جنت میں داخل ہو، میں نے شفاعت اختیار کی کیونکہ یہ عام اور بہت کافی ہے اور یہ گنہگاروں کے لئے ہے۔ چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے بہت بڑے گنہگاروں کے لئے ہے۔

ابوسعید نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں یہ فخر کی بات نہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا یہ فخر نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کے لئے دعاء کر لی ہے اور میں نے قیامت کے دن کے لئے شفاعت کے لئے دعاء محفوظ رکھی ہے۔

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

"قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جس کی سب تمہاری تعریف کریں"

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مقامِ محمود کیا ہے۔ فرمایا یہ مقام میں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یعنی یہ مقام شفاعت ہے۔ حاکم نے صحیح حدیث ذکر کی اور ابن مردویہ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں لوگ قبروں

سے اُٹھائے جائیں گے۔ میں اور میری امت اُونچی جگہ پہ ہوں گے۔ میرا رب مجھے سبز پوشاک پہنائے گا۔ پھر مجھے اجازت ہوگی کہ جو اللہ چاہے کہوں یہ مقامِ محمود ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں علی بن حسین کے طریق سے ذکر کیا کہ ایک عالم دین نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں زمین لمبی کی جائے گی جیسے چمڑا بچھایا جاتا ہے اور ہر بشر کے لئے صرف اس کے قدم کی جگہ امین ہوگی؛ پھر مجھے سب سے پہلے بلایا جائے گا تو میں سجدہ میں چلا جاؤنگا پھر مجھے اجازت دی جائے گی تو میں کہوں گا یا رب یہ جبرائیل ہے اس نے مجھے خبر دی جبکہ جبرائیل عرش رحمٰن کے بائیں ہوں گے۔ بخدا اس سے پہلے میں نے خُدا کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا اور جبرائیل خاموش کلام نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کہے گا آپ نے سچ کہا ہے پھر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی تو میں کہوں گا یا رب تیرے بندوں نے زمین کے کونہ کونہ میں تیری عبادت کی ہے یہ مقامِ محمود ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں مقامِ محمود پہ کھڑا رہوں گا جبکہ تم کو ننگے پاؤں برہنہ جسم بغیر ختنہ لایا جائے گا

ابو ہریرہ نے کہا حضور نے فرمایا پروردگارِ عالم مجھے ایسے مقام پہ کھڑا کرے گا جہاں کوئی کھڑا نہیں ہُوا اور نہ کوئی میرے بعد وہاں کھڑا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پہ کھڑا کرے گا۔ اس روز آپ کا مقام ساری مخلوق سے بُلند ہوگا اس لئے سب لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ اس مقام پہ کوئی نبی کوئی فرشتہ اور کوئی مقرب کھڑا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو اپنے حبیب کی فضیلت اور رفعتِ منزلت دکھائے گا۔ امام رضا نے خوب فرمایا: ؎ محشر میں دیکھی جائے گی قدرت رسُول اللہ کی "

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہارا نبی پلصراط کے پاس کھڑا ہوگا اور کہے گا "رب سَلِّم سَلِّم" اے میرے پروردگار سلامتی سے میری امت گذار دے۔ انس نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ قیامت میں میری شفاعت فرمائیں فرمایا میں ضرور شفاعت کروں گا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! قیامت میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا پہلے پلصراط پہ مجھے تلاش کرنا اگر وہاں نہ پائے تو جہاں لوگوں کے اعمال کا وزن ہوتا ہوگا وہاں دیکھنا ورنہ حوض کوثر کے پاس ہوں گا۔ ان تین مقامات سے خطا نہ کروں گا۔

قیامت کے روز سیّدہ فاطمہ بنت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پلصراط سے گزرنے کے لئے تشریف لائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے اہلِ محشر اپنی نظریں جُھکا لو۔

"جنّت میں سب سے پہلے سیّد الانبیاء داخل ہوں گے"
صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم

ثابت نے ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے روز میں جنّت کے دروازے پہ آؤں گا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہوں گا تو جنّت کا خازن کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا "میں محمد ہوں" صلی اللہ علیہ وسلّم" وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے یہ دروازہ نہ کھولوں"

حضرت انس کی روائت میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سب سے پہلے جنّت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا، خازن پوچھے گا کون ہو تو میں کہوں گا میں محمد ہوں "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم" وہ کہے گا میں اُٹھتا

ہوں اور دروازہ کھولتا ہوں آپ سے پہلے میں کسی کے لئے نہ کھڑا ہُوا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے کھڑا ہوں گا (مسلم شریف)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں۔ موسیٰ اللہ کے کلیم ہیں جبکہ عیسیٰ روح اللہ ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا دیا گیا ہے؟ فرمایا قیامت کے روز آدم کی ساری اولاد میرے جھنڈے تلے ہوگی اور میرے ہی لئے جنّت کے دروازے سب سے پہلے کھلیں گے جب میں جنت میں داخل نہ ہوں گا۔ سب نبیوں پر جنت میں داخل ہونا حرام ہوگا اور جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہوگی دوسری امتوں پر جنت میں داخل ہونا حرام ہوگا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روائت میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جائیں گے میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے میں اُن کو خوشخبری دوں گا جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی" (ابن جوزی)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فضیلت

خالق کائنات جل وعلا نے فرمایا: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآية "تم لوگوں کے لئے بہتر امت ہو ظاہر ہوئے ہو اچھائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم دنیا میں سب سے آخر آئے ہیں قیامت میں سب سے آگے ہوں گے، البتہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں اُن کے بعد عطا کی گئی۔ یہ دن جو اُن پر فرض کیا گیا تھا اس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے ہفتہ اختیار کیا بعض نے اتوار پسند کیا

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس دن کی راہنمائی کی وہ جمعہ کا دن ہے۔ حذیفہ بن یمان کی روائت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز طویل سجدہ کیا۔ ہم نے خیال کیا کہ شائد آپ سجدہ میں وفات پا گئے ہیں۔ جب آپ نے سر مبارک اُٹھایا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے بارے میں اختیار دیا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں پھر مجھے دوسری بار اختیار دیا تو میں نے وہی کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! میں تجھے تیری امت کے بارے میں غمناک نہیں کروں گا اور مجھے خوشخبری دی کہ سب سے زیادہ میری امت سے ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے جبکہ ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ ان کا کوئی حساب و کتاب نہ ہوگا، پھر مجھے پیغام بھیجا اور فرمایا آپ دعا کریں قبول ہوگی سوال کریں پورا کیا جائے گا۔ میں نے اللہ کے بھیجے ہوئے سے کہا کیا میرا رب مجھے میرا سوال پورا کرے گا؟ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس آپ کا ہر سوال پورا کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے بہت کچھ عطاء فرمایا اس میں فخر کی بات نہیں میری امت کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے اور مجھے یہ عطاء کیا کہ میری امت بھوکی نہ مرے گی اور نہ کسی سے مغلوب ہوگی مجھے حوض کوثر عطاء کیا وہ جنت میں ایک نہر ہے جو میرے حوض میں پانی بہاتی ہے مجھے غلبہ اور نصرت اور رُعب عطاء کیا جو میرے آگے میری امت ایک مہینہ چلے گی ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ مجھے یہ فضیلت دی کہ میں تمام نبیوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیمت کا مال حلال کیا اور پہلی امتوں پر جو سختیاں تھیں وہ ہم سے دور کر دیں اور ہم پر کوئی حرج والی شئی نہ رہنے دی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم"

اذان کے بعد دعاء کرنا حضور کی شفاعت کا موجب ہے

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب تم موذّن کی اذان سنو تو جو وہ کہے تم بھی وہی کہتے جاؤ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھے۔ اللہ اس پر دس رحمتیں کرتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجاتی ہے (مسلم شریف)

رویفع بن ثابت کی روایت میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ کہے "اے اللہ محمد مصطفیٰ پر رحمت کر اور آپ کو جنت میں اپنے قرب کی جگہ دے۔ اس کے لئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہوجاتی ہے۔

جابر نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اذان سُننے کے وقت یہ دعاء پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ"، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجاتی ہے (بخاری شریف)

اذان کی فضیلت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام لوگوں کی نماز کا کفیل ہے اور مؤذن نماز کے اوقات میں امین ہے۔ اے اللہ اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کو بخش" (ابوداؤد)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے طلبِ ثواب کے لئے سات برس اذان دی اس کے لئے دوزخ سے برأت

لکھی جاتی ہے (ترمذی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص قیامت کے روز کستوری کے ٹیلے پر ہوں گے۔ ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے مولیٰ کے حق ادا کرے۔ دُوسرا وہ شخص جو لوگوں کا امام ہو اور وہ اس سے راضی ہوں۔ تیسرا وہ جو ہر روز پانچ نمازوں کی اذان کہے (ترمذی)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے ہر خشک تر اس کا گواہ بن جاتا ہے اور جو باجماعت نماز کے لئے جائے اس کو ۲۵ نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور دو نمازوں کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ "ابن ماجہ"

عثمان بن ابی عاص نے کہا میں نے عرض کیا یارسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" مجھے میری قوم کا امام بنا دیں۔ فرمایا تو ان کا امام ہے۔ نماز میں کمزور لوگوں کا خیال کرنا ہوگا اور مؤذن وہ رکھو جو اذان پر اُجرت نہ مانگے (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان دعاء مسترد نہیں ہوتی (ترمذی)

جابر نے کہا: جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شیطان نماز کے لئے اذان کی آواز سنے تو وہ مقام روحاء میں چلا جاتا ہے جو مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دُور ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے بارہ سال اذان کہی تھی اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی اس کی اذان کے باعث ہر روز ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت کہنے کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ابن ماجہ)

روضہ مُبارک کی زیارت کے آداب اور نیّت "

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ مبارکہ کے آداب بکثرت ہیں۔ ان میں سے بعض آداب سفر سے متعلق ہیں۔ وہ یہ کہ سفر سے پہلے استخارہ کرے اور تجدیدِ توبہ کرے اور جن امور میں وصیّت مطلوب ہو ان میں وصیّت کرے۔ کوئی ناراض ہو تو اس کو راضی کرے۔ آمدورفت کا خرچہ حلال ہو کھانے پینے کی اشیاء وافر ہوں اور ان میں کسی کو شریک نہ کرے۔ دو رکعت نفل پڑھ کر اور اس کے بعد دعا کے بعد اہل و اولاد اور دیگر ساتھیوں اور رہائش وغیرہ کو الوداع کہے اور گھر سے نکلتے وقت کچھ صدقات وخیرات کرے۔

زائر کی نیت خالص ہو کہ وہ صرف روضۂ مبارک کی زیارت کو جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی مسجد نبوی اور اس میں نماز کے لئے رختِ سفر باندھ رہا ہے، کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی ترغیب دلائی ہے اس میں حضور کے اوامر کی تعمیل بھی ہے۔ حضور کے ارشادِ گرامی سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی میرے روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لئے آئے تو میری زیارت کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہ ہو اور ان حاجات سے اجتناب کرے جن کی شارع علیہ السلام نے اجازت نہیں دی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں اعتکاف تعلیم و تعلّم، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بکثرت درود و سلام

اور مسجد شریف کے ہمسایوں پر صدقات وخیرات اور ختمِ قرآن کی بھی نیّت کرے جو زائر کے لئے مستحب ہے، کیونکہ مومن کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شرم و حیا کرتے ہُوئے محرمات بلکہ مکروہات سے بھی اجتناب کی نیّت کرے " اور اس عزم کے ساتھ اس کا شوق اور محبّت زیادہ ہو جونہی دیارِ حبیب اعظم کے قریب ہو عشق زیادہ ہوتا جائے کیونکہ شوق کا زیادہ ہونا اور آپ کے آثار و اماکن اور آپ کے انوار کے نزول کی جگہوں کے قرب کو طلب کرنا سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ محبّت کو لازم ہے۔

گھر سے نکلنے کی دُعاء

بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ حَسْبِیَ
اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ " اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ
خَرَجْتُ وَاَنْتَ اَخْرَجْتَنِیْ
اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِیْ وَسَلِّمْ مِنِّیْ
وَرُدَّنِیْ سَالِمًا فِیْ دِیْنِیْ كَمَا
اَخْرَجْتَنِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ
اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ
اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ
عَلَیَّ " عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ

بسم اللہ میں اللہ کے ساتھ ایمان
لایا اللہ مجھے کافی ہے۔ میں نے
اللہ پر بھروسہ کیا حول اور قوت صرف
بلند عظمت والے اللہ کی ہے۔ اے
اللہ! میں تیری طرف نکلا ہوں تو نے
مجھے گھر سے نکالا ہے۔ اے اللہ مجھے
سلامتی دے اور مجھ سے "لوگوں کو"
سلامتی دے اور اپنے دین میں سالم
واپس کر جیسا تو نے مجھے نکالا۔
اے اللہ! میں تیرے ذریعے گمراہ
ہونے یا گمراہ کئے جانے یا پھسلنے
یا پھسلائے جانے یا ظلم کرنے یا ظلم کئے

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ
عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا اِلَيْكَ

جانے یا جاہل ہونے یا جاہل کئے جانے سے پناہ چاہتا ہوں۔ تیرا قرب عزیز ہے تیری ثناء بلند ہے تیرا نام برکت والا ہے۔ تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق اور تیری طرف چلنے کے حق کے ذریعے تجھ سے سوال کرتا ہوں ،، اس کے علاوہ مسجد شریف کا قصد کرنے والا مستحب ذکر بکثرت کرے ۔"

راستہ میں صلوٰۃ وسلام کی کثرت

اثناءِ سفر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت صلوٰۃ وسلام پڑھے بلکہ فرصت کے تمام اوقات اس میں مستغرق رہے اور راستہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب مساجد تلاش کرے پھر ان کی زیارت کرے اور وہاں نماز پڑھے اور حتی الامکان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کمی نہ کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں کچھ تقصیر ہو جائے تو اپنی ذات پر غضبناک ہو، کیونکہ محبت کی علامت یہ ہے کہ محب محبوب کے لئے غیرت کرتا ہے اور سب سے زیادہ دیانتدار وہ شخص ہے جس میں غیرت زیادہ ہو اور غیرت کے بغیر محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے ۔

مدینہ منورہ کی قربت کے آداب

جب مدینہ منورہ کے قریب ہو اور اس کے ٹیلے اور علامات دیکھے تو خشوع وخضوع میں مستغرق ہو جائے اور حصولِ امید پر خوش ہو اگر کسی جانور پہ

سوار ہو تو اس کو حرکت دے یا اونٹ پر ہو تو اس کو تیز چلائے اس وقت صلوٰۃ وسلام بکثرت کرے جو نہی ان علامات کے قریب ہو بار بار صلوٰۃ وسلام پڑھے جب بہت قریب ہو جائے تو پیدل چلنے میں حرج نہیں ، کیونکہ عبد القیس کے وفد نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ سواریوں سے اتر گئے تھے اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مستحسن جانا تھا۔ شفا شریف میں ہے ابو فضل جوہری جب مدینہ منورہ زیارت کے لئے آئے اور مدینہ منورہ کے مکانات کے قریب ہوئے تو روتے ہوئے پیدل چلنا شروع کیا ۔

حرم پاک کی قربت کے آداب ،،

جب حرم مدینہ منورہ پہنچے تو صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد کہے "اے اللہ یہ وہ حرم ہے جسے تو نے اپنے حبیب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر محترم بنایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے حضور اس کے لئے خیر و برکت کی دعاء کی جو تیرے گھر "بیت اللہ الحرام" سے دوگنی ہو۔ اے اللہ مجھے آگ پر حرام کر دے اور جس دن تو اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے تو مجھے امن عطاء کر اور جو کچھ تو نے اپنے ولیوں اور تابعدار لوگوں کو عطاء کیا ہے مجھے عطاء کر اور مجھے حسنِ ادب نیک اعمال کرنے اور منکرات کو ترک کرنے کی توفیق دے اور ذوالحلیفہ کی راہ پہ چل رہا ہو تو "معرّس" یعنی جہاں حضور نے رات بسر کی تھی ،، سے آگے نہ بڑھے اور سواری کو بٹھا کر اس مسجد میں اور ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھے۔

مدینہ منورہ میں غسل کر کے داخل ہو "

علماء شافعیہ اور علماء حنابلہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ مدینہ منورہ میں غسل کر کے

پاکیزہ کپڑے پہن کر داخل ہو۔

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے بیئر حرّہ سے غسل کرے اور خوشبو لگا کر صاف ستھرے پاکیزہ کپڑے زیب تن کرے۔ کرمانی نے علماء حنفیہ سے ذکر کیا کہ اگر مدینہ منورہ سے باہر غسل نہ کر سکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کر لے اور بعض جہلاء کے فعل سے اجتناب کرے جو حالتِ احرام کے ساتھ تشبیہ دے کر سِلے ہوئے کپڑے نہیں پہنتے ہیں۔

روضۂ مبارکہ کو دیکھنے کے وقت

جب مدینہ منورہ کے بہت قریب ہو جائے اور روضۂ اطہر کا قبۂ شریفہ دیکھے تو اس کی عظمت و فضیلت کا تصور کرے اور یقین کرے کہ زمین کے اس بقعہ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند کیا ہے اور حضور کے اقدام شریفہ کے آثار اپنے دل میں جمائے کہ حضور یہاں آتے جاتے تھے اور خشوع سے یقین کرے کہ جہاں بھی قدم رکھیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میمنت رکھنے کی جگہ ہے۔ اس مقام میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ؎

حرم کی زمیں ہے قدم رکھ کے چلنا ؛ ارے سَر کا موقعہ ہے او جانے والے

اور نہایت ہی تعظیم و تکریم ملحوظ رکھتے ہوئے قدم رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ بے ادبی ہو جانے سے عمل تباہ و برباد ہو جائیں اگرچہ کچھ آواز ہی بلند ہو جائے اور دُنیا میں آپ کے دیدار سے محروم رہنے پر افسوس کرے اور قبیح فعل کے باعث آخرت میں خطرہ ہے۔ اپنے گناہوں کی اللہ سے مغفرت چاہے اور حضور کی راہ

پر چلنے کا التزام کرے تاکہ ملاقات کے وقت حضور کی توجہ سے کامیابی حاصل ہو۔

مدینہ منورہ کے دروازہ سے داخل ہونے کی دُعاء

مدینہ منورہ میں جس باب سے داخل ہو یہ دعاء کرے بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ حَسْبِیَ اللّٰهُ الخ (آگے وہی دعاء ہے جو گھر سے نکلنے کی دعاء ہے)

ترجمہ: اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے قوت صرف اور صرف اللہ کی ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔ میں اللہ کے ساتھ ایمان لایا اللہ مجھے کافی ہے۔ (آگے وہی دعاء ہے جو ابھی گزری ہے)

اَرْضٌ مَّشٰی جِبْرِیْلُ فِیْ عَرَصَاتِهَا ؛ یہ وہ زمین ہے جس پر جبرائیل علیہ السلام چلتے رہے
وَاللّٰهُ شَرَّفَ اَرْضَهَا وَسَمَاهَا ؛ اللہ نے اس کی زمین اور آسمان کو شرف بخشا ہے

مسجد شریف سے ابتداء

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی سے پہلے صدقہ کرے۔ اور مسجد شریف سے ابتدا کرے اور کسی طرف بلا ضرورت متوجہ نہ ہو جب اس کو دیکھے تو دل میں خیال کرے کہ یہ ابوالفتوح جبرائیل علیہ السلام کے اترنے کی جگہ ہے۔ ابوالغنائم میکائیل علیہ السلام کی منزل اور وحی کا موضع ہے اس وقت بہت ہی زیادہ خشوع و خضوع کرے جو اس مقام کے لائق ہے اور باب جبرئیل علیہ السلام کا قصد کرے کیونکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس باب سے داخل ہونا افضل ہے

لہٰذا جب مسجد میں داخل ہونے کا قصد کرے تو اپنا دل اس طرف ہی لگائے اور پوری طرح دل کو متوجہ کرے۔ ابوسلیمان داؤد نے کہا اجازت لینے والے کی طرح دروازہ پر تھوڑا سا ٹھہرے جیسے عظیم لوگوں کے پاس جاتے وقت کرتے ہیں داخل ہونے میں پہلے دایاں قدم بڑھائے اور کہے، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَوَفِّقْنِىْ وَسَدِّدْنِىْ وَاَعِنِّىْ عَلٰى مَا يُرْضِيْكَ عَنِّىْ وَمُنَّ عَلَىَّ بِحُسْنِ الْاَدَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ "، جب مسجد شریف میں داخل ہو یا باہر نکلے یہ ضرور پڑھے۔ مگر باہر نکلتے وقت یہ کہے " اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ "۔

مسجد شریف میں داخل ہونے کے بعد

مسجد شریف میں داخل ہونے کے بعد اعتکاف کی نیت کرے اگرچہ تھوڑے وقت کے لئے ہو پھر نہایت ہی خشوع سے نظر نیچی کرتے ہوئے روضۂ شریفہ کی طرف متوجہ ہو اور مسجد کی زینت میں سے کسی شئی کی طرف نظر مشغول نہ کرے جبکہ اس پر ہیبت، وقار، خشیت، انکسار، خضوع اور افتقار طاری ہو، پھر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُصَلّٰی خالی ہو تو وہاں ٹھہرے ورنہ اس کے قریب جو جگہ میسر ہو اور خفیف سی دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھے ان میں " قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ "، اور سورۂ اخلاص پڑھے اور اگر فرض نماز کے لئے اقامت

کہی جاتی ہو یا نماز باجماعت فوت ہونے کا خوف ہو تو فرض ادا کرے اس طرح تحیۃ المسجد بھی حاصل ہوگا۔ پھر اللہ کی حمد و شکر بجالائے اور اللہ کی رضا، توفیق اور قبولیت کا سوال کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کی اہم اشیاء عطا کرے۔ یہ اس کا انتہائی اہم سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کرے اور دعا کرے کہ اس کو زیارت نبویہ جو اس کا مقصد ہے پورا ہو جائے اور تحیۃ المسجد کی تقدیم اس وقت ہے جب اس کا گذر روضۂ شریف کے آگے سے نہ ہو اور اگر وجہ شریف کے آگے سے گزر ہو تو زیارت کی تقدیم مستحب ہے۔ بعض مالکی علماء نے نماز پر زیارت مقدم کرنے میں رخصت دی ہے اور کہا دونوں طرح جائز ہے (پہلے زیارت کرے یا تحیۃ المسجد ادا کرے) زیارت سے تحیۃ المسجد کی تقدیم کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے؛ جبکہ انھوں نے کہا میں ایک سفر سے واپس آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے آیا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی تھی۔ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا جاؤ مسجد میں داخل ہو اور تحیۃ المسجد ادا کرو پھر مجھے سلام کہو۔ اگر وہ اس باب سے داخل ہو جو روضہ شریف کی طرف ہے اور آپ کے پاس سے گزرے تو ٹھہر جائے اور سلام عرض کرے پھر مسجد کے کسی مقام میں تحیۃ المسجد پڑھے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرے۔ آداب زیارت سے یہ ہے کہ مسجد شریف میں تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد قبر شریف کی طرف متوجہ ہو اور اس معظم مقام میں رعایتِ ادب میں اللہ تعالیٰ سے استعانت کرے اور غایتِ خضوع و وقار اور انکسار کے ساتھ ٹھہرے نظر نیچی ہو، اعضاء رُکے ہوئے ہوں۔ دایاں ہاتھ بایاں ہاتھ پر رکھا ہو جیسے

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ ہے اور وجہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا کہ روضۂ مبارک کے سامنے کھڑا ہو اور آپ کی زیارت ایسے کرے جیسے حیاتی میں زیارت کرتے تھے اور قبر شریف سے اتنا قریب ہو جیسے حضور کی حیات طیبہ میں قریب ہو سکتا تھا۔ زائر حجرہ شریف کے آگے اپنی نگاہ نیچی رکھے اور کسی دوسری طرف نظر نہ اُٹھائے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے حضورو قیام اور زیارت کو جانتے ہیں امام غزالی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کو اپنے خیال میں لاؤ کہ حضور لحد شریف میں تمہارے سامنے ہیں اور اپنے دل میں آپ کا عظیم مرتبہ حاضر کرو، پھر آہستہ آواز سے سلام عرض کرو، آواز بلند ہو اور نہ مخفی ہو درمیانی آواز سے سلام کہو اور نہایت ہی حیا اور وقار سے تین بار کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ،،

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے کے الفاظ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ غُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيْرَةَ اللّٰهِ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْهَادِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِهٖ ،، وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَبِقَوْلِهٖ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

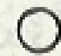
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصٰى فِيْ يَدَيْهِ وَحَنَّ الْجِذْعُ اِلَيْهِ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَمَرَنَا اللّٰهُ بِطَاعَتِهٖ ،، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَمَلَائِكَةِ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ كَثِيْرًا دَائِمًا اَبَدًا كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى ،، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى بِهٖ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَزْكٰى وَاَنْمٰى صَلٰوةً صَلَّاهَا عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَاَقَمْتَ الْحُجَّةَ وَاَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَكُنْتَ كَمَا نَعَتَكَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ حَيْثُ قَالَ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ فِيْ سَمٰوَاتِهٖ وَاَرْضِهٖ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ،، اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اٰتِهٖ نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّسْئَلَهُ السَّائِلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ ،، اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا تَرُدَّنَا عَلٰى اَعْقَابِنَا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"
جو کوئی یہ حفظ نہ کرسکے یا وقت تنگ ہو تو اس کے بعض پر اکتفاء کرے کم از کم یہ ضرور
عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

اگر کسی نے حضور کے لئے سلام دیا ہو تو وہ اس طرح عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ ..... بِن ..... یا یوں کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن
فلاں آپ کو سلام عرض کرتا ہے۔ پھر دائیں جانب ایک گز کی مقدار پیچھے ہو جائے
اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے ہو جائے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ
الصِّدِّيْقِ صَفِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَثَانِيْهِ فِى الْغَارِ وَرَفِيْقِهٖ فِى الْاَسْفَارِ
جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الْجَزَاءِ" پھر
ایک گز اور دائیں جانب پیچھے ہو اور کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ الَّذِىْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ
جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الْجَزَاءِ"

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے سامنے آکر آپ سے توسّل
کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی شفاعت کی درخواست کرے۔"



سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل کرنا

عُتبی علماء شافعیہ کے معروف عالم دین ہیں۔ علامہ سمہودی نے اُن سے
نقل کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس بیٹھا ہُوا
تھا۔ ایک اعرابی آیا اور کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" میں نے
اللہ تعالیٰ سے سُنا ہے وہ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا"

وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم
کیا ہے۔ وہ آپ کے پاس آئیں اور
اللہ سے معافی چاہیں اور ان کے لئے
رسول مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ
کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پائیں گے۔"

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی بخشش
مانگنے آیا اور اپنے رب کے پاس آپ کا توسّل چاہتا ہوں۔ پھر اُس نے یہ پڑھا:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اے بہتر ان لوگوں سے جنکی ہڈیاں
صاف میدان میں مدفون ہیں۔ ان کی خوشبو
سے صاف میدان اور ٹیلے خوشبودار
ہو گئے۔ میری جان اس قبر شریف
پر قربان ہو جس میں آپ سکون پذیر ہیں اُن میں پاکیزگی ہے اور اُن میں سخاوت
اور بخشش ہے۔

پھر وہ چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میری آنکھوں نے غلبہ کیا تو میں نے
خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے فرمایا اے عُتبی اس

اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ نے اس کو بخش دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی روضۂ مبارکہ (شرّفہا اللہ تعالیٰ) کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت کریمہ پڑھے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا	بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

اور ستر بار "صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" پڑھے تو فرشتہ اسے ندا کرتا ہے۔ اے فلاں تیرے اُوپر اللہ رحم کرے آج کے روز تیری کوئی حاجت ضائع نہ ہوگی۔ بعض علماء نے کہا بہتر یہ ہے کہ "صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ" پڑھے" کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے یہ ہے کہ آپ کو نام سے نہیں پکارا جاتا ہے، لیکن یہ صلوٰۃ وسلام کے بغیر نداء کرنے میں ہے۔ پھر اس کے بعد تجدید توبہ کرے اور بکثرت استغفار اور خضوع کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ نصوحا کی توبہ کر دے۔

اس کے بعد کہے یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کیا اس میں فرمایا: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور غفلت وجہالت سے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ اب میں آپ کے حضور زیارت کرنے آیا ہوں اور آپ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے آیا ہوں۔ آپ سے عرض کرتا ہوں

کہ اللہ کے حضور میری سفارش کریں۔ آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں — ربّ العالمین کے حضور آپ مقبول و وجیہہ ہیں۔ اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا ہوں اور گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ آپ کو اللہ کے حضور وسیلہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے توسّل سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے اور آپ کی محبت اور آپ کے طریقہ پہ مجھے فوت کرے اور آپ کی جماعت میں میرا حشر کرے۔ مجھے اور میرے احباب کو کسی رسوائی اور ندامت کے بغیر آپ کے حوض پر لائے یا حَبِيْبَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "میری شفاعت فرمائیں یا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ! میں آپ کے حضور حاضر ہوں اور آپ کے در پہ حاضر ہوں اور اپنے ربّ کریم کے ساتھ اُمید باندھی ہے کہ اپنے بندہ پر رحم کرے اگرچہ وہ بہت گنہگار ہے جو کر چکا ہوں وہ معاف کر دے اور جب تک دُنیا میں باقی ہوں آپ کی برکت وشفاعت کے سبب گناہوں سے محفوظ رکھے۔ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ"

هٰذَا مُقَامُ الَّذِيْ ضَاقَتْ مَذَاهِبُهٗ

وَاَنْتُمْ فِي الرَّجَاءِ مِنْ اَعْظَمِ السَّبَبِ

یہ اس شخص کا مقام ہے جس کے تمام راستے تنگ ہو چکے ہیں۔ اور آپ امید بر لانے میں عظیم ترین سبب ہیں۔"

اصمعی نے کہا ایک اعرابی نے قبر شریف کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا: "اے اللہ یہ تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے اگر تو مجھے بخش دے تو تیرا حبیب خوش ہوگا اور تیرا بندہ کامیاب ہوگا۔ اور تیرا دشمن غضبناک ہوگا اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا تیرا حبیب خوش

نہ ہوگا۔ تیرا دشمن خوش ہوگا اور تیرا بندہ ہلاک ہو جائے گا
اے اللہ! تو یہ پسند نہ کرے گا کہ تیرا حبیب غضبناک ہو اور
تیرا دشمن خوش ہو اور تیرا بندہ ہلاک ہو جائے۔ اے اللہ!
عربوں میں جب کوئی مکرم شخص فوت ہو جائے تو وہ اس کی
قبر پر غلام آزاد کرتے ہیں۔ یہ تو سید العالمین ہیں مجھے ان کی
قبر شریف پر آزاد کر دے"۔

اصمعی نے کہا میں نے اسے کہا اے عربی اللہ نے تجھے بخش دیا ہے
اور تیرے اس حسنِ سوال کے سبب تجھے آزاد کر دیا ہے"۔

اگر زائر زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے تو وہ بکثرت صلوٰۃ وسلام عرض کرے
اور حتی المقدور تلاوت کرے اور جو آیات اور سورتیں صفاتِ ایمان کی
جامع ہیں وہ اپنے مقصد میں شامل کر کے پڑھے۔

ابو موسیٰ اصفہانی نے شرح مہذب میں زیارۃ القبور کے آداب میں ذکر
کیا کہ زائر کو اختیار ہے کہ کھڑے ہو کر زیارت کرے یا چاہے تو بیٹھ کر
جیسے حیاتی میں اپنے بھائی کی زیارت کرتا ہے۔ بوقت زیارت اپنے اہم امور،
والدین بھائیوں اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کرے"۔

آدابِ زیارت سے ایک یہ ہے کہ منبر شریف کے پاس آ کر ٹھہرے اور
اللہ سے دعا کرے اور اس کی حمد و ثناء کرے اور تمام خیرات کا سوال کرے
اور ہر شر سے پناہ چاہے۔ یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے روایت ہے کہ
میں نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مسجد خالی ہوتی تو
وہ منبر شریف کا وہ حصہ پکڑتے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ اقدس
سے پکڑا کرتے تھے۔ پھر قبلہ رو ہو کر دعا کرتے تھے۔ زائر کو چاہیے کہ اسطوانہ مہاجرین

یا دیگر اساطینِ فضل کے پاس بکثرت نماز پڑھے اور روضہ شریفہ کے
پاس دعا کرے۔

روضۂ مبارکہ کو بوسہ دینا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بوسہ دینا جائز ہے
امام احمد نے حسن سند سے ذکر کیا کہ ایک دن مروان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے روضہ شریفہ کے پاس آیا تو ایک شخص کو دیکھا اس نے قبر شریف پر اپنا
چہرہ رکھا ہوا ہے۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ کر کہا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا
کر رہا ہے اس نے مروان کی طرف متوجہ ہو کہ کہا ہاں میں جانتا ہوں کہ میں کیا
کر رہا ہوں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں پتھر کے
پاس نہیں آیا ہوں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
سُنا جب دین کے اہل اس کے محافظ ہوں تو اس پر مت رونا لیکن اگر نااہل
دین کے والی ہو جائیں تو اس پر روتے رہو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت
بلال رضی اللہ عنہ روضہ شریفہ کے پاس آئے اور رونا شروع کیا اور اپنا چہرہ
قبر شریف کے ساتھ مس کرتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے دونوں
رخسارے قبر شریف پر رکھتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنا
دایاں ہاتھ قبر شریف پر رکھتے۔ پھر لکھتے محبت میں مستغرق شخص کو اس میں اجازت
ہے۔ اس سے مقصود تعظیم ہے۔ محب طبری نے قبور صالحین کو بوسہ دینا جائز کہا ہے۔

اسماعیل تیمی نے کہا کہ ابن منکدر بہرہ ہو گئے۔ وہ روضہ شریفہ پر
رخسارہ رکھ کر کھڑے رہتے اس پر ان کو کسی نے زجر کی تو فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی قبر شریف سے شفا حاصل کرتا ہوں۔

روضۂ شریفہ کے پاس نماز پڑھنا

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ شریفہ کے پاس زائر نماز پڑھے تو بحالتِ نماز قبرِ مقدّس کی طرف پشت نہ کرے اور نماز کے بغیر بھی پشت نہ کرے اور نہ ہی اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھے۔ ابنِ عبد السلام نے کہا جب تو نماز کا ارادہ کرے تو سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حجرہ شریفہ اپنی پشت کے پیچھے نہ کر اور نہ ہی اپنے آگے کر اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد ادب اسی طرح کیا جائے جس طرح آپ کی حیاتِ طیّبہ میں کیا جاتا تھا اور جس طرح آپ کا احترام، آپ کے حضور سرنگوں ہونا اور بے مقصد مصروفیت ترک کرنا آپ کی حیاتِ شریفہ میں تھا اُسی طرح وفات کے بعد ہے۔ اگر تو یہ نہ کرے تو تیرا وہاں سے چلے جانا وہاں ٹھہرنے سے بہتر ہے۔

روضۂ مقدّسہ کے محاذی مسجد شریف کے باہر سے گزرنا

اگر کوئی قبر شریف کے قریب سے گزرے، اگرچہ مسجد شریف سے باہر ہو تو محاذاۃ ہوتے ہی ٹھہر جائے اور سلام کرے۔ ایک شخص ابو حازم کے پاس آیا اور کہا میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ ابو حازم سے فرماتے ہیں تم میرے پاس سے گزر جاتے ہو اور ذرہ ٹھہر کر مجھے سلام نہیں کرتے ہو۔ ابو حازم نے اس کے بعد روضۂ مبارکہ کے پاس سے گزرتے وقت کبھی سلام ترک نہ کیا۔ جامع البیان میں ابن رشد نے ذکر کیا کہ

امام مالک رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا جب بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر شریف کے پاس سے گزرے تو سلام عرض کرے یہ مسافروں کے لئے جو زیارت کے لئے آتے ہیں اور جو لوگ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں ان پر یہ لازم نہیں کہ جب بھی مسجد شریف میں داخل ہوں اور باہر نکلیں تو قبر شریف کے پاس ٹھہریں اور جو کوئی سفر سے آئے یا سفر کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے اور روضۂ مبارکہ کے پاس ٹھہرے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو درود بھیجے اور آپ کے لئے اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے لئے دعا کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے لئے بکثرت آنا جانا مناسب نہیں جانتے، کیونکہ اس طرح کبھی غلطی ہو جاتی ہے لیکن ائمہ مذاہبِ ثلاثہ کے نزدیک بکثرت زیارت مستحب ہے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھتے رہنا عبادت ہے جیسے کعبہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے۔ امام رضا فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ؛ کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

اگر مسجد شریف سے باہر ہو تو نہایت ہی ادب و احترام سے قبہ شریف کو دیکھتا رہے۔

بقیع شریف کی زیارت

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام عرض کرنے کے بعد ہر روز خصوصاً جمعہ کے روز بقیع جانا مستحب ہے جب وہاں جائے تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْکُمْ وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ

وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ ۔ پھر دیگر قبور کی زیارت کرے ۔
علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی نے کہا جب بقیع کی زیارت کا ارادہ کرے تو باب بلد سے نکلے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریف کے پاس آئے پھر دیگر قبور کی زیارت کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کی قبر پر اختتام زیارت کرے ۔

جبل اُحُد کی زیارت

ابن ہمام حنفی نے کہا جبل اُحُد کی زیارت کے لئے جائے ۔ اس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اُحُد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں" مسجد شریف میں صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر نکلے اور ظہر تک واپس آجائے وہاں سب سے پہلے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف سے ابتداء کرے ۔
محمد بن واسع نے کہا مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اموات جمعہ کے ایک روز قبل اور ایک روز بعد زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں ۔ مستحب یہ ہے کہ ہفتہ کے روز قبا جائے اور وہاں وضوء کرکے نماز پڑھے ۔

مدینہ منورہ کی جلالت و عظمت

جتنا عرصہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے ۔ اس مدت میں مدینہ منورہ کی جلالت و عظمت اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پاکیزہ خطہ میں چلنے پھرنے اس کی محبت اور اس سرزمین مقدس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لے کر آنے جانے کو صمیم قلب سے ملحوظ رکھے ۔ جب تک پاؤں پر چلنے کی

طاقت ہو کسی جانور پر سوار نہ ہو جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے کہ جس مقدس سرزمین پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلا پھرا کرتے تھے اور اپنے مبارک قدموں سے زمین کو شرف بخشتے تھے ۔ اس زمین پر سواری کے قدم رکھنے کی جرأت نہ کرے ۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ سواری کا قدم اس جگہ پر پڑے جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم میمنت رکھتے تھے ۔ مدینہ منورہ میں اقامت کی مدت اپنے نفس کو خوف اور عظمت کی لگام ڈالے رکھے اور اپنی آواز بلند نہ کرے ۔ پست آواز سے گفتگو کرے ۔ جب یہ آیت کریمہ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ الآیۃ نازل ہوئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہی پست آواز میں کلام کروں گا جیسے سرگوشی کی جاتی ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام اور عظمت ایسے ہی ہے جیسے حیات طیبہ کے وقت تھی ۔ مدینہ منورہ کے باشندوں خصوصاً مشائخ و علماء صلحاء اشراف اور حترام سے محبت کرے اور عوام و خواص کا حسب مراتب احترام کرے اور مدت اقامت میں ہمسایہ کا خصوصی احترام کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کے متعلق خصوصاً وصیت فرمائی ہے ۔ اس میں کوئی ہمسایہ ممتاز نہیں سب کا احترام کرے ، اگرچہ ہمسایہ میں کوئی ناروا شئی دیکھے یا کسی سے سنے کیونکہ جب ہمسایہ کا مقام ثابت ہوجائے تو کسی کے کہنے پر اس کا احترام ترک نہ کرے کیونکہ وہ ناروا امور کے باعث ہمسائگی سے خارج نہیں ہوتا ۔ جیسا کہ مروی ہے ۔ "أَحْسِنْ إِلَىٰ جَارِكَ وَلَوْ جَارَ" ، ہمسایہ سے اخلاص کرو ! اگرچہ وہ ظلم کرے ۔"

فَيَا سَاكِنِي أَكْنَافِ طَيْبَةَ كُلُّكُمْ ۞ إِلَى الْقَلْبِ مِنْ أَجْلِ الْحَبِيْبِ حَبِيْبُ

اے طیبہ کی مقدس زمین کے رہنے والو تم سب حبیب محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میرے دل میں محبوب ہو اور حتی الامکان صدقات وخیرات کرتا رہے خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش و اقارب کی عظمت کے باعث انہیں نذرانے پیش کرتا رہے ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تمہیں اپنے اہلبیت کا حق یاد دلاتا ہوں ۔"

مدینہ منورہ سے وطن واپسی

جو شخص مدینہ منورہ سے اپنے وطن واپس آنے کا ارادہ کرے تو مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کرے پھر حمد و صلوٰۃ وسلام کے بعد یہ دعاء کرے ۔ اے اللہ ! میں اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں ۔ اور وہ عمل کرنے کا سوال کرتا ہوں جو تجھے پسند ہے اور جس سے تو راضی ہے ۔ اس کے علاوہ جو پسند کرے سوال کرے پھر کہے اے اللہ اس مقدس خطہ میں میرا یہ آنا آخری نہ ہو ۔ پھر آخر میں اللہ کی حمد و ثنا کرے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کے پاس آئے اور پہلے کی طرح دعاء کرے اور یہ عرض کرے یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں سوال عرض کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے یہ سوال کریں کہ آپ کی زیارت سے ہمارے آثار منقطع نہ کرے اور مجھے خیر و عافیت سے وطن پہنچائے اور جو مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت کرے اور اس پر شکر کا موقعہ دے ۔ اے اللہ ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کا یہ آخری عہد نہ کر اور پھر اور پھر حاضری کی توفیق دے اور دنیا و آخرت میں عافیت دے ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اقامت فرمایا کرتے تھے اس کا الوداع کے وقت دو رکعتیں نماز پڑھے ۔ جب روضۂ مبارک سے الوداع ہو تو جدائی کے باعث نہایت ہی افسردہ اور غمناک روتا ہوا واپس ہو ؛ کیونکہ اس وقت عاشقوں کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دلوں سے گرم آہیں نکلتی ہیں ۔ بایں ہمہ وہ ہمیشہ زیارت کے خواہشمند رہتے ہیں اور بار بار آنے کے متمنی ہوتے ہیں ۔

واپسی کے وقت حرم کی مٹی ساتھ لانے کی کوشش نہ کرے بلکہ مدینہ منورہ کے پھل اور پانی ہدیہ اور تبرک ساتھ لائے اور صدقات وخیرات کرتے ہوئے لوٹے اور گناہوں سے مکمل پرہیز کرے اور ان کے ارتکاب سے ڈرے اور جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عہد کیا ہے اس کا پابند رہے ۔ اور خیانت نہ کرے (ماخوذ از شرح وفا علامہ سمہودی رحمہ اللہ تعالیٰ)



سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جنّت میں تشریف لے جائیں گے

احادیث میں مذکور ہے کہ جنّت کے دروازے شفاف ہیں۔ اندر سے باہر والے نظر آتے ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذاتِ گرامی ہیں کہ آپ کو ہر ایک جانتا ہے ؛ لہٰذا جنت کے خازن کا استفسار کرنا کہ آپ کون ہیں۔ صرف آپ کے ساتھ خطاب سے روحانی استلذاذ مطلوب ہے ! کیونکہ محبوب کے ساتھ استلذاذ کے لئے کلام لمبا کیا جاتا ہے۔ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو تمام فرشتے آداب خدمت بجا لاتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے جیسے کسی بادشاہ کی آمد پر بطور استقبال کھڑے ہوتے ہیں چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔ اس لئے آداب خدمت بجا لانے کے لئے جنّت کے خازن کو دروازہ پر کھڑا کیا ہے۔

بخاری کی روائت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنّت میں بار بار داخل ہوں گے۔ سب سے پہلی بار میں آپ سے پہلے کوئی داخل نہ ہوگا اس کے بعد جونہی آپ لوگوں کی شفاعت فرماتے رہیں گے لوگ جنّت میں داخل ہوتے رہیں گے۔ جنّت میں داخل ہونے کی حقیقی ابتدا صرف آپ ہی فرمائیں گے۔ اس کے بعد جن کے متعلق جنت میں اوّلاً داخل ہونا مذکور ہے وہ دخولِ اضافی ہے ؛ چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام وفات پانے کے بعد جنّت میں داخل ہوئے ہیں اور تا ہنوز وہ جنّت میں ہیں۔ امام احمد کی روائت میں ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلال سے کہا تم کس کے سبب مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہوئے ، کیونکہ میں جب جنت میں

داخل ہُوا ، تمہارے پاؤں کی آواز سُنی۔ ابو یعلیٰ نے حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے لئے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا جب میں داخل ہوں گا تو ایک عورت میرے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔ میں اسے کہوں گا تو کون ہے وہ کہے گی میں یتیموں کی پرورش کے لئے بیٹھی رہی۔ بیہقی کی حدیث میں ہے سب سے پہلے جنّت کا دروازہ وہ کھٹکھٹائے گا جو اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرتا رہا ہوگا۔ ان احادیث میں دخول میں اوّلیت اضافی ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے کھانے کی کیفیت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : میں متواضع لوگوں کی طرح کھاتا ہوں اور ان کی طرح بیٹھتا ہوں (ابن سعد) حضور نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے بطورِ ادب فرمایا کہ میں کھانا کھاتے وقت متکبر لوگوں کی طرح نہیں بیٹھتا ہوں اور نہ بادشاہوں کی حالت اختیار کرتا ہوں ، کیونکہ عبودیت کے اخلاق اپنانا بہترین خلق ہے۔

اس حدیث کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں ،، ایک حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے اس ذات ستودہ صفات کی قسم اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدرو منزلت مچھر کے پَر برابر ہوتی تو کافر کو پانی پینا نصیب نہ ہوتا۔

رفعتِ ذکر

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل ،، علیہ السلام ،، آئے اور کہا آپ کا اور میرا رب کہتا ہے۔ میں نے آپ کا

ذکر اس طرح بلند کیا ہے کہ جب بھی میرا ذکر ہوگا تو اس کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا (ابن حبان) اسی لئے جمعہ وعید کے خطبات، تشہد اور اذان میں جہاں اللہ کا ذکر ہے اس کے ساتھ حضور کا بھی ذکر ہے۔

نماز میں صحابہ کرام کی نگہبانی

انس رضی اللہ عنہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں رکوع وسجود مکمل طور پر کرو۔ خداوند قدوس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جب تم رکوع، سجود کرتے ہو، میں تم کو اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتا ہوں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں (بخاری مسلم) یہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادراک حقیقی ہے جو آپ کے ساتھ مختص ہے اور یہ آپ کا معجزہ ہے۔ یہ صرف نماز میں مخصوص نہیں۔ آپ ہر حال میں ہر طرف سے دیکھتے تھے، کیونکہ آپ از سر تا پا مکمل نور تھے۔ اسی لئے آپ کا سایہ نہ تھا، کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہے اور آپ کی بصر شریف کے سامنے کوئی حجاب نہیں اسی لئے آپ کے آگے جنت و دوزخ سامنے والی دیوار سے ظاہر ہوئی۔"

دُنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابلق گھوڑے پر لادی ہوئی مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ جبرائیل "علیہ السلام" اس کو میرے پاس لایا جبکہ اس پر باریک ریشمی چادر تھی۔" ابن حبان" مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خزانوں سے مراد زمرد، یاقوت اور سونے چاندی کی کانیں ہیں یا وہ علاقے مراد ہیں جن میں یہ ہیں

یا دُنیا کے خزانے مراد ہیں تاکہ جس قدر کوئی مستحق ہو اس کو عطا فرمائیں لہٰذا دُنیا میں جو کچھ ظاہر ہے وہ حضور ہی اپنے دستِ اقتدار سے اللہ کے حکم سے دیتے ہیں جیسے غیب کلی کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اپنے حبیب محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں عطا کی ہیں ان سے جو کچھ باہر آتا ہے۔ حضور کے دستِ اقدس سے نکلتا ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے آداب عطا ہوئے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور ادب اچھا سکھایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں سارے عرب میں گھوما ہوں اور میں نے بڑے بڑے فصیح وبلیغ لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ آپ کو ادب کس نے سکھایا ہے۔ حضور نے فرمایا میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور میں نے بنی سعد میں پرورش پائی ہے "ابن عساکر" یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ریاضتِ نفس، ظاہری اور باطنی بہترین اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ حسنِ تادیب سے مراد ان علوم کی عطا ہے جو کسی بشر کو حاصل نہیں اور آپ کو آدابِ عبودیت اور مہذب اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یعنی قرآن پر عمل کرنا آپ کی جبلت تھی۔

اولاد کی تربیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو۔ اپنے نبی سے محبت، نبی کے اہل بیت سے محبت اور قرآن پڑھنا، کیونکہ قرآن پڑھنے والے قیامت کے روز اللہ کے سایہ میں ہوں گے جبکہ اس سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔" دیلمی "محبت سے ایمانی محبت مراد ہے طبعی محبت نہیں، کیونکہ طبعی محبت غیر اختیاری ہوتی ہے۔ والدین پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو یہ تعلیم دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہیں اور آپ کی طاعت اور آپ سے محبت کرنا واجب ہے۔

محمد نام کی فضیلت

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اس کو نہ مارو اور نہ اس کو کسی اچھی شئے سے محروم کرو۔" (بزار) یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اکرام کے لئے اس بچہ کو ادب سکھانے کے بغیر نہ مارو اور نہ اس سے سختی کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بچہ کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ وسیع کرو اور اس کے چہرہ کو قبیح نہ کہو "خطیب"، یعنی اس کو یہ نہ کہو "اللہ تیرا چہرہ برا کرے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو دستر خوان کھانے کے لئے بچھایا جائے اور اس پر وہ شخص حاضر ہو جس کا نام احمد یا محمد ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر کو ایک دن میں دو بار پاک کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ کوئی مشورہ کرنے جمع ہوں اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص نہ ہو تو

ان کے مشورہ میں برکت نہ ہوگی۔ (ابن جوزی)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان

ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی فخر کے بغیر کہتا ہوں کہ قیامت کے روز میں نبیوں کا امام اور خطیب ہوں گا اور ان کے لئے صاحب شفاعت ہوں گا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) یعنی قیامت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کا ظہور ہوگا۔ جب لوگ عذر خواہی سے خاموش ہوں گے تو آپ ان کی طرف سے معذرت کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کی زبان شریف حمد و ثنا کے لئے کھول دے گا تو صرف آپ ہی کلام کریں گے اور کوئی شخص بات نہ کر سکے گا لہٰذا آپ تمام نبیوں کے امام خطیب ہوں گے اور فرمایا میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمت ذکر کرتا ہوں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعونِ مصر سے فرمایا تھا مجھے مصر کے خزانوں پر مقرر کر دے میں امین ہوں۔

زمین پاک ہونے کا سبب "

حکیم ترمذی نے ذکر کیا اس امت کے لئے زمین کی مٹی اس لئے پاک کی گئی ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کو زمین نے محسوس کیا تو اس میں مسرت کی لہر آگئی اور حضور کے میلاد کی خوشی میں پھیل گئی اور آسمان اور ساری مخلوق پر فخر کرنے لگی اور کہا مجھ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں اور میری پشت پر آپ پر قرآن نازل ہوگا اور میرے اوپر آپ کی پیشانی سجدہ کرے گی اور میرے پیٹ میں آپ دفن ہوں گے جب اس میں زم

کافی زیادہ ہوگیا تو اس کی مٹی کو پاک کر دیا گیا۔ تاکہ آپ کی امت پانی نہ ہونے کی صورت اس سے تیمم کر سکیں، لہٰذا تیمم اللہ تعالیٰ کا اس امت پر ہدیہ ہے۔ اور یہ صرف اس امت کی خصوصیت ہے تاکہ وہ ہمیشہ پاک رہیں اور پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کریں اگر برسہا برس پانی نہ ملے۔

شفاعتِ مُصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شفاعتیں پانچ ہیں۔ ایک شفاعت عُظمٰی ہے جو مقام محمود میں شفاعت کریں گے۔ جبکہ تمام نبی شفاعت کرنے سے معذرت کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "عَسٰی رَبُّكَ اَنْ يَّبْعَثَكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" دوسری شفاعت ان لوگوں کی ہوگی جن کو بغیر حساب جنت میں داخل کیا جائے گا۔ تیسری شفاعت اُن لوگوں کی ہوگی جو دوزخ کے مستحق ہوں گے اور اس میں داخل نہ ہوں گے۔ چوتھی شفاعت ان کی ہوگی جو دوزخ میں داخل ہوں گے پھر اس سے نکالے جائیں گے۔ پانچویں شفاعت جنت میں درجات بلند کرنے کے لئے ہوگی۔" اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی اور دوسری شفاعت مختص ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک زمانہ میں متعدد نبی ہوتے تھے اور وہ ایک دوسرے کی شریعت کو منسوخ نہیں کرتے تھے۔ ہر ایک نبی مخصوص قوم کا نبی ہوتا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک ساری مخلوق کے نبی ہیں۔ آپ جنوں اور فرشتوں کے بھی نبی ہیں۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ستر ہزار حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ وہ سب ایک دل ہوں گے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اور اضافہ چاہا تو مجھے اُن ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اضافہ کیا۔ یہ فضیلت کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔"

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے امین اور خلیل ہیں،،

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین و آسمان میں امین بنایا ہے۔ ابو امامہ نے کہا حضور نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور میرا خلیل ابوبکر صدیق ہے" رضی اللہ عنہ" (طبرانی)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں سے میری مدد کی ہے۔ ان میں سے دو آسمانوں میں ہیں اور وہ جبرائیل اور میکائیل ہیں اور دو زمین میں ہیں ایک ابوبکر اور دوسرا عمر فاروق ہے (طبرانی) نرم مزاج ہونے میں ابوبکر صدیق میکائیل کے مشابہ ہیں اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں عمر فاروق جبرائیل کے مشابہ ہیں۔

○

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

فہرس

حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

صفحہ	مضمون

صفحہ	مضمون